عطاء الرب
اردو شرح
هداية النحو

ابو حسان محمد عنصر خان

ویب سائٹ
مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام
Maktaba Tul Ishaat.com

عطاء الرّب علی ھدایۃ النحو

ابو حسان محمد عنصر خان

عطاری مدنی عفی عنہ

صاحبِ ھدایۃ النحو کے حالات زندگی

نام: الشیخ ابو الحیان سراج الدین محمد بن یوسف بن علی بن حیان الاندلسی

ولادت: آپ کی ولادت اندلس کے شہر غرناطہ میں شوال المکرم 654 سن ہجری میں ہوئی۔

اساتذہ کرام: آپ نے فن تجوید ابو محمد عبدالحق سے ،فن قراءت ابوجعفر غرناطی اور حافظ ابو علی حسین بن عبدالعزیز سے، علم فقہ علم الدین عراقی سے، علم منطق ابو جعفر بن زبیر سے اور علم نحو ابوالحسن ابو جعفر بن زبیر، ابو جعفر لیلی اور ابن صائغ سے سیکھا۔

علوم میں مہارت: آپ نے ابتدائی عمر میں ہی حفظ قرآن کے ساتھ ساتھ علم قراءت، علم حدیث اور دیگر کئی علوم میں مہارت حاصل کرلی تھی۔ آپ کی قابلیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ علامہ جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جب علمِ نحو پر اپنی کتاب "**جمع الجوامع**" لکھی تو فرمایا: "میں نے جو کچھ بھی اس کتاب میں لکھا ہے وہ ابوحیان کی تصانیف سے ماخوذ ہے۔" دیگر علوم کی نسبت علم نحو میں کمالِ مہارت کی وجہ سے آپ کے ہمعصر صلاح الدین صفوی فرماتے ہیں: "**کان امیر المؤمنین فی النحو**" یعنی ابوحیان نحو میں امیر المؤمنین تھے۔

تلامذہ: آپ کے تلامذہ کی تعداد کا تعین تو نہیں ہو سکتا لیکن اتنا ضرور ہے کہ جنہوں نے بھی آپ سے سیکھا ہے کمال سیکھا ہے۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگائیے کہ ابن عقیل اور ابن ہشام جیسے جید علماء آپ ہی کے شاگردوں میں شمار ہوتے ہیں۔

تصانیف: آپ نے تقریباً 65 عربی اور فارسی زبان میں کتب تصنیف فرمائی ہیں جن میں سے چند کے نام یہ ہیں:
البحر المحیط، شرح تسہیل، منہج السالک شرح الفیہ ابن مالک، ھدایۃ النحو۔

وفات: ایک قول کے مطابق آپ کی وفات 743ھ جبکہ دوسرے قول کے مطابق 745ھ میں ہوئی۔

علم نحو کا تعارف

اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کو زبان نعمت عطا کی ہے جس کی بدولت یہ اپنامافی الضمیر بیان کر سکتا ہے۔اور یہ وہ نعمت ہے جس کی وجہ سے انسان حیوان سے ممتاز و ممیز ہے۔ قرآن و سنت کو بھی اسی زبان کے ذریعے سمجھا اور سمجھایا جاتا سکتا ہے لیکن اس کے لیے صرف و نحو کا علم ہونا بہت ضروری ہے۔اسی لیے کہا جاتا ہے:"**الصرف ام العلوم والنحو ابوها**"علم صرف علوم کی ماں ہے اور نحو علوم کا باپ۔چونکہ ہماری یہ کتاب فن نحو کے بارے میں ہے اس لیے اس کی اہمیت بھی ہمارے اذہان میں ہونا ضروری ہے تاکہ اسے سیکھنے کی تشویق پیدا ہو۔اہل علم حضرات نحو ہی کے بارے میں کہتے ہیں:"**النحو فی الکلام کلملح فی الطعام**"یعنی نحو کلام میں ایسے ہی اہمیت رکھتا ہے جس طرح نمک کھانے میں۔امیر المؤمنین سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:"**تعلموا النحو کما تعلمون السنن والفرائض**"نحو کو اس طرح سیکھو جیسے تم سنن و فرائض کو سیکھتے ہو۔[1] نیز امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:"**من تبحر فی النحو اھتدی الیٰ کل العلوم**"[2]

نحو کا لغوی معنی: لغت میں لفظ نحو کے مختلف معانی ہیں، قصد کرنا، جہت، سمت، مثل وغیرہ

اصطلاحی تعریف: "**النحو علم باصول یعرف بها احوال اواخر الکلم الثلٰث من حیث الاعراب والبناء وکیفیة ترکیب بعضها مع بعض**"نحو چند ایسے اصولوں کے علم کا نام ہے جن کے ذریعے تینوں کلمات (یعنی اسم، فعل، حرف) کے آخر کے احوال معرب و مبنی ہونے کی حیثیت سے پہچانے جاتے ہیں اور ان کلمات کو ایک دوسرے کے ساتھ ملانے کا طریقہ معلوم ہوتا ہے۔

غرض وغایت: "**صیانۃ الذھن عن الخطاء اللفظی فی کلام العرب**"کلام عرب میں لفظی غلطی سے ذہن کو بچانا۔

موضوع: "**الکلمۃ والکلام**"کلمہ اور کلام۔

علم نحو کا واضع: اس حوالے سے تین نام سامنے آتے ہیں: 1۔ خلیفہ ثانی سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ 2۔ خلیفہ رابع سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم 3۔ سیدنا ابو الاسود دُئلی۔

---

[1]: (غرر الخصائص الواضحۃ: ص221)

[2]: (شذرات الذھب؛ ج2؛ ص6)

علم نحو کی وضع کیسے ہوئی؟

زیادہ قوی اور مضبوط قول یہ ہے کہ علم نحو کی تالیف ابوالاسود دُئلی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم پر کی۔ وہ اس طرح کہ ایک مرتبہ ابوالاسود دئلی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو متفکر بیٹھے دیکھا تو وجہ پوچھی۔ آپ کرم اللہ تعالیٰ وجھه الکریم نے فرمایا: میں نے یہ بات محسوس کی ہے کہ لغت عرب میں غیر عربوں کے اختلاط کی وجہ سے فساد پیدا ہو رہا ہے اس لیے میں نے کچھ قواعد مرتب کیے ہیں جن کہ وجہ سے اس فساد سے تحفظ ہو سکتا ہے۔ کچھ دن بعد جب دوبارہ ابوالاسود دئلی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں ایک ورقہ دیا جس میں لکھا تھا: "**بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم الکلام کلہ ثلثۃ اسم وفعل وحرف فالاسم ماانباءعن المسمی والفعل ماانباءعن الفاعل والحرف ماانباءعن معنیً لیس باسم ولا فعل**"

پھر فرمایا: آپ اس میں کچھ اضافہ کریں۔ چنانچہ ابوالاسود نے ایک مجموعہ بنا کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں پیش کیا جسے دیکھ کر آ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پ نے فرمایا: "**ما أحسن هذا النحو الذي نحوْت**" (یہ کتنا اچھا قصد ہے جو آپ نے کیا۔)[3] چونکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خوشی کی وجہ سے اس مجموعہ پر "**النحو**" کا لفظ بولا تھا اسی وجہ سے اس علم کا نام "نحو" رکھا گیا۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں ایک اعرابی نے لوگوں سے درخواست کی کہ مجھے قرآن پاک پڑھایا جائے، چنانچہ ایک عجمی نے اسے قرآن پاک پڑھانا شروع کر دیا۔ پڑھتے پڑھتے جب وہ سورۂ براءۃ کی آیت نمبر 3 کے اس حصہ پر پہنچا" اَنَّ اللّٰهَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۙ۬ وَ رَسُوْلُهٗ ؕ" بیشک اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول مشرکوں سے بَری ہیں۔ تو عجمی نے "رَسُوْل" کو کسرہ سے پڑھا جس سے معاذ اللہ یہ معنی بن جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول سے بھی بَری ہے۔ جب اعرابی نے یہ سنا تو اس نے کہا: اگر اللہ تعالیٰ اپنے رسول سے بَری ہے تو میں بھی اس کے رسول سے بَری ہوں "معاذ اللہ عزوجل۔

امیر المؤمنین حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب اس بارے میں معلوم ہوا تو آپ بڑے غمگین ہوئے، چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس اعرابی کو بلایا اور فرمایا: کیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بری ہے؟ اس نے عرض کی؛ اے امیر المؤمنین! میں مدینے میں اس حال میں حاضر ہوا کہ مجھے قرآن پاک کا علم نہیں تھا، لہٰذا میں نے کہا کہ کون ہے جو مجھے قرآن پڑھا؟ تو مجھے سورۂ براءت کی یہ آیت مبارکہ " اَنَّ اللّٰهَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۙ۬

[3] : (شرح الآجرومیۃ لحسن حفظی: ج1: ص7)

وَرَسُوْلِهٖ "پڑھائی گئی۔ جب میں نے اسے سنا تو میں نے کہا اگر اللہ تعالیٰ اپنے رسول سے بَری ہے تو میں نے اس کے رسول سے بَری ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے اعرابی! ایسا نہیں ہے۔ اس نے عرض تو پھر کیسے ہے؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: یہ آیت مبارکہ یوں ہے " اَنَّ اللّٰهَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۙ وَرَسُوْلُهٗ "جب اعرابی نے اسے سنا تو کہا: اللہ کی قسم! میں نے ان سے بَری ہوں جن سے اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول بَری ہیں۔ پس اس کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم جاری فرمایا کہ آج کے بعد لوگوں کو قرآن وہی پڑھائے جو علم لغت کا عالم ہو نیز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عربی الفاظ میں اعرابی غلطی سے بچنے کے قواعد بنانے کے لیے ابوالاسود دُئلی کو حکم دیا۔[4] یوں بحیثیتِ حکم حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی علم نحو کے واضع ہوئے۔

---

[4]: (در منثور: ج4؛ ص130)

متن: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اَلۡحَمۡدُلِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَالۡعَاقِبَۃُ لِلۡمُتَّقِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی رَسُوۡلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ

ترجمہ: اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم والا۔ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے جو عالمین کا رب ہے اور اچھا انجام، متقی افراد کے لیے ہے اور اس کے رسول محمد، ان کی آل اور تمام اصحاب پر دُرود نازل ہو۔

تشریح:

☆۔۔"**بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم**"کو کتاب کی ابتدا میں ذکر کرنے کی وجہ۔۔

اس کی چند وجوہات ہیں: 1۔ برکت حاصل کرنا مقصود تھا۔2۔ قرآن پاک کی اقتدا مقصود تھی۔3۔"**كُلُّ أَمۡرٍ ذِي بَالٍ لَا يُبۡدَأُ فِيهِ بِبِسۡمِ اللّٰهِ فَهُوَ اَبۡتَرُ** "یعنی ہر ذی شان کام جس میں بسم اللہ سے ابتدا نہیں کی جاتی وہ نامکمل رہ جاتا ہے۔[5] والی حدیث شریف پر عمل مقصود تھا۔4۔ سلف صالحین کے طریقے کی پیروی کی کیونکہ وہ بھی اپنی کتابوں کی ابتداء بسم اللہ شریف سے ہی کرتے تھے۔

☆۔۔"**الحمدلله رب العٰلمین**"کو تسمیہ کے بعد ذکر کرنے کی وجہ۔۔

حمد ذکر کرنے کی بھی تقریباً وہی وجوہات ہے جو بسم اللہ شریف کے بارے میں ذکر ہوئیں، نیز"**كُلُّ أَمۡرٍ ذِي بَالٍ لَا يُبۡدَأُ فِيهِ بِالۡحَمۡدِ لِلّٰهِ أَقۡطَعُ** "یعنی ہر ذی شان کام جس میں اللہ تعالیٰ کی حمد سے ابتدا نہیں کی جاتی وہ نامکمل رہ جاتا ہے۔[6] والی حدیث شریف کی پیروی بھی مقصود تھی۔

اسم جلالت،اللّٰہ:

لغوی طور پر معبود برحق کو کہتے ہیں جبکہ اصطلاحی طور پر"**هُوَ عَلَمٌ لِذَاتِ الۡوَاجِبِ الۡوُجُوۡدِ الۡمُسۡتَجۡمِعِ لِجَمِيۡعِ صِفَاتِ الۡكَمَالِيَةِ**"یعنی لفظ اللہ اس ذات کا علم ہے جو واجب الوجود ہے اور تمام صفات کمالیہ کے ساتھ متصف ہے۔

الرحمٰن الرحیم:

[5]: (ارشادی الساری:ج1؛ص46)

[6]: (شعب الایمان:ج6؛ص214:الحدیث4062)

دونوں "رحمت" سے مشتق ہیں اور اسم مبالغہ کے صیغے ہیں جیسے "نَدِمَ" سے "نَدْمَانٌ" اور "نَدِیْمٌ"۔ دونوں اگرچہ "رحمت" سے مشتق ہیں لیکن "رحیم" کی نسبت "رحمٰن" میں زیادہ مبالغہ ہے۔

ترکیب:

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

باء، جار، اسم مضاف، اللہ اسم جلالت موصوف، الرحمن، صفت اول، الرحیم، صفت ثانی، موصوف اپنی دونوں صفات سے مل کر مرکب توصیفی ہو کر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ مل کر مرکب اضافی ہو کر " **اشرع**، فعل کا ظرف مستقر، **اشرع** فعل میں انا ضمیر مرفوع مستتر فاعل، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ

حمد:

اس کا لغوی معنی ہے تعریف کرنا جبکہ اصطلاحی طور پر کسی کی اختیاری خوبی پر تعظیم کے ارادے سے زبان کے ساتھ تعریف کرنا، جس کی تعریف کی جارہی ہو چاہے اس کی طرف سے نعمت ہو یا نہیں۔

شکر:

ایسا امر جو منعم کی تعظیم پر دلالت کرے اور نعمت کے مقابلے میں ہو چاہے وہ تعظیم زبان سے ہو، دل سے ہو یا جوارح سے۔

لفظ "رب":

یہ مصدر ہے جس کا لغوی معنی ہے پرورش کرنا جبکہ بعض نے کہا کہ یہ مصدر اسم فاعل کے معنی میں ہے بمعنی رَابٌّ (تربیت کرنے والا)۔ اس میں تینوں اعراب جائز ہیں: جر اس طور پر کہ اسے اسم جلالت کی صفت بنادیا جائے۔ رفع اس طور پر کہ اسے مبتدائے محذوف ھو ضمیر کی خبر بنادیا جائے۔ نصب اس طور پر کہ اسے "اعنی" فعل مقدر کا مفعول بنادیا جائے۔

عالمین:

یہ جمع ہے "عالم" کی، "عالَم" اسم آلہ کے معنی میں ہے جس کا مطلب ہے وہ چیز جس سے کسی چیز کو پہچانا جائے، اس کا استعمال ان چیزوں پر بھی ہوتا ہے جن سے اللہ تعالیٰ کی پہچان ہو گویا یوں کہہ لیا جائے کہ ماسوا اللہ کو عالم کہتے ہیں۔

ترکیب

الحمدللہ رب العٰلمین

الحمد، مبتداء، لام جار، **اللّٰہ**، اسم جلالت موصوف، رب، مضاف، **العلمین**، مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مرکب اضافی ہو کر **اللّٰہ** اسم جلالت کی صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر جار کا مجرور، جار مجرور مل کر "**ثبت**" فعل کا ظرف مستقر، **ثبت**، فعل اس میں ھو ضمیر فاعل، فعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر خبر۔۔ مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ

العاقبة:

اس میں الف لام عوضی ہے اصل میں **تھاخیر العاقبة**۔۔ یا۔۔**حسن العاقبة**، اور اگر الف لام عوضی نہ مانیں تو عاقبت خیر و شر دونوں کو شام ہو جائے گی حالانکہ متقیوں کے لیے برا انجام نہیں ہے لہٰذا ماننا پڑے گا کہ یہاں الف لام عوضی ہے۔ نیز یہاں سے اس اعتراض کا جواب دینا بھی مقصود تھا کہ جب اللہ رب العٰلمین ہے تو پھر اچھی عاقبت بھی عالمین کے لیے ہو گی؟ پس اسے "**والعاقبة للمتقين**" کہہ کر دفع کر دیا کہ اچھی عاقبت صرف اور صرف متقی افراد کے لیے ہے۔

ترکیب:

وَالصَّلٰوةُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

واؤ استینافیہ، **الصلوٰة**، مبتداء، **علی**، جار، **رسوله**، مضاف اور مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مرکب اضافی ہو کر مبدل منہ، **محمد**، بدل، مبدل منہ اپنے بدل سے مل کر معطوف علیہ، **واؤ** عاطفہ، **آله**، مضاف اور مضاف الیہ ہو کر مرکب اضافی بن کر معطوف علیہ، **واو** عاطفہ، **اصحابه**، مضاف اور مضاف الیہ مل کر معطوف، **اله واصحابه**، معطوف علیہ اور معطوف مل کر مؤکد، **اجمعین**، تاکید، مؤکد اپنی تاکید سے مل کر، **رسوله محمد**، معطوف علیہ کا معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر **علی**، جار کا مجرور، جار مجرور مل کر **نازلة**، اسم فاعل کا ظرف مستقر، **نازلة**، اسم فاعل اپنے **ھی** ضمیر فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر شبہ جملہ اسمیہ ہو کر مبتداء کی خبر، مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

صلوٰة:

صلوٰۃ کا لغوی معنی ہے دعا اور اصطلاحی معنی میں تفصیل یہ ہے کہ اگر اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی جائے تو مراد رحمت ہوتی ہے اور اگر ملائکہ کی طرف کی جائے تو استغفار اور بندوں کی طرف ہو تو مراد دعا ہوتی ہے۔

رسول:

اس کالغوی معنی ہے بھیجاہوا جبکہ اصطلاحی معنی ہے وہ انسان جسے اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی طرف احکام شرعیہ کی تبلیغ کے لیے بھیجاہوا اوران کے ساتھ ایک کتاب بھی ہو۔

محمد:

لفظ محمد باب تفعیل سے اسم مفعول ہے اور باب تفعیل کا ایک خاصہ تکثیر بھی ہے یوں اس اسم مبارک کا معنی ہے "وہ ذات کے کے فضائل محمودہ کثیر ہیں"

آل کی اصل:

"آل" کی اصل میں اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک اس کی اصل "اَوَلٌ" ہے کیونکہ اس کی تصغیر "اُوَیْلٌ" آتی ہے۔ واؤ متحرک ماقبل مفتوح کو الف سے بدل کر "آل" بنایا گیا۔ جبکہ بعض کے نزدیک اس کی اصل "اَھَلٌ" ہے کیونکہ اس کی تصغیر "اُھَیْلٌ" آتی ہے۔ ہا کو خلاف قیاس ہمزہ سے بدل کر "آمن" والا قانون لگاکر ہمزہ کو الف سے بدل کر "آل" بنایا گیا۔

لفظ آل کے مصداق:

اس کے مصداق کے بارے میں مختلف قول ہیں۔ 1:۔ ہر مؤمن متقی، جیسا کہ خود نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "آل محمد کلّ تقی"[7] اس صورت میں اصحاب کا ذکر تخصیص بعد التعمیم کے قبیل سے ہوگا۔ 2:۔ ازواج مطہرات، بنات وداماد۔ 3:۔ سیدہ فاطمہ، سیدنا علی اور حسنین کریمین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ آخری قول روافض کا ہے۔

لفظ اصحاب کس کی جمع ہے؟

اس بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ 1:۔ صَاحِبٌ کی جمع ہے جیسے اَنْھَارٌ، طَاھِرٌ کی جمع ہے۔ 2:۔ صَحْبٌ کی جمع ہے جیسے اَنْھَارٌ، نَھْرٌ کی جمع ہے۔ 3:۔ صَحِبٌ کی جمع ہے جیسے اَنْمَارٌ، نَمِرٌ کی جمع ہے۔ 4:۔ صَحِیْبٌ کی جمع ہے جیسے اَشْرَافٌ، شَرِیْفٌ کی جمع ہے۔

صحابی کی تعریف:

جو مسلمان بحالت ایمان حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ملاقات سے سرفراز ہوا اور ایمان ہی پر اس کا خاتمہ ہوا۔

---

[7] : (الکامل فی ضعفاء الرجال: ج7؛ ص41)

متن: اَمَّابَعْدُ فَهٰذَا مُخْتَصَرٌ مَضْبُوْطٌ فِی النَّحْوِ جَمَعْتُ فِيْهِ مُهِمَّاتِ النَّحْوِ عَلٰى تَرْتِيْبِ الْكَافِيَةِ مَبَوِّبًا وَمُفَصِّلًا بِعِبَارَةٍ وَاضِحَةٍ مَعَ اِيْرَادِ الْاَمْثِلَةِ فِی جَمِيْعِ مَسَائِلِهَا مِنْ غَيْرِ تَعَرُّضٍ لِلْاَدِلَّةِ وَالْعِلَلِ لِئَلَّا يُشَوِّشَ ذِهْنَ الْمُبْتَدِیْ عَنْ فَهْمِ الْمَسَائِلِ وَسَمَّيْتُهٗ بِهِدَايَةِ النَّحْوِ رَجَاءً اَنْ يَّهْدِیَ اللهُ تَعَالٰى بِهِ الطَّالِبِيْنَ وَرَتَّبْتُهٗ عَلٰى مُقَدَّمَةٍ وَثَلٰثَةِ اَقْسَامٍ وَخَاتِمَةٍ بِتَوْفِيْقِ الْمَلِكِ الْعَزِيْزِ الْعَلَّامِ

ترجمہ: حمد وصلاۃ کے بعد یہ کتاب مختصر ہے نحو کے مسائل میں ضبط کی گئی ہے، میں نے اس میں کافیہ کی ترتیب پر نحو کے اہم مسائل کو باب اور فصل بناتے ہوئے واضح عبارت کے ساتھ جمع کیا ہے۔ تمام مسائل میں امثلہ بیان کرنے کے ساتھ، ادلہ اور علل کو چھیڑے چھارے بغیر، تاکہ یہ (تعرض) مبتدی کے ذہن کو مسائل سمجھنے میں پریشان نہ کرے۔ اور میں نے اس کتاب کا نام ھدایۃ النحور کھا ہے امید کرتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے طلبہ کو ہدایت دے۔ اور میں نے اسے ایک مقدمے، تین اقسام اور ایک خاتمے پر مرتب کیا ہے اس بادشاہ کی توفیق سے جو غالب اور بہت زیادہ علم رکھنے والا ہے۔

تشریح:

"اَمَّا" کی اصل:

"اَمَّا" سیبویہ کے نزدیک مستقل کلمہ ہے کیونکہ یہ حرف ہے اور حرف میں اصل یہ ہے کہ اس میں کسی قسم کا تغیر نہ ہو۔ جبکہ خلیل نحوی کے نزدیک اس کی اصل "مہما" ہے "ھا" کو ہمزہ سے بدل دیا قریب المخرج ہونے کی وجہ سے یوں "مئما" بن گیا پھر ہمزہ کو دونوں میموں پر مقدم کیا کیونکہ یہ صدارت چاہتی ہے اور ابتداء بالساکن سے بچنے کے لیے اسے مفتوح کر دیا اور پھر میم کا میم میں ادغام کیا تو بن گیا "اَمَّا"۔

اَمَّا کا استعمال:

اس کا استعمال دو طرح ہوتا ہے۔

(1)۔۔مجمل کی تفصیل بیان کرنے کے لیے آتا ہے جیسے **جاءنی القوم امابکر فاکرمته واما زید فاھنته**

(2)۔۔اس سے پہلے اجمال نہ ہو تو اسے استینافیہ استعمال کیا جاتا ہے جیسا کہ عام طور پر کتب کے شروع میں آتا ہے۔دونوں صورتوں میں اس کے بعد فاء کا آنا ضروری ہے۔

"اَمَّابَعْدُ، کی اصل:

یہ اصل میں "**مَھْمَایَکُنْ مِنْ شَیْءٍ بَعْدَالبسملة والْحَمْدِوَالصَّلوٰةِ**" تھا۔"**اَمَّا**"کو"**مَھْمَا**" کے قائم مقام کر دیا،پھر فعل شرط "**یکن من شیئ** "کو حذف کر دیا کیونکہ "**اَمَّا**" حرف شرط اس پر دلالت کر رہا ہے یوں "**امابعدالبسملة والحمد والصلوٰة**"ہو گیا۔پھر مضاف الیہ "**البسملة والحمدوالصلوٰة**"کو حذف کر دیا اور اس کے عوض "**بعد**" پر ضمہ لے کر آئے۔

فھذامختصرمضبوط۔۔"کی وضاحت:

اگر خطبہ،کتاب کے اختتام پر لکھا گیا ہو تو "ھذا"کا مشارٌ الیہ کتاب ہے اور اگر پہلے لکھا گیا ہے تو وہ مضامین ہیں جو صاحب کتاب کے ذہن میں تھے۔"**مختصر**"باب افتعال سے اسم مفعول ہے اصطلاحی طور پر اسے کہتے ہیں جس کی عبارت قلیل اور معانی ومفاہیم کثیر ہوں۔"**مضبوط** "مختصر کی صفت ہے بمعنی محفوظ،یعنی یہ کتاب حشو(ایسے زائد الفاظ جو بلا فائدہ ہوں اوران کی زیادتی متعین ہو)اور تطویل(ایسے الفاظ جو اصل مراد سے زائد اور بلا فائدہ ہوں اوران کی زیادتی متعین نہ ہو)سے محفوظ ہے۔

مھمات النحوعلی ترتیب الکافیہ۔۔کی وضاحت:

یہاں سے صاحب ھدایۃ النحو فرمارہے ہیں کہ میں نے اس کتاب میں علم نحو کے مقاصد کو"**ابن حاجب**"کی کتاب"**کافیه**"کی ترتیب پر جمع کیا ہے۔یعنی جس طرح"**کافیه**"میں پہلے اسم پھر فعل اور پھر حرف کی بحث کی گئی ہے اس کتاب میں بھی اسی طرح کیا گیا ہے لیکن یہ ترتیب بعض مسائل کے اعتبار سے ہے جمیع مسائل کے اعتبار سے نہیں ہے کیونکہ کچھ مسائل ایسے بھی ہیں جو کافیہ میں تو ہیں لیکن اس کتاب میں نہیں ہیں۔

"مبوبا مفصلا"

دونوں اسم فاعل ہوں تو"**جمعتُ**" کی "تُ"ضمیر سے حال بنیں گے۔اس صورت میں ترجمہ ہو گا"میں نے اس مختصر میں کافیہ کی ترتیب پر مقاصد نحو کو جمع کیاہے اس حال میں کہ میں مقاصد کو باب باب کرنے والااور فصل فصل کرنے والاہوں۔اوراگر مفعول ہوں تو"**فیه**"کی"**ہ**"ضمیر سے حال بنیں گے۔اس صورت میں ترجمہ ہو گا"میں نے اس مختصر میں کافیہ کی ترتیب پر مقاصدِ نحو کو جمع کیاہے اس حال میں کہ وہ مقاصد باب باب اور فصل فصل کیے ہوئے ہیں"۔

"بعبارة واضحة"

یہاں سے مصنف علیہ الرحمہ نے اس بات کی طرف اشارہ کر دیا کہ اگر چہ یہ کتاب"کافیہ"کی ترتیب پر ہے لیکن اُس کی طرح مغلق نہیں ہے،بلکہ اس کی عبارت ایسی ہے جسے سمجھنا آسان ہے۔

"امثلة"

امثلۃ جمع ہے مثال کی،اور مثال اسے کہتے ہیں جو قاعدہ سمجھنے کے لیے لائی جائے۔

"من غیر تعرض للادلة والعلل"کی وضاحت:

تعرض کالغوی معنی ہے:"**اقدام علی الشئی**"کسی چیز کے درپے ہونا۔"**ادلّه**" جمع ہے دلیل کی، اور دلیل کالغوی معنی ہے:راستہ بتانے والی جبکہ اصطلاحی طور پر دلیل کہتے ہیں"**مایلزم من العلم به العلم بشئ آخر**"جس کے جانے سے دوسری چیز کا علم لازم ہو۔"**علل**"جمع ہے علت کی،اور علت کالغوی معنی ہے مؤثر جبکہ اصطلاحی طور پر علت کہتے ہیں"**مایتوقف علیه وجودالشئ**"جس پر دوسری چیز کاوجود موقوف ہو۔ایسانہیں ہے کہ مصنف نے علل اور دلائل کو بالکل ذکر ہی نہیں کیابلکہ غالب واکثر ذکر نہیں کیااسی بناپر یہ کہہ دیا"**من غیر تعرض للادلة والعلل**"۔

لئلا یشوش ذهن المبتدی عن فهم المسائل--الخ"کی وضاحت:

"**یشوش**"میں فعل مضارع معروف ومجہول دونوں احتمال موجودہیں اگر معروف ماناجائے تو"**ذهن المبتدی**"مفعول بنے گا۔اوراگر مجہول ماناجائے تو"**ذهن المبتدی**"نائب الفاعل بنے گا۔"**ذهن**"کہتے ہیں"**قوة موجودفی جنان الانسان**

تنقش فیھا المعنی "ایسی قوت جوانسان کے دل میں ہوتی ہے جس میں معنی منقش ہوتے ہیں۔"**مبتدی**" کہتے ہیں شروع کرنے والے کو جبکہ اصطلاحی طور پر اسے کہتے ہیں"**الذی شرع فی الجزءالاول مع قصد تحصیل باقی الاجزاء**"جو باقی اجزاء کو حاصل کرنے کے ارادے سے پہلے جزء میں شروع ہو۔اس کی دو قسمیں ہیں: طبعی اور اکتسابی۔

طبعی :"**ھوالذی یحصل المسائل بطبعه وفھمه**"جو مسائل کو اپنی طبیعت و فہم کے ذریعے حاصل کرے۔

اکتسابی:"**ھوالذی یکتسب المسائل من الغیرکالتلمیذمن الاستاذ**"جو غیر سے مسائل حاصل کرے جیسے شاگرد استاد سے۔اور یہاں متبدی سے یہی قسم ثانی یعنی اکتسابی مبتدی مراد ہے۔

"ترتیب" کالغوی معنی ہے:"**جعل کلی شیئ فی مرتبته**"ہر چیز کو اس کے مرتبہ میں رکھنا جبکہ اصطلاحی طور پر"**جعل الاشیاءالمتعددة من حیث یطلق علیھااسم الواحد**"چنداشیاء کو اس طور پر رکھنا کہ ان پر ایک نام کا اطلاق کیا جاسکے ترتیب کہلاتا ہے۔**ثلثة اقسام**: پہلی قسم اسم دوسری فعل اور تیسری حرف کے بارے میں ہے۔

متن: اَمَّا الْمُقَدَّمَةُ فَفِی الْمُبَادِی الَّتِیْ یَجِبُ تَقْدِیْمُھَا لِتَوَقُّفِ الْمَسَائِلِ عَلَیْھَا وَفِیْھَا فُصُوْلُ ثَلٰثَةٍ

ترجمہ: بہر حال مقدمہ، یہ ایسے مبادی کے بارے میں ہے جن کی تقدیم واجب ہے مسائل کا ان پر موقوف ہونے کی وجہ سے اور اس میں تین فصلیں ہیں۔

تشریح

المقدمة۔۔۔کی وضاحت:

مقدمة فعل لازم قَدَّم سے اسم فاعل کا صیغہ ہے یعنی وہ ذات جو آگے ہونے والی ہو۔اس کے بعد لفظ مقدمہ وصفیت سے اسم کی طرف منقول ہو کر ہر اس چیز کا نام ہو گیا جو آگے ہونے والی ہو۔مقدمہ، **مُقَدَّمَةُ الْجَیْش** سے ماخوذ ہے "**مقدمة الجیش**" لشکر کے اس چھوٹے دستے کو کہا جاتا تھا جو مقام مقصود پر پہنچ کر لشکر کے لیے مناسب انتظامات کرتا تھا تاکہ بعد والوں کو کوئی

مشقت نہ اُٹھانی پڑے۔اسی لیے کتاب کے مقدمہ میں ایسے مسائل ذکر کیے جاتے ہیں جن سے مقاصدِ کتاب سمجھنے میں آسانی پیدا ہو جائے اور سمجھنے والے کو مشقت نہ اُٹھانی پڑے۔ مقدمہ کی دو قسمیں ہیں: 1۔ مقدمۃ العلم 2:۔ مقدمۃ الکتاب

"مقدمۃ العلم"

ایسے معانی مقصودہ جن پر علم کے مسائل کو شروع کرنا موقوف ہو۔ جیسے تعریف، موضوع اور غرض وغایت۔اور یہاں مقدمہ کی یہی قسم مراد ہے۔

"مقدمۃ الکتاب"

وہ الفاظ جنہیں مسائل سے پہلے ذکر کیا جائے چاہے مسائل کا شروع ان پر موقوف ہو یا نہ ہو۔اوران کا مسائل سے تعلق بھی ہو اور یہ مسائل سمجھنے میں نفع بخش ہوں۔

"مبادی"

ابتدائی باتیں، اصطلاحی طور پر ان باتوں کو کہتے ہیں جن پر مسائل کا سمجھنا موقوف ہو۔

سوال: مقدمہ اور مبادی کی تعریفات سے تو یہی معلوم ہو رہا ہے کہ یہ دونوں ایک ہی چیز ہیں جس سے **ظرفیة الشئ لنفسه** لازم آرہا ہے جو کہ محال ہے۔

جواب: **ظرفية الشئ لنفسه** اس وقت لازم آئے گا جب دونوں (یعنی مقدمہ اور مبادی) سے ایک ہی چیز مراد لیں گے جبکہ ہم تو یہاں مقدمہ سے معانی مخصوصہ اور مبادی سے الفاظ مخصوصہ مراد لے رہے ہیں۔ایسی صورت میں تقدیری عبارت یوں ہو گی "**اماالمعانی المخصوصة ففی الالفاظ المخصوصة۔الخ**"۔۔یا۔۔مقدمہ سے الفاظ مخصوصہ اور مبادی سے معانی مخصوصہ اور کلمہ فی بمعنی لام مراد لے رہے ہیں۔ ایسی صورت میں تقدیری عبارت یوں ہو گی "**اماالالفاظ المخصوصة فللمعانی المخصوصة۔۔الخ**" ان دونوں صورتوں میں ظرفیۃ الشئ لنفسہ لازم نہیں آرہی۔

"فیہافصول ثلثۃ" کی وضاحت:

یعنی مقدمہ میں تین فصلیں ہیں پہلی نحو کی تعریف، غرض وغایت اور موضوع کے بارے میں، دوسری کلمہ کی تعریف، اس کی تقسیم اور پھر اقسام کی تعریفات وعلامات وغیرہ کے بارے میں جبکہ تیسری کلام کی تعریف اور اس کی اقسام کے بارے میں ہے۔

"فصل" کی وضاحت:

کا لغوی معنی ہے کاٹنا، اصطلاحی طور پر "**اَلْحَاجِزُ بَیْنَ الْحُکْمَیْن**" جو دو حکموں کے درمیان حائل ہو اسے فصل کہتے ہیں۔

"**فصول ثلثۃ**" موصوف صفت ہیں اگر یہ کہا جائے کہ موصوف اور صفت کے درمیان مطابقت نہیں پائی جارہی تو اس کا جواب یہ ہے کہ فصول، فصل کی جمع مکسر ہے اور "ثلثۃ" واحد مؤنث کا صیغہ ہے اور قاعدہ ہے کہ غیر ذوی العقول جمع مکسر کی صفت جمع مؤنث اور واحد مؤنث دونوں طرح آسکتی ہے اس لیے کسی قسم کا بھی کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔

ترکیب:

اَمَّا الْمُقَدَّمَۃُ فَفِی الْمُبَادِی الَّتِیْ یَجِبُ تَقْدِیْمُھَا لِتَوَقُّفِ الْمَسَائِلِ عَلَیْھَا

امّا حرف تفصیل **المقدمۃ** مبتداء متضمن معنی شرط **فاء** جزائیہ **فی** حرف جر **المبادی** موصوف **التی** اسم موصول **یجب** فعل **تقدیم** مصدر مضاف **ھا** راجع بسوئے **المبادی** مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ مل کر فعل کا فاعل، لام حرف جر **توقف** مصدر مضاف **المسائل** مضاف الیہ فاعل **علی** جار **ھا** ضمیر راجع بسوئے **المبادی** مجرور جار مجرور مل کر **توقف** مصدر کے متعلق ہو کر ظرف لغو، **توقف** مصدر اپنے مضاف الیہ فاعل اور ظرف لغو سے مل کر لام جار کا مجرور جار مجرور مل کر **یجب** فعل کا ظرف لغو، فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر اسم موصول کا صلہ، اسم موصول اپنے صلہ سے مل کر صفت، **المبادی** موصوف اپنی صفت سے مل کر مجرور، جار مجرور مل کر ظرف مستقر ہو کر **کائنۃٌ** کے متعلق ہو کر خبر قائم مقام جزاء کے، **المقدمۃ** مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ

متن: فَصْلٌ اَلنَّحْوُ عِلْمٌ بِاُصُوْلٍ یُعْرَفُ بِھَا اَحْوَالُ اَوَاخِرِ الْکَلِمِ الثَّلٰثِ مِنْ حَیْثُ الْاِعْرَابِ وَالْبِنَاءِ وَکَیْفِیَّۃُ تَرْکِیْبِ بَعْضِھَا مَعَ بَعْضٍ وَالْغَرْضُ مِنْہُ صِیَانَۃُ الذِّھْنِ عَنِ الْخَطَاءِ اللَّفْظِیْ فِیْ کَلَامِ الْعَرَبِ وَمَوْضُوْعُہٗ اَلْکَلِمَۃُ وَالْکَلَامُ

ترجمہ: فصل: نحو چند ایسے اصولوں کے علم کا نام ہے جن کے ذریعے تینوں کلمات (یعنی اسم، فعل، حرف) کے آخر کے احوال معرب ومبنی ہونے کی حیثیت سے پہچانے جاتے ہیں اوران کلمات کو ایک دوسرے کے ساتھ ملانے کا طریقہ معلوم ہوتا ہے۔اور نحو کی غرض کلام عرب میں ذہن کو لفظی خطاء سے بچانا ہے اوراس کا موضوع کلمہ اور کلام ہے۔

تشریح

"النحو علم باصول--الخ" کی وضاحت:

نحو کے لغوی معانی متعدد ہیں جن میں سے چند یہ ہے: قصد کرنا، مثل، پھیرنا، جانب، نوع اور مقدار وغیرھا۔جب بھی کسی چیز کی تعریف کی جاتی ہے تو وہ تعریف جنس اور فصل پر مشتمل ہوتی ہے تاکہ اس تعریف کو جامع اور مانع بنایا جائے۔ مصنف نے متن میں نحو کی جو تعریف کی ہے یہ بھی جنس اور فصول پر مشتمل ہے جس کی وضاحت درج ذیل ہے:

علم باصول: یہ جنس ہے مُعَرَّف (یعنی جس کی تعریف کی جارہی ہے) اور غَیْرِ مُعَرَّف (جس کی تعریف نہیں کی جارہی ہے) سب کو شامل ہے۔

یعرف بها احوال: یہ پہلی فصل ہے جس سے ایسے اُصولوں کا علم خارج ہو جاتا ہے جس کے ذریعے ذات کلم اور معانیٔ کلم کو جانا جاتا ہے جیسے علم صرف ومنطق۔

اواخر الکلم الثلث: یہ دوسری فصل ہے جس سے ایسے اصولوں کا علم خارج ہو جاتا ہے جس کے ذریعے کلماتِ ثلاثہ کے اول واوسط کے احوال یا مُکَلَّفِین کے احوال جانے جاتے ہیں جیسے علم لغت وفقہ۔

من حیث الاعراب والبناء: یہ تیسری فصل ہے جس سے ایسے اصولوں کا علم خارج ہو جاتا ہے جس کے ذریعے کلماتِ ثلاثہ کے آخر کے احوال موافقتِ قافیہ اوروزن کے اعتبار سے جانے جاتے ہیں جیسے علم عروض وقوافی۔

کیفیۃ بعضھامع بعض: یہ چوتھی فصل ہے جس سے ایسے اصولوں کا علم خارج ہو جاتا ہے جس کے ذریعے مفردات کی کیفیت معلوم کی جاتی ہے جیسے علم ہیئۃ، علم ابجد، علم ھندسہ، علم حساب وغیرہ۔

"الغرض منہ۔۔۔الخ" کی وضاحت:

سوال: ذہن کو خطاء لفظی سے کیسے بچایا جا سکتا ہے جبکہ تلفظ تو زبان کرتی ہے لہٰذا مصنف کو چاہیے تھا کہ وہ **صیانۃ الذھن** کے بجائے یوں کہتے **صیانۃ اللسان عن الخطاء اللفظی فی کلام العرب**۔

جواب: حقیقت میں تلفظ ذہن ہی کرتا ہے اور زبان اس کی ترجمانی کرتی ہے اس لحاظ سے اصل کو خطاء سے بچانا فرع کو خطاء سے بچانے کے مترادف ہے۔

"موضوعہ الکلمۃ والکلام" کی وضاحت:

سوال: نحو کے دو موضوع ہیں لہٰذا چاہیے تھا کہ علم بھی دو ہوتے کیونکہ تعدد موضوع، تعدد علم پر دلالت کرتا ہے۔؟

جواب: اگرچہ موضوع متعدد ہوں لیکن جب وہ کسی ایسے امر میں مشترک ہوں جس کا تمام میں لحاظ کیا جاتا ہو تو اس پر ایک موضوع کا اطلاق کیا جا سکتا ہے۔ اور کلمہ اور کلام کے درمیان ذات کے اعتبار سے اتحاد ہے اور دونوں کے احکام ایک جیسے ہیں اس لیے ان کا تعدد، علم کے تعدد پر دلالت نہیں کرتا۔

متن: فصل اَلْكَلِمَةُ لَفْظٌ وُضِعَ لِمَعْنًى مُفْرَدٍ وَهِيَ مُنْحَصِرَةٌ فِي ثَلٰثَةِ اَقْسَامٍ اِسْمٌ وَفِعْلٌ وَحَرْفٌ لِاَنَّهَا اِمَّا اَنْ لَاتَدُلَّ عَلٰى مَعْنًى فِي نَفْسِهَا وَهُوَ الْحَرْفُ اَوْ تَدُلَّ عَلٰى مَعْنًى فِي نَفْسِهَا وَيَقْتَرِنُ مَعْنَاهَا بِاَحَدِ الْاَزْمِنَةِ الثَّلٰثَةِ وَهُوَ الْفِعْلُ اَوْ تَدُلَّ عَلٰى مَعْنًى فِي نَفْسِهَا وَلَمْ يَقْتَرِنْ مَعْنَاهَا بِهٖ وَهُوَ الْاِسْمُ

ترجمہ: کلمہ وہ لفظ ہے جو معنی مفرد کے لیے وضع کیا گیا ہو اور وہ تین قسموں میں منحصر ہے اسم، فعل اور حرف کیونکہ کلمہ یا تو معنی پر خود بخود دلالت نہیں کرے گا تو وہ حرف ہو گا۔ یا معنی پر خود بخود دلالت کرے گا اور اس

کا معنی تین زمانوں میں سے کسی کے ساتھ ملاہوا ہو گا تو وہ فعل ہو گا۔یا معنی پر خود بخود دلالت کرے گا اور اس کا معنی کسی زمانے کے ساتھ نہیں ملاہوا ہو گا تو وہ اسم ہو گا۔

تشریح

کلمہ کو کلام پر مقدم کرنے کی وجہ؟

اگرچہ کلمہ اور کلام دونوں نحو کا موضوع ہیں لیکن کلمہ کو کلام پر مقدم کرنے کی وجہ یہ ہے کہ کلمہ، کلام کا جزء ہے اور طبعًا جزء کل پر مقدم ہوتا ہے لہٰذا مصنف نے اسے بھی کلام پر مقدم کر دیا۔

فوائد قیود:

نحو کی تعریف میں گزر چکا ہے کہ کسی بھی چیز کی تعریف جنس اور فصول پر مشتمل ہوتی ہے جو اسے جامع مانع بناتی ہے لہٰذا یہاں کلمہ کی تعریف میں بھی ان قیود کی وضاحت کی جاتی ہے۔

الکلمة لفظ: میں "لفظ" جنس ہے جو مُعَرَّف (یعنی جس کی تعریف کی جارہی ہے) اور غَیْرِ مُعَرَّف (جس کی تعریف نہیں کی جارہی ہے) یعنی موضوع، مفرد مرکب وغیرہ سب کو شامل ہے۔

وضع: فصل اول ہے جس سے مہمل کلمات نکل گئے۔

لمعنی: فصل ثانی ہے جس سے وہ کلمات نکل گئے جو معنی نہیں بلکہ ترکیب کی غرض سے وضع کیے گئے ہوں جیسے حروف ہجاء وغیرہ۔

مفرد: فصل ثالث ہے جس سے وہ کلمات نکل گئے جو معنی مرکب کے لیے وضع کیے گئے ہوں۔

کلمہ مشتق ہے یا نہیں؟

اس بارے میں اختلاف ہے جمہور کے نزدیک کلمہ اور کلام دونوں کلم سے مشتق ہیں دونوں کے درمیان لفظی اور معنوی مناسبت کی وجہ سے۔ لفظی مناسبت تو ظاہر ہے جبکہ معنوی مناسبت یہ ہے کہ نفوس میں ان کے معانی کی تاثیر ایسے ہی ہوتی ہے جیسے زخم کی تاثیر درد کے حصول میں ہوتی ہے۔

الکلمۃ پر الف لام کونسا ہے؟

الف لام جنسی یا عہد خارجی کا ہے کیونکہ کلمہ سے مراد وہ کلمہ ہے جو نحویوں کی زبان پر جاری ہے اور اس پر قرینہ عالم و متعلم نحوی ہیں اور کتاب بھی نحو کے بارے میں ہی لکھی گئی ہے۔

لفظ "کی وضاحت:

لفظ مصدر ہے جس کا لغوی معنی ہے "پھینکنا" جبکہ اصطلاحی طور پر لفظ کہتے ہیں: "**مایتلفظ به الانسان حقیقة کان اوحکمامهملاکان اوموضوعامفرداکان اومرکبا**" یعنی جس کا انسان تلفظ کرے چاہے وہ حقیقی ہو یا حکمی، مہمل ہو یا موضوع، مفرد ہو یا مرکب۔

"وضع "کی وضاحت:

وضع کا لغوی معنی ہے "رکھنا" جبکہ اصطلاحی طور پر وضع کہتے ہیں: "**تخصیص الشئ بالشئ بحیث متی اطلق اواحس الشئ الاول فهم منه الشئ الثانی** "یعنی ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ اس طرح خاص کرنا کہ جب اس کا اطلاق کیا جائے یا جب اسے محسوس کیا جائے تو اس سے دوسری چیز کو سمجھا جائے۔

"لمعنی "کی وضاحت:

معنی میں تین احتمال ہیں: 1۔ ظرف مکان ہے یعنی قصد کرنے کی جگہ۔ 2:۔ مصدرِ میمی ہے۔ 3:۔ اسم مفعول ہے کہ اصل میں معنوی تھا۔

ترکیب:

الکلمة لفظ وضع لمعنی مفرد

مذکورہ جملے کی تین طرح ترکیب کی جاسکتی ہے: 1۔ "**مفردٍ**" پڑھا جائے تو ترکیب یوں ہو گی۔

"**الکلمة** "مبتدا، "**لفظ**" موصوف، "**وضع**" فعل مجہول، ہو ضمیر مرفوع متصل مستتر نائب الفاعل، "**لمعنی مفرد**" لام جار معنی مضاف اور مفرد مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ مل کر مرکب اضافی ہو کر مجرور، جار مجرور مل کر ظرف لغو، فعل اپنے

نائب الفاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر "**لفظ**" موصوف کی صفت ہوا، موصوف اپنی صفت سے مل کر مرکب توصیفی ہو کر مبتدا کی خبر بنا، مبتدا اور خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ بن گیا۔

2:۔"مفردٌ" پڑھا جائے تو یہ لفظ کی صفت ثانی بنے گا۔

3:۔"مفردًا" پڑھا جائے تو وضع فعل مجہول کی ضمیر سے حال بنے گا۔

قولہ:"اسم وفعل وحرف"

اس میں تین طرح کے ترکیبی احتمالات پائے جاتے ہیں:

1۔"**مرفوع**" جب ان کا مبتداء محذوف مانیں۔ اس وقت تقدیری عبارت ہو گی "**هِیَ اِسْمٌ وَفِعْلٌ وَحَرْفٌ**"۔

2:۔"**منصوب**" جب ان سے پہلے "**اَعْنِیْ**" فعل محذوف نکال کر انہیں اس کا مفعول بنا دیں۔ اس وقت تقدیری عبارت ہو گی "**اَعْنِیْ اِسْمًا وَفِعْلًا وَحَرْفًا**"۔

3:۔"**مجرور**" جب انہیں "**ثَلَاثَةِ اَقْسَامٍ**" کا بدل بنایا جائے۔

متن: فَحَدُّ الْاِسْمِ كَلِمَةٌ تَدُلُّ عَلٰى مَعْنًى فِيْ نَفْسِهَا غَيْرِ مُقْتَرِنٍ بِاَحَدِ الْاَزْمِنَةِ الثَّلٰثَةِ اَعْنِي الْمَاضِيَ وَالْحَالَ وَالْاِسْتِقْبَالَ كَرَجُلٍ وَعِلْمٍ وَعَلَامَتُهٗ صِحَّةُ الْاِخْبَارِ عَنْهُ نَحْوُ زَيْدٌ قَائِمٌ وَالْاِضَافَةُ نَحْوُ غُلَامُ زَيْدٍ وَدُخُوْلُ لَامِ التَّعْرِيْفِ كَالرَّجُلِ وَالْجَرِّ وَالتَّنْوِيْنِ نَحْوُ بِزَيْدٍ وَالتَّثْنِيَةُ وَالْجَمْعُ وَالنَّعْتُ وَالتَّصْغِيْرُ وَالنِّدَاءُ فَاِنَّ كُلَّ هٰذِهٖ خَوَاصُّ الْاِسْمِ وَمَعْنَى الْاِخْبَارِ عَنْهُ اَنْ يَّكُوْنَ مَحْكُوْمًا عَلَيْهِ بِكَوْنِهٖ فَاعِلًا اَوْ مَفْعُوْلًا اَوْ مُبْتَدَاءً وَيُسَمّٰى اِسْمًا لِسُمُوِّهٖ عَلٰى قَسِيْمَيْهِ لَا لِكَوْنِهٖ وِسْمًا عَلَى الْمَعْنٰى

ترجمہ: پس اسم کی تعریف ہے کہ یہ ایسا کلمہ ہے جو تین زمانوں یعنی ماضی، حال اور مستقبل میں سے کسی ایک کے ساتھ بھی ملے بغیر خود بخود معنی پر دلالت کرے جیسے رجل اور علم۔ اور اس کی نشانی ہے کہ اس کے ساتھ

خبر دینادرست ہو جیسے زید قائم،اوراضافت جیسے غلام زید،اورلام تعریف کاداخل ہوناجیسے الرجل،اور جراور تنوین کاداخل ہوناجیسے بزیدٍ،اور تثنیہ ہونا،جمع ہونا،موصوف ہونا،تصغیرہونااور نداءہوناکیونکہ ان میں سے ہر ایک اسم کے خواص میں سے ہے اوراخبار عنہ کامطلب یہ ہے کہ یہ محکوم علیہ ہو فاعل یامفعول یامبتداءہونے کی وجہ سے۔اوراسے اسم کہاجاتااسے اپنی دونوں قسموں پر بلند ہونے کی وجہ سے معنی پر نشان ہونے کی وجہ سے نہیں۔

تشریح

فحدالاسم۔۔الخ"کی وضاحت:

اگرچہ دلیل حصر سے اسم،فعل اور حرف کی تعریفات کوبیان کردیاگیاتھالیکن کمزور طلبہ کی آسانی کے لیے انہیں الگ سے بھی بیان کردیاہے تاکہ وہ بھی انہیں آسانی کے ساتھ یادکرلیں اور سمجھ لیں۔فاءشرط محذوف "اِذَابَیَّنَّادَلِیۡلَ الۡحَصۡرِ" کے جواب میں ہے۔"حد"کالغوی معنی ہے روکنا،اسے تعریف بھی کہتے ہیں کیونکہ یہ دخول غیر کومانع ہےاوراصطلاحی طور پر جو تعریف جامع مانع ہواسے حد کہتے ہیں۔

فوائد قیود:

اسم کی تعریف میں "**کلمة**" جنس ہے جو معرَّف اور غیر معرَّف سب کو شامل ہے۔

"**تدل علی معنی فی نفسها**"فصل اول ہے جس سے حرف خارج ہوجاتاہے کیونکہ وہ خود بخود معنی پر دلالت نہیں کرتا۔

"**غیرمقترن۔۔الخ**"فصل ثانی ہے جس سے فعل خارج ہوجاتاکیونکہ وہ کسی زمانے سے ملاہواہوتاہے۔

"غیرمقترن۔۔الخ"کی وضاحت:

کسی زمانے کے ساتھ نہ ملنے سے مراد یہ ہے کہ وہ وضع کے اعتبار سے کسی زمانے کے ساتھ نہ ملاہواہو۔لہٰذااسم کی تعریف میں وہ کلمہ داخل رہے گاجس میں زمانہ توپایاجائے لیکن وضع کے اعتبار سے نہ ہو جیسے اسم فاعل "زَیۡدٌضَارِبٌ

عَمْرًوا غَدًا"(زید عمرو کو کل مارنے والا ہے)اور اسم مفعول "زَیْدٌ مَضْرُوْبٌ غُلَامُهٗ غَدًا"(زید کا غلام کل مارا جائے گا)۔اور جس میں وضع کے اعتبار سے زمانہ پایا جائے اگرچہ اب استعمال نہ ہو تو وہ اسم کی تعریف میں داخل نہیں ہے جیسے کَادَ، نِعْمَ، بِئْسَ وغیرہ۔

لفظ "غیر" کا اعراب:

یہاں پر لفظ "غیر" پر تینوں اعراب پڑھے جاسکتے ہیں:

"مرفوع" مبتدائے محذوف کی خبر ہونے کی وجہ سے،

"منصوب" معنی سے حال بننے کی وجہ سے،

"مجرور" معنی کی صفت ہونے کی وجہ سے۔

اعنی الماضی--الخ" کی وضاحت:

یہاں سے مصنف نے تین زمانوں کی وضاحت کی کہ وہ تین زمانے کونسے ہیں اور پھر اسم کی دو مثالیں پیش کیں جن میں سے پہلی اسم جامد کی ہے اور دوسری اسم مصدر کی۔

وعلامته صحة الاخبار عنه--کی وضاحت:

سوال: مصنف علیہ الرحمہ نے جب اسم کی تعریف ذکر کر دی تھی تو علامات ذکر کرنے کی کیا وجہ ہے؟ کیونکہ اسم کی پہچان تو تعریف سے ہی ہو گی تھی۔

جواب: جو چیز خارج میں موجود ہو اس کے دو وجود ہوتے ہیں: وجودِ ذہنی اور وجودِ خارجی، اسم کی تعریف سے وجودِ ذہنی کا حصول تو ہو گیا لیکن وجودِ خارجی کے لیے علامات کا علم ہونا ضروری تھا اس لیے مصنف علیہ الرحمہ نے علاماتِ اسم بھی ذکر کر دیں۔

سوال: مصنف علیہ الرحمہ نے علامت واحد کا صیغہ استعمال کیا ہے جمع کا کیوں نہیں کیا؟

جواب: علامت اسم جنس ہے جو اپنے تمام افراد کو شامل ہے اس لیے جمع کا صیغہ ذکر کرنے کی ضرورت نہ تھی۔

صحۃ الاخبار عنہ---کی وضاحت:

اسم کی علامت بیان کرتے ہوئے مصنف علیہ الرحمہ فرمارہے ہیں کہ اس سے خبر دینادرست ہویعنی اس میں اتنی صلاحیت ہو کہ یہ محکوم علیہ بن سکتاہو اگرفی الحال محکوم علیہ نہ ہو جیسے **زَیْدٌ قَائِمٌ** میں زید مخبر عنہ ہو جبکہ قائم مخبر بہ ہے۔

والاضافت---کی وضاحت:

اضافت کہتے ہیں "**کون الشئ مضافابتقدیرحرف جر**"یعنی کسی چیزکابتقدیرِحرف جر مضاف ہونا۔جیسے **کتابُ خالدٍ**(خالد کی کتاب)یہ اصل میں تھا**کتابٌ لِخَالدٍ**،اس میں کتاب مضاف اور خالد مضاف الیہ ہے۔

اضافت اسم کی علامت کیوں ہے؟

اس کی وجہ یہ ہے کہ اضافت سے تین چیزیں مقصود ہوتی ہیں،

تعریف:جب نکرہ کی معرفہ کی طرف اضافت ہو جیسے **غلام زید**۔

تخصیص:جب نکرہ کی نکرہ کی طرف اضافت ہو جیسے **غلام رجل**۔

تخفیف:جب صیغہ صفت اپنے معمول کی طرف مضاف ہو جیسے **ضارب زید**۔چونکہ یہ تینوں چیزیں اسم کا خاصہ ہیں اور یہی اضافت سے بھی مقصود ہوتی ہیں لہٰذا اضافت کو بھی اسم کا خاصہ اور نشانی بنادیا گیا۔

دخول لام التعریف اسم کی علامت کیوں؟

لام تعریف چونکہ تعریف کا فائدہ دیتاہے اور تعریف اسم کا خاصہ ہے اس لیے دخول لام کو بھی اسم کا خاصہ اور نشانی بنادیا گیا۔

الجر والتنوین---کی وضاحت:

ان دونوں میں دخول،مجازاًلحوق کے معنی میں ہے۔چونکہ جر،حرف جر کا اثرہے اور حرف جر اسم پر داخل ہو تا ہے لہٰذا جر کو بھی اسم کے ساتھ خاص کر دیا گیا۔تنوین اس نون ساکن کو کہتے ہیں جو پڑھنے میں آئے لیکن لکھنے میں نہ آئے۔تنوین کی پانچ قسمیں ہیں:تنوین تمکن،تنوین ترنم،تنوین تنکیر،تنوین عوض،تنوین مقابلہ۔تنوین ترنم کے علاوہ باقی چاروں اسم کے ساتھ خاص ہیں

لہٰذا تنوین کو بھی اسم کے ساتھ خاص کر کے اس کی علامت اور نشانی بنادیا گیا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ تنوین کلمہ کو مابعد سے منقطع کر دیتی ہے اور یہ خاصیت صرف اسم میں ہی پائی جاتی ہے اس لیے اسے اسم کی علامت بنادیا گیا۔

"والتثنیۃ والجمع---کی وضاحت:

تثنیہ اور جمع میں تعدد پایا جاتا ہے اور تعدد، تغایر کو لازم ہے جبکہ فعل میں تغایر نہیں پایا جاتا اسی لیے انہیں اسم کی علامت بنادیا گیا۔

سوال: تثنیہ اور جمع تو فعل میں بھی پایا جاتا ہے جیسے **ضَرَبَا، ضَرَبُوْا** وغیرہ۔ لہٰذا اسے فعل کی علامت کہنا درست نہیں ہے؟

جواب: فعل میں تثنیہ اور جمع نہیں ہوتا بلکہ فعل کا فاعل تثنیہ اور جمع ہوتا ہے وہ اس طرح کہ "**ضَرَبَا**" میں الف تثنیہ ضمیر بارز فعل کا فاعل ہے اسی طرح "**ضَرَبُوْا**" میں واوَ جمع ضمیر بارز فعل کا فاعل ہے۔ اور ضمیر اسم ہے فعل نہیں۔

والنعت والتصغیر والنداء---کی وضاحت:

صفت میں زیادہ والی معنیٰ پایا جاتا ہے اور زیادتی والا معنیٰ صرف اسم میں ہی ہوتا ہے اس لیے اسے اسم کی علامت بنادیا گیا۔ تصغیر کو اسم کی علامت اس لیے بنایا گیا کہ تصغیر قلت وحقارت والا معنیٰ دیتی ہے اور یہ معنیٰ بھی صرف اسم کا ہی خاصہ ہے۔ اسی طرح منادیٰ ہونا بھی اسم کی علامت ہے کیونکہ منادیٰ حرف نداء کا اثر ہوتا ہے اور حرفِ نداء اسم کے ساتھ خاص ہیں لہٰذا اس کا اثر یعنی منادیٰ بھی اسم کے ساتھ خاص کر دیا گیا اور اسے بھی اسم کی علامت بنادیا گیا۔

سوال: آپ نے کہا کہ فعل صفت نہیں بنتا جبکہ ہم آپ کو مثال سے ثابت کرتے ہیں کہ فعل بھی صفت بنتا ہے چنانچہ "**جاءنی رجل نصر**" میں "**رجل**" موصوف ہے اور "**نصر**" جملہ فعلیہ ہو کر موصوف کی صفت بن رہا ہے۔

جواب: فعل صفت نہیں بنتا، آپ نے جو مثال پیش کی ہے اس میں جملہ فعلیہ اسم مفرد کی تاویل میں ہو کر صفت بن رہا ہے۔ اصل عبارت یوں ہو گی "**جاءنی رجل ناصر**"

فان کل ھذہ خواص الاسم"کی وضاحت:

یہاں سے مصنف علیہ الرحمہ یہ بیان کررہے ہیں کہ مذکورہ تمام علامات اسم کے خاصہ ہیں یعنی یہ صرف اسماء میں ہی ہونگیں کسی اور میں نہیں لیکن یہ ضروری نہیں کہ تمام کی تمام ایک ہی اسم میں پائی جائیں۔

معنی الاخبار عنہ"کی وضاحت:

چونکہ بقیہ علامات ظاہر المراد تھیں اور"**اخبار عنہ**"خفی المراد تھی اس لیے مصنف نے اسے الگ سے دوبارہ ذکر کیا تاکہ اس کی مراد ظاہر کی جائے۔مصنف نے جب اخبار عنہ ذکر کیا تو وہم پیدا ہو رہا تھا کہ اس سے مراد اسم کا مبتدا ہونا ہے فاعل اور نائب الفاعل نہیں ہوسکتے کیونکہ مبتدا کے علاہ کے لیے مخبر عنہ کا لفظ استعمال نہیں ہوتا اور یہ دونوں مبتدا نہیں ہوتے۔لہٰذا مصنف نے محکوم علیہ کہہ کر اس وہم کو دور کردیا اور یہ ظاہر کردیا کہ فاعل اور نائب الفاعل بھی اسم ہیں کیونکہ یہ دونوں بھی محکوم علیہ ہوتے ہیں۔مفعولاً سے مصنف کی مراد مفعول مالم یسم فاعلہ یعنی نائب الفاعل ہے ورنہ مفاعیل خمسہ میں سے کوئی بھی محکوم علیہ نہیں ہے۔

ویسمی اسما لسموہ--الخ"کی وضاحت:

یہاں سے مصنف علیہ الرحمہ بیان کررہے ہیں کہ اسم کا نام اسی وجہ سے اسم رکھ گیا ہے کہ یہ فعل اور حرف دونوں پر بلند ہے اس لیے کہ کلام تنہا اسم سے مرکب ہوجاتا ہے لیکن تنہا فعل اور حرف سے نہیں بلکہ یہ دونوں مرکب ہونے میں اسم کے محتاج ہوتے ہیں۔

اسم کی اصل کیا ہے؟

بصریوں کے نزدیک اسم کی اصل "**سِمْوٌ**" ہے بمعنی بلندی،کیونکہ یہ اپنی دونوں قسیموں پر بلند ہوتا ہے۔اور اس کی جمع "**اَسْمَاء**" اور "**اَسَامِی**" آتی ہے۔اور تصغیر "**سُمَیٌّ**" جو اصل میں "**سُمَیْوٌ**" تھا جس کی واؤ کو حذف کرکے اس کے بدلے میں شروع میں ہمزہ مکسور لے کر آئے اور سین کو تخفیفًا ساکن کردیا تو بن گیا "اسم" اس سے معلوم ہوا کہ یہ ناقص واوی ہے اور کسی بھی اسم کی اصل اس کی تصغیر اور جمع سے معلوم ہوتی ہے۔کوفیوں کے نزدیک اسم کی اصل "**وِسْمٌ**" بمعنی علامت ہے اپنے مدلول پر علامت ہونے کی وجہ سے۔واؤ مکسور کو ہمزہ سے بدل دیا تو بن گیا "**اسم**" جیسا کہ "**وِشَاحٌ**" سے "**اِشَاحٌ**"

"لالكونه" سے مصنف علیہ الرحمہ نے کوفی نحویوں کا رد کیا ہے کہ جن کے نزدیک اسم کی اصل "وسم" ہے۔ اور بصری نحویوں کے مذہب کو مختار مانتے ہوئے بیان کیا ہے کہ اسم کی اصل "وسم" نہیں بلکہ "سمو" ہے۔

متن: وَحَدُّ الْفِعْلِ كَلِمَةٌ تَدُلُّ عَلٰى مَعْنًى فِي نَفْسِهَا دَلَالَةً مُقْتَرِنَةً بِزَمَانٍ ذٰلِكَ الْمَعْنٰى كَضَرَبَ يَضْرِبُ اِضْرِبْ وَعَلَامَتُهُ اَنْ يَّصِحَّ الْاِخْبَارُ بِهٖ لَا عَنْهُ وَدُخُوْلُ قَدْ وَالسِّيْنِ وَسَوْفَ وَالْجَزْمِ وَالتَّصْرِيْفُ اِلَى الْمَاضِيْ وَالْمُضَارِعِ وَكَوْنِهٖ اَمْرًا اَوْ نَهْيًا وَاِتِّصَالُ الضَّمَائِرِ الْبَارِزَةِ الْمَرْفُوْعَةِ نَحْوُ ضَرَبْتُ وَتَاءِ التَّانِيْثِ السَّاكِنَةِ نَحْوُ ضَرَبَتْ وَنُوْنَيِ التَّاكِيْدِ فَاِنَّ كُلَّ هٰذِهٖ خَوَّاصُ الْفِعْلِ وَمَعْنَى الْاِخْبَارُ بِهٖ اَنْ يَّكُوْنَ مَحْكُوْمًا بِهٖ وَيُسَمّٰى فِعْلًا بِاِسْمِ اَصْلِهٖ وَهُوَ الْمَصْدَرُ لِاَنَّ الْمَصْدَرَ هُوَ فِعْلُ الْفَاعِلِ حَقِيْقَةً

ترجمہ: اور فعل کی تعریف، فعل ایسا کلمہ ہے جو معنی پر خود بخود دلالت کرے ایسی دلالت جو اس معنی کے زمانہ کے ساتھ ملی ہوئی ہو جیسے ضَرَبَ يَضْرِبُ اِضْرِبْ۔ اور اس کی علامت یہ ہے کہ اس کے ساتھ خبر دینا درست ہو نہ کہ اس سے، اور قد، سین، سوف اور جزم کا داخل ہونا۔ اور ماضی و مضارع کی طرف گردان کا ہونا۔ اور اس کا امر و نہی ہونا۔ اور ضمائرِ بارزہ مرفوعہ کا ملا ہوا ہونا جیسے ضربت۔ اور تاء تانیثِ ساکنہ کا داخل ہونا جیسے ضربت۔ اور تاکید کے دونوں نون کا داخل ہونا۔ پس یہ تمام فعل کے خواص ہیں اور اخبار بہ کا معنی ہے کہ یہ محکوم بہ بن سکتا ہو۔ اور اسے فعل کہتے ہیں اس کے اصل کے نام کے ساتھ اور وہ مصدر ہے کیونکہ مصدر حقیقت میں فاعل کا فعل ہوتا ہے۔

تشریح

کلمہ کی تعریف کے فوائد قیود:

فعل کی تعریف میں "کلمة" جنس ہے جو معرّف اور غیر معرّف سب کو شامل ہے۔

تدل علی معنی فی نفسھا: فصل اول ہے جس سے حرف خارج ہو گیا کیونکہ وہ خود بخود معنی پر دلالت نہیں کرتا۔

دلالۃ مقترنۃ بزمان ذلک المعنی: فصل ثانی ہے جس سے اسم خارج ہو گیا کیونکہ وہ کسی زمانے کے ساتھ نہیں ملا ہوتا۔

وعلامتہ ان یصح الاخبار بہ--الخ"کی وضاحت:

اخبار بہ کی دو قسمیں ہیں:

1:۔ جو مخبر بہ کی بھی صلاحیت رکھتا ہو اور مخبر عنہ کی بھی یعنی اس میں مسند اور مسند الیہ دونوں کی صلاحیت ہو۔ یہ قسم اسم کے ساتھ خاص ہے۔

2:۔ جو صرف مخبر بہ کی صلاحیت رکھتا ہو اور مخبر عنہ کی صلاحیت نہ رکھتا ہو۔ یہ قسم فعل کے ساتھ خاص ہے۔

ودخول قد والسین وسوف الجزم "کی وضاحت:

"**قد**" چونکہ ماضی کو حال کے قریب کرنے کے لیے اور مضارع میں تقلیل یا تحقیق کے لیے آتا ہے اور یہ اوصاف صرف فعل کے ہی ہیں اس لیے "**قد**" کو فعل کی علامت بنا دیا گیا۔ اسی طرح "**سین**" استقبال قریب اور "**سوف**" استقبال بعید کے لیے آتا ہے اور یہ دونوں کام فعل کے ساتھ خاص ہیں اسی لیے سین اور سوف کو بھی فعل کی علامت بنا دیا گیا۔ "**جزم**" چونکہ حروف جوازم کا اثر ہے اور حروف جوازم فعل کے ساتھ خاص ہیں اس لیے " **جزم**" کو بھی فعل کے ساتھ خاص کر کے اس کی علامت بنا دیا گیا۔

سوال: سوف کو بغیر الف لام جبکہ سین کو الف لام کے ساتھ ذکر کرنے کی کیا وجہ ہے؟

جواب: سین کی مختلف انواع ہیں: طلب کے لیے، تحویل کے لیے، استقبال کے لیے، زائدہ، سین سکتہ وغیرہ۔ چونکہ اس کی انواع مختلف ہیں اس لیے تعیین کی ضرورت پڑھی اسی تعیین کے لیے مصنف نے اسے معرف ذکر کر دیا۔

والتصریف الی الماضی والمضارع--الخ"کی وضاحت:

کسی کلمے کا ماضی یا مضارع کی طرف پھرنا بھی فعل کی علامت ہے کیونکہ یہ پھرنا باعتبارِ زمانہ ہو گا اسی لیے اسے فعل کی علامت بنا دیا گیا۔ امر اور نہی بھی فعل کی علامت ہیں کیونکہ یہ دونوں طلب کے لیے آتے ہیں اور طلب صرف فعل میں ہی ہوتی ہے

اس لیے انہیں فعل کی علامت بنادیا گیا۔ ضمیر بارز مرفوع فعل کی علامت اس لیے ہے کہ یہ فاعل ہوتی ہے اور فاعل، فعل کا ہوتا ہے۔ تائے تانیث ساکنہ فاعل کے مؤنث ہونے پر دلالت کرتی ہے اور فاعل، فعل کا ہوتا ہے اس لیے اسے بھی فعل کی علامت بنادیا گیا۔ دونوں نونِ تاکید یعنی نونِ ثقیلہ اور نونِ خفیفہ بھی فعل کی علامت ہیں چونکہ یہ دونوں تاکید طلب کے لیے آتے ہیں اس لیے انہیں فعل کی علامت بنادیا گیا۔ مذکورہ علامات فعل کا خاصہ ہیں یعنی اگرچہ یہ فعل کے تمام افراد میں نہیں پائی جاتیں لیکن یہ بھی ضرور ہے کہ یہ فعل کے علاوہ کسی اور میں بھی نہیں پائی جائیں گیں۔

ومعنی الاخبار بہ--کی وضاحت:

یہاں سے مصنف علیہ الرحمہ ایک سوال کا جواب دے رہے ہیں:

سوال: فعل کی باقی علامات تو ٹھیک ہیں لیکن امر و نہی دونوں انشاء کے لیے آتے ہیں لہٰذا اخبار بہ ان دونوں کو شامل نہیں ہے؟

جواب: اخبار بہ سے مراد اس کا محکوم بہ ہونا ہے اور محکوم بہ ہونا امر و نہی کو بھی شامل ہے۔

ویسمی فعلا باسم اصلہ--الخ" کی وضاحت:

یہاں سے مصنف علیہ الرحمہ فعل کی وجہ تسمیہ بیان کررہے ہیں کہ فعل اصطلاحی کی اصل مصدر ہے کیونکہ فعل اصطلاحی، مصدر سے ہی مشتق ہوہے۔ اور مصدر کا نام فعل تھا اور مصدر کا نام فعل اسی وجہ سے تھا کہ حقیقت میں مصدر ہی فاعل کا فعل ہوتا ہے۔ جیسے "ضَرَبَ زَيْدٌ" میں فاعل "زَيْدٌ" کا فعل اصل میں "ضَرْبٌ" مصدر ہے نہ کہ "ضَرَبَ" فعل اصطلاحی۔ پس جو اصل کا نام تھا وہی فرع یعنی اصطلاحی فعل کو دیدیا گیا۔ لہٰذا ضرب، یضرب اور اضرب وغیرہ کو مجازاً فعل کہتے ہیں۔ مزید اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مصنف علیہ الرحمہ کے نزدیک بصری نحویوں کا مذہب مختار ہے کیونکہ ان کے نزدیک اشتقاق میں مصدر، فعل کی اصل ہے۔

متن: وَحَدُّ الْحَرْفِ كَلِمَةٌ لَا تَدُلُّ عَلٰى مَعْنًى فِي نَفْسِهَا بَلْ تَدُلُّ عَلٰى مَعْنًى فِي غَيْرِهَا نَحْوُ مِنْ فَاِنَّ مَعْنَاهَا الْاِبْتِدَاءُ وَهِيَ لَا تَدُلُّ عَلَيْهِ اِلَّا بَعْدَ ذِكْرِ مَا مِنْهُ الْاِبْتِدَاءُ كَالْبَصْرَةِ وَالْكُوفَةِ مَثَلًا

تَقُوْلُ سِرْتُ مِنَ الْبَصَرَةِ اِلَی الْکُوْفَةِ وَعَلَامَتُهٗ اَنْ لَایَصِحَّ الْاِخْبَارُ عَنْهُ وَلَا بِهٖ وَاَنْ لَایَقْبَلَ عَلَامَاتِ الْاَسْمَاءِ وَلَا عَلَامَاتِ الْاَفْعَالِ وَلِلْحَرْفِ فِیْ کَلَامِ الْعَرَبِ فَوَاىِٕدُ کَالرَّبْطِ بَیْنَ الْاِسْمَیْنِ نَحْوُ زَیْدٌ فِی الدَّارِ وَالْفِعْلَیْنِ نَحْوُ اُرِیْدُ اَنْ تَضْرِبَ اَوْ اِسْمٍ وَفِعْلٍ کَضَرَبْتُ بِالْخَشَبَةِ اَوِ الْجُمْلَتَیْنِ نَحْوُ اِنْ جَاءَنِیْ زَیْدٌ اَکْرَمْتُهٗ وَغَیْرَ ذٰلِكَ مِنَ الْفَوَاىِٕدِ الَّتِیْ تَعْرِفُهَا فِی الْقِسْمِ الثَّالِثِ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَیُسَمّٰی حَرْفًا لِوُقُوْعِهٖ فِی الْکَلَامِ حَرْفًا اَیْ طَرْفًا اِذْ لَیْسَ مَقْصُوْدًا بِالذَّاتِ مِثْلُ الْمُسْنَدِ وَالْمُسْنَدِ اِلَیْهِ

ترجمہ: اور کلمہ کی تعریف، کلمہ ایسا کلمہ ہے جو خود بخود معنی پر دلالت نہ کرے بلکہ ایسے معنی پر دلالت کرے جو اس کے غیر میں ہے۔ جیسا کہ "من" اس کا معنی ہے ابتداء، یہ اس معنی پر دلالت نہیں کرے گا مگر جس سے ابتداء ہورہی ہے اسے ذکر کرنے کے بعد جیسے بصرہ اور کوفہ، مثلاً آپ کہتے ہیں میں نے بصرہ سے کوفہ تک سیر کی۔ اس کی علامت یہ ہے کہ نہ اس کے بارے میں خبر دینا درست ہو اور نہ ہی اس کے ساتھ خبر دینا درست ہو۔ اور وہ اسماء اور افعال کی علامات قبول نہ کرتا ہو۔ کلام عرب میں حرف کے چند فوائد ہیں جیسے دو اسموں کے درمیان ربط قائم کرنا مثال کے طور پر زید فی الدار۔ اور دو فعلوں کے درمیان ربط قائم کرنا مثال کے طور پر اُرید ان تضرب۔ یا فعل اور اسم کے درمیان ربط قائم کرنا جیسے ضربت بالخشبۃ۔ یا دو جملوں کے درمیان ربط قائم کرنا جیسے ان جاءنی زید اکرمتہ۔ اور ان کے ایسے فوائد ہیں جنہیں آپ قسم ثالث میں جانیں گے ان شاء اللہ عزوجل۔ اور حرف کو کلام میں حرف یعنی طرف میں واقع ہونے کی وجہ سے حرف کہا جاتا ہے۔ کیونکہ حرف مسند اور مسند الیہ کی طرح مقصود بالذات نہیں ہوتا۔

تشریح

وحد الرف کلمۃ--الخ" کی وضاحت:

حرف کا لغوی معنی ہے طرف، کنارہ وغیرہ اوراسے حرف کہنے کی وجہ یہ ہے کہ کلام میں فعل اوراسم عمدہ واقع ہوتے ہیں جبکہ حرف ایسا نہیں ہے۔اور حرف اپنے معنی خاص پر خود دلالت نہیں کرتا بلکہ وہ اپنے معنی پر غیر کے ساتھ مل کر دلالت کرتا ہے جیسے حرف "**مِنْ**" کا وضع کے اعتبار سے معنی ہے خاص ابتداء یعنی کسی خاص جگہ سے ابتداء کرنا۔اس معنی پر اس وقت تک دلالت نہیں ہوگی جب تک خاص جگہ کا ذکر نہ کیا جائے جیسے بصرہ یا کوفہ وغیرہ۔مثلاًیوں کہا جائے "**سِرْتُ مِنَ الْبَصَرَةِ اِلَی الْکُوْفَةِ**" تواب "من" کا معنی سمجھا جارہا ہے کہ سیر کی ابتداء بصرہ سے ہوئی ہے۔

وعلامته ان لا یصح الاخبار عنه ولا به۔۔الخ"کی وضاحت:

حرف کی علامت یہ ہے کہ یہ مخبر عنہ ہو سکتا ہے نہ ہی مخبر بہ، کیونکہ حرف کا معنی مستقل نہیں ہوتا جبکہ مخبر عنہ اور مخبر بہ کا معنی مستقل ہوتا ہے نیز یہ اسم اور حرف کی علامات بھی قبول نہیں کرتا۔

سوال: جب حرف مخبر عنہ اور مخبر بہ ہی نہیں بن سکتا تو پھر اس کے بارے میں بحث کرنا ہی بلا فائدہ ہے؟

جواب: مصنف نے اس کا جواب "**وللحرف فی کلام العرب فوائد**" سے دیا کہ کوئی یہ نہ سمجھا جائے کہ حرف کے بارے میں بحث کرنا بلا فائدہ ہے کیونکہ کلام عرب میں حرف کے کثیر فوائد ہیں۔مثلاً

1:۔۔۔دو اسموں کے درمیان ربط قائم کرنے کے لیے حرف کو ذکر کیا جاتا ہے جیسے "**زَیْدٌفِی الدَّارِ**" اس مثال میں "**فی**" حرف ہے جو ظرفیت کا فائدہ دے رہا ہے اگر اسے ذکر نہ کیا جاتا تو زید کا گھر میں ہونا نہ سمجھا جاتا۔

2:۔۔۔دو فعلوں کے درمیان ربط قائم کرنے کے لیے ذکر کیا جاتا ہے جیسے "**اُرِیْدُاَنْ تَضْرِبَ**" اس مثال میں "**ان**" حرف مصدر ہے جس نے "**اُرِیْدُ**" اور "**تَضْرِبُ**" کے درمیان ربط قائم کر دیا کیونکہ "**تَضْرِبُ**" کو ما قبل کا مفعول بنانا مقصود تھا جو کہ "**اَنْ**" کے بغیر نہیں بن سکتا تھا۔تقدیری عبارت یوں ہوگی "**اُرِیْدُضَرْبَکَ**"

3:۔۔۔اسم اور فعل کے درمیان ربط قائم کرنے کے لیے ذکر کیا جاتا ہے جیسے "**ضَرَبْتُ بِالْخَشْبَةِ**" اس مثال میں "**ب**" حرف جر ہے جس نے فعل اور اسم کے درمیان ربط قائم کیا ہے کیونکہ یہاں "**خشبه**" کو "**ضرب**" کے لیے آلہ اور واسطہ بنانا مقصود تھا جو کہ بغیر کے باء کے نہیں ہو سکتا تھا اور اگر باء کو نہ لایا جاتا تو "**خشبه**" مفعول بن جاتا۔

4:۔۔۔۔دوجملوں کے درمیان ربط قائم کرنے کے لیے ذکر کیاجاتاہے جیسے "ان جاءنی زیداکرمته" اس مثال میں "ان" حرف شرط ہے جس کی وجہ سے اکرام کو "مجیئت" کے ساتھ معلق کرنا مقصود ہے۔اوراگر اسے ذکر نہ کیاجاتاتو یہ تعلیق حاصل نہ ہوتی۔

ویسمی حرفالوقوعه فی الکلام حرفا۔۔الخ"کی وضاحت:

حرف کو حرف کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کاایک معنی طرف اور کنارہ ہے چونکہ حرف بھی کلام عرب میں ایک طرف واقع ہوتاہے۔اورایک طرف واقع ہونے سے مرادیہ ہے کہ حرف کلام میں مقصود بالذات نہیں ہوتاکیونکہ کلام میں مقصود بالذات صرف مسند الیہ اور مسند ہوتے ہیں اور حرف مسند الیہ یامسند نہیں ہوتااس لیے اس کے بارے میں کہاگیاکہ یہ ایک طرف واقع ہوتاہے۔

فصل اَلْکَلَامُ لَفْظٌ تَضَمَّنَ کَلِمَتَیْنِ بِالْاِسْنَادِوَالْاِسْنَادُنِسْبَةُ اِحْدَی الْکَلِمَتَیْنِ اِلَی الْاُخْرٰی بِحَیْثُ تُفِیْدُالْمُخَاطَبَ فَایِدَةً تَامَّةً یَصِحُّ السَّکُوْتُ عَلَیْهَانَحْوُزَیْدٌقَایِمٌ وَقَامَ زَیْدٌوَیُسَمّٰی جُمْلَةً فَعُلِمَ اَنَّ الْکَلَامَ لَایَحْصُلُ اِلَّامِنْ اِسْمَیْنِ نَحْوُزَیْدٌقَایِمٌ وَیُسَمّٰی جُمْلَةً اِسْمِیَّةً اَوْمِنْ فِعْلٍ وَاِسْمٍ نَحْوُقَامَ زَیْدٌوَیُسَمّٰی جُمْلَةً فِعْلِیَّةً اِذْلَایُوْجَدُالْمُسْنَدُوَالْمُسْنَدُاِلَیْهِ مَعًافِی غَیْرِهِمَاوَلَابُدَّلِلْکَلَامِ مِنْهُمَافَاِنْ قِیْلَ قَدْنُوْقِضَ بِالنِّدَاءِنَحْوُیَازَیْدُقُلْنَاحَرْفُ النِّدَاءِقَایِمٌ مَقَامَ اَدْعُوْوَاَطْلُبُ وَهُوَالْفِعْلُ فَلَانَقْضَ عَلَیْهِ وَاِذَافَرَغْنَامِنَ الْمُقَدَّمَةِ فَلْنَشْرَعْ فِی الْاَقْسَامِ الثَّلٰثَةِ وَاللّٰهُ الْمُوَفِّقُ وَالْمُعِیْنُ

ترجمہ: کلام ایسالفظ ہے جو دوکلموں کا اسناد کے ساتھ ملاہواہو۔اوردوکلموں میں سے ایک کی دوسرے کی طرف نسبت کرنے کو اسناد کہتے ہیں اس حیثیت سے کہ وہ مخاطب کو ایسامکمل فائدہ دے کہ اس پر سکوت درست ہو جیسے زید قائم اور قام زیداسے جملہ کہاجاتاہے۔پس معلوم ہواکہ کلام حاصل نہیں ہوتامگر دواسموں سے جیسے زید قائم اوراسے جملہ اسمیہ کہتے ہیں یاایک فعل اورایک اسم سے جیسے قام زیداوراسے جملہ فعلیہ کہتے ہیں کیونکہ

ان دونوں کے علاوہ میں مسند اور مسند الیہ اکٹھانہیں پایاجاتااور کلام کے لیے ان دونوں کاہوناضروری ہے اگر کہاجائے کہ نقض وارد کیا گیاہے نداء سے جیسے یازید۔تو ہم نے کہا کہ حرف نداءادعواوراطلب کے قائم مقام ہے اوروہ فعل ہے پس اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے اور جب ہم مقدمہ سے فارغ ہوگئے تو ہم اقسام ثلاثہ شروع کرتے ہیں اوراللہ توفیق دینے والا مدد گار ہے۔

تشریح

کلام کی تعریف میں فوائد قیود:

الکلام: معرَّف اور محدود ہے۔

لفظ: جنس ہے جو کلام کو بھی شامل ہے اور غیر کلام کو بھی۔

تضمن کلمتین: فصل اول ہے جس سے مہملات جیسے "جَسْقٌ" اور مفردات جیسے زید، **عمرو** وغیرہ خارج ہوگئے کیونکہ مہمل کلمہ ہی نہیں ہوتا اور مفرد کلمہ توہوتا ہے لیکن اکیلا ہوتا ہے۔

بالاسناد: فصل ثانی ہے جس سے مرکباتِ غیر کلامیہ یعنی مرکب اضافی ،مرکب توصیفی،مرکب صوتی اور مرکب تعدادی خارج ہوگئے کیونکہ ان میں اسناد نہیں ہوتی اگرچہ دو کلموں سے مرکب ہیں۔

الکلام--الخ" کی وضاحت:

کلام کا لغوی معنی ہے "**مایتکلم به سواءکان فیه ترکیب او لا**" جسے بولا جائے چاہے اس میں ترکیب ہو یا نہیں۔اوراصطلاحی تعریف وہ ہے جو مصنف نے کی ہے۔

اسناد کی تعریف اور فوائد قیود:

نسبة احدی الکلمتین الی اخریٰ: جنس ہے جو معرّف اور غیر معرّف دونوں کو شامل ہے۔

بحیث تفیدالمخاطب فائدة تامة: فصل ہے جس سے وہ اسناد نکل گئی جو مخاطب کو فائدہ تامہ نہیں دیتی جیسے مرکب اضافی وغیرہ۔کیونکہ نسبت مفیدہ میں چار چیزوں کاہوناضروری ہے محکوم علیہ، محکوم بہ،نسبتِ حکمیہ اور حکم۔جیسے "**زَیْدٌقَائِمٌ**" میں

"زید" محکوم علیہ ہے۔" قائم" محکوم بہ ہے۔ قیام کی زید کی طرف نسبت، نسبتِ حکمیہ ہے اور ربط حکم ہے۔ یہ چاروں امور جملہ فعلیہ یا اسمیہ میں ہی پائے جاتے ہیں۔

نسبۃ احدی الکلمتین--الخ" کی وضاحت:

اسناد لغوی طور پر ایک چیز کو دوسری چیز سے ربط دینے کو کہتے ہیں۔ اور اصطلاحی طور پر وہی تعریف ہے جو مصنف نے کی ہے۔ اب چاہے پہلے کلمے کی دوسرے کی طرف نسبت ہو جیسے جملہ اسمیہ میں ہوتی ہے مثلاً **زید قائم**، یا دوسرے کلمے کی پہلے کی طرف نسبت ہو جیسے جملہ فعلیہ میں ہوتی ہے مثلاً **قام زید**۔ اور اس پر اس طرح سکوت درست ہو کہ مخاطب کو مزید کسی کلمہ کے سننے کی حاجت نہ رہے بلکہ وہ اسی سے بات سمجھ جائے۔ یہاں مخاطب کے سکوت سے مراد یہ ہے کہ وہ مقصودِ اصلی سمجھ گیا ہو جیسے "**ضَرَبَ زَیْدٌ**" کہا تو معلوم ہو گیا کہ زید نے مارا ہے اب اس چیز کو بیان کرنا مقصودِ اصلی نہیں کہ اس نے کس کو، کب اور کہاں مارا۔ یعنی مخاطب کا انتظار اس طرح کا نہ ہو جیسا کہ وہ مسند الیہ کے ذکر کے بعد مسند کا کرتا ہے یا مسند کے ذکر کے بعد مسند الیہ کا کرتا ہے۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ کلام میں مبتداء خبر، فعل اور فاعل کے علاوہ فضلہ ہیں کیونکہ مقصودِ اصلی انہی سے سمجھ میں آجاتا ہے باقی کی ضرورت نہیں رہتی۔

فعلم ان الکلام--الخ" کی وضاحت:

فاء شرطِ محذوف کے جواب میں ہے اصل عبارت یوں تھی "**ای اذا کان الاسناد ماخوذا فی تعریف الکلام فعلم ان الکلام--الخ**" یعنی جب کلام کی تعریف میں اسناد ماخوذ و معتبر ہوئی اور اسناد مسند اور امسند الیہ کے بغیر نہیں پائی جاتی تو معلوم ہوا کہ کلام ہمیشہ دو اسموں سے مرکب ہو گا جیسے "**زید قائم**" اسے جملہ اسمیہ کہتے ہیں--یا--فعل اور اسم سے مرکب ہو گا جیسے "**قام زید**" اسے جملہ فعلیہ کہتے ہیں۔

اذلا یوجد المسند والمسند الیہ--الخ" کی وضاحت:

یہاں سے مصنف علیہ الرحمہ بیان کر رہے ہیں کہ کلام صرف دو اسموں یا فعل اور اسم سے ہی مرکب ہوتا ہے کیونکہ مسند الیہ اور مسند کسی اور میں اکٹھے نہیں پائے جاتے اور کلام کے لیے ان دونوں کا ہونا ضروری ہے۔

فان قیل قد نوقض--الخ" کی وضاحت:

اگر یہ کہاجائے کہ آپ کا قول کہ کلام صرف دواسموں یا فعل اوراسم سے ہی مرکب ہوتا ہے درست نہیں ہے کیونکہ "یازید" بالاتفاق کلام ہے لیکن یہ حرف اوراسم سے مرکب ہے؟ تواس کا جواب دیتے ہوئے مصنف علیہ الرحمہ نے کہا کہ "یازید" میں "یا" حرف نداء "اَدْعُوْ" یا "اَطْلُبُ" فعل کے قائم مقام ہے اور یہ دونوں فعل ہیں لہٰذا یہ نہیں کہاجاسکتا کہ یَازَیْدُ، حرف اوراسم سے مرکب ہے۔

اَلْقِسْمُ الْاَوَّلُ فِي الْاِسْمِ وَقَدْ مَرَّ تَعْرِيْفُهٗ وَهُوَ يَنْقَسِمُ اِلَى الْمُعْرَبِ وَالْمَبْنِيِّ فَلْنَذْكُرْ اَحْكَامَهٗ فِي بَابَيْنِ وَخَاتِمَةٍ **اَلْبَابُ الْاَوَّلُ** فِي الْاِسْمِ الْمُعْرَبِ وَفِيْهِ مُقَدِّمَةٌ وَثَلٰثَةُ مَقَاصِدَ وَخَاتِمَةٌ اَمَّا الْمُقَدِّمَةُ فَفِيْهَا فُصُوْلٌ

فَصْلٌ فِي تَعْرِيْفِ الْاِسْمِ الْمُعْرَبِ وَهُوَ كُلُّ اِسْمٍ رُكِّبَ مَعَ غَيْرِهٖ وَلَا يُشْبِهُ مَبْنِيَّ الْاَصْلِ اَعْنِي الْحَرْفَ وَالْاَمْرَ الْحَاضِرَ وَالْمَاضِيَ نَحْوُ زَيْدٌ فِي قَامَ زَيْدٌ لَا زَيْدٌ وَحْدَهٗ لِعَدَمِ التَّرْكِيْبِ وَلَا هٰؤُلَاۤءِ فِي قَامَ هٰؤُلَاۤءِ لِوُجُوْدِ الشِّبْهِ وَيُسَمّٰى مُتَمَكِّنًا

ترجمہ: پہلی فصل اسم کے بارے میں ہے اوراس کی تعریف گزرچکی ہے اوروہ معرب ومبنی کی طرف تقسیم ہوتی ہے پس ہم اس کے احکام دوبابوں اور خاتمے میں ذکر کرینگے۔پہلا باب اسم معرب کے بارے میں ہے اوراس میں ایک مقدمہ اور تین مقاصد اور خاتمہ ہے۔ بہر حال مقدمہ اس میں چند فصلیں ہیں۔ فصل اسم معرب کی تعریف کے بارے میں اوروہ ہروہ اسم ہے جسے اس کے غیر کے ساتھ ترکیب دیا گیاہو اوروہ مبنی الاصل کے مشابہ نہ ہو یعنی حرف، امر حاضر اور نہی کے مشابہ نہ ہو جیسے زید، قام زید میں نہ کہ اکیلا زید، ترکیب نہ ہونے کی وجہ سے، اور ھٰؤلآء، قام ھٰؤلآء میں نہیں، مشابہت پائے جانے کی وجہ سے اوراسے اسم متمکن کہاجاتا ہے۔

تشریح

القسم الاول--الخ" کی وضاحت:

مصنف علیہ الرحمہ نے قسم اول میں اسم کو ذکر کر کے اس بات کی طرف اشارہ کر دیا کہ اسم، فعل اور حرف کے مقابلے میں زیادہ اہمیت کا حامل ہے کیونکہ کلام دو اسموں سے تو مرکب ہو سکتا ہے لیکن فعل اور حرف سے مرکب نہیں ہو سکتا۔ اسم کی تعریف چونکہ پہلے ہو چکی ہے اس لیے اسے ذکر کرنے کے بجائے مصنف علیہ الرحمہ نے اس کی تقسیم کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اسم کی دو قسمیں ہیں معرب اور مبنی۔

معرب کو مبنی پر مقدم کرنے کی وجہ۔۔

اسم معرب کو مبنی پر مقدم کرنے کی یہ وجہ ہے کہ الفاظ کی وضع مافی الضمیر ظاہر کرنے کے لیے ہوتی ہے اور مافی الضمیر کا ظہور اعراب سے ہی ہوتا ہے کیونکہ اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فلاں فاعل ہے اور فلاں مفعول۔ اور مبنی کا کوئی اعراب نہیں ہوتا۔

معرب اور مبنی ہونے کے اعتبار سے اسم کی تقسیم کی وجہ حصر:

اسم دو حال سے خالی نہ ہو گا، مفرد یا مرکب، مفرد ہو گا تو مبنی جیسے **زید، عمرو بکر**۔ اور اگر مرکب ہو گا تو دو حال سے خالی نہ ہو گا مبنی الاصل کے مشابہ ہو گا یا نہیں، اگر مبنی الاصل کے مشابہ ہو گا تو مبنی جیسے **جاءنی ھؤلاء** میں **ھؤلاء**۔ اور اگر مشابہ نہ ہو گا تو معرب ہو گا جیسے **جاءنی زید** میں **زید**۔

"اما المقدمة فیھا فصول--الخ" کی وضاحت:

یہاں سے مصنف علیہ الرحمہ مقدمہ کے اجزاء بیان کر رہے ہیں کہ اس میں چار فصلیں ۔ فصل اول میں اسم معرب کی تعریف، فصل ثانی میں اس کا حکم، فصل ثالث میں اقسام اور فصل رابع میں منصرف اور غیر منصرف کو بیان کیا گیا ہے۔

ثلثة مقاصد و خاتمة" کی وضاحت:

ثلثۃ مقاصد سے مراد مرفوعات، منصوبات اور مجرورات کا بیان ہے جبکہ خاتمۃ سے مراد توابع کا بیان۔

"اسم المعرب--الخ" کی وضاحت:

معرب اسم مفعول کا صیغہ ہے جس کا لغوی معنی ہے ظاہر کیا ہوا اور اگر اسے اسم ظرف بنایا جائے تو معنی ہو گا ظاہر کرنے کی جگہ۔ اصطلاحی طور پر اسم معرب اسے کہتے ہیں جو اپنے غیر یعنی عامل کے ساتھ مرکب چاہے وہ عامل لفظی ہو یا معنوی اور وہ اسم مبنی الاصل کے مشابہ نہ ہو۔ جمہور کے نزدیک مبنی الاصل تین چیزیں ہیں: تمام حروف، فعل ماضی اور امر حاضر معروف، جبکہ صاحب مفصل کے نزدیک جملہ بھی مبنی الاصل ہے۔

سوال: غیر منصرف بھی اسم معرب ہے لیکن اس پر معرب والی تعریف صادق نہیں آرہی کیونکہ یہ فعل کے مشابہ ہوتا ہے اور فعل مبنی الاصل ہے۔

جواب: مبنی الاصل کے مشابہ ہونے سے مراد مناسبتِ مؤثرہ ہے اور غیر منصرف میں مناسبتِ مؤثرہ نہیں پائی جاتی۔

مبنی الاصل سے مشابہت کی اقسام:

مبنی الاصل سے مشابہت کی چند اقسام ہیں جو درج ذیل ہیں:

1. اسم مبنی الاصل کے معنی کو متضمن ہو جیسے این ہمزہ استفہام کے معنی کو متضمن ہے۔
2. اسم کی بناء تین حروف سے کم پر ہو جیسے "مَن" یہ "مِن" کے مشابہ ہے۔
3. جیسے مبنی الاصل میں حروف قرینے کے محتاج ہوتے ہیں اسی طرح وہ اسم قرینے کا محتاج ہو جیسے اسماء موصولہ اور اسماء اشارہ، صلہ اور مشار الیہ کے محتاج ہوتے ہیں۔
4. اسم مبنی الاصل کی جگہ واقع ہو جیسے "نَزَالِ، اِنْزِلْ" کی جگہ واقع ہونے کی وجہ سے مبنی ہے۔
5. اسم ایسے مبنی الاصل کا ہم وزن ہو جو مبنی الاصل کی جگہ ہو جیسے "فَجَارِ، حَضَارِ، تَمَادِ" یہ "نَزَالِ" کے ہم وزن ہیں اور نزال مبنی الاصل کی جگہ واقع ہے۔
6. اسم مبنی الاصل کا ہم شکل ہو جیسے کاف اسمی کاف حرفی کا ہم شکل ہے مثلاً کذالك میں "ك" حرفی ہے اگر یہ اسمی ہوتا تو اس کی جگہ اسم ظاہر بھی آسکتا تھا لیکن یہاں ایسا نہیں ہو سکتا اس لیے یہ "ك" حرفی ہے اسمی نہیں۔

7. اسم ایسی جگہ واقع ہو جو مبنی الاصل کے مشابہ ہو جیسے "یَازَیْدُ" یہاں "زید،ك "اسی کی جگہ واقع ہے اور ک اسمی کاف حرفی کا ہم شکل ہے۔

اسم معرب کی تعریف کے فوائد قیود:

کل اسم: جنس ہے جس جو معرّف و غیر معرّف دونوں کو شامل ہے۔

رکب مع غیرہ: فصل اول ہے اس سے وہ الفاظ نکل گئے جو اپنے غیر کے ساتھ مرکب نہیں ہیں جیسے زید، بکر وغیرہ۔

ولا یشبہ منبی الاصل: فصل ثانی ہے اس سے وہ الفاظ نکل گئے جو مبنی الاصل کے مشابہ ہوں جیسے "**قام هؤلاء**" میں **هؤلاء**، کیونکہ یہ حرف کے مشابہ ہے وہ اس طرح کہ جس طرح حرف اپنے معنی پر دلالت کرنے کے لیے غیر کا محتاج ہوتا ہے اسی طرح **هؤلاء** بھی اپنے معنی پر دلالت کرنے کے لیے مشارٌ الیہ کا محتاج ہوتا ہے۔

"نحو زید فی قام زید--الخ" کی وضاحت:

اسم معرب کے لیے دو شرطیں ہیں: وجودی اور عدمی۔ وجودی سے مراد یہ ہے کہ ترکیب پائی جائے یعنی وہ اسم اپنے غیر کے ساتھ مرکب ہو۔ عدمی سے مراد یہ ہے کہ وہ اسم مبنی الاصل کے مشابہ نہ ہو۔ جیسے "**قَامَ زَیْدٌ**" میں "**زَیْدٌ**" مرکب بھی ہے اور مبنی الاصل کے مشابہ بھی نہیں ہے۔

معرب کو اسم متمکن کہنے کی وجہ--

متمکن باب تفعل سے اسم فاعل کا صیغہ ہے جس کا معنی ہے جگہ پکڑنے والا اور معرب چونکہ منصرف ہونے کی صورت میں اعراب ثلاثہ اور تنوین کو پکڑتا اور قبول کرتا ہے اور غیر منصرف ہونے کی صورت میں رفع اور نصب کو پکڑتا اور قبول کرتا ہے اسی وجہ سے اسے اسم متمکن بھی کہتے ہیں۔

فَصْلٌ حُكْمُهُ اَنْ يَّخْتَلِفَ اٰخِرُهُ بِاِخْتِلَافِ الْعَوَامِلِ اِخْتِلَافًا لَفْظِيًّا نَحْوُ جَاءَنِيْ زَيْدٌ وَرَاَيْتُ زَيْدًا وَمَرَرْتُ بِزَيْدٍ اَوْ تَقْدِيْرِيًّا نَحْوُ جَاءَنِيْ مُوْسٰى وَرَاَيْتُ مُوْسٰى وَمَرَرْتُ بِمُوْسٰى **اَلْاِعْرَابُ** مَا بِهِ

يَخْتَلِفُ اٰخِرُ الْمُعْرَبِ كَالضَّمَّةِ وَالْفَتْحَةِ وَالْكَسْرَةِ وَالْوَاوِ وَالْاَلِفِ وَالْيَاءِ وَاِعْرَابُ الْاِسْمِ عَلٰى ثَلٰثَةِ اَنْوَاعٍ رَفْعٌ وَنَصْبٌ وَجَرٌّ **وَالْعَامِلُ** بِهٖ رَفْعٌ اَوْنَصْبٌ اَوْجَرٌّ **وَمَحَلُّ الْاِعْرَابِ** مِنَ الْاِسْمِ هُوَالْحَرْفُ الْاَخِيْرُ مِثَالُ الْكُلِّ نَحْوُقَامَ زَيْدٌ فَقَامَ عَامِلٌ وَزَيْدٌ مُعْرَبٌ وَالضَّمَّةُ اِعْرَابٌ وَالدَّالُ مَحَلُّ الْاِعْرَابِ وَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَايُعْرَبُ فِي كَلَامِ الْعَرَبِ اِلَّاالْاِسْمُ الْمُتَمَكِّنُ وَالْفِعْلُ الْمُضَارِعُ سَيَجِيْئُ حُكْمُهٗ فِي الْقِسْمِ الثَّانِي اِنْ شَاءَاللّٰهُ تَعَالٰى

فصل: اس کا حکم یہ ہے کہ اس کا آخر عوامل کے بدلنے سے بدل جاتا ہے لفظی طور پر جیسے جاءنی زید و رایت زیدا ومررت بزید یا تقدیری طور پر جیسے جاءنی موسٰی ، رایت موسٰی او رمررت بموسٰی۔ الاعراب جس کے ذریعے معرب کا آخر بدل جاتا ہے جیسے ضمہ، فتحہ اور کسرہ، واؤ، الف اور یاء۔ اور اسم کے اعراب کی تین نوعیں ہیں رفع، نصب اور جر۔ اور عامل جس کے ساتھ رفع یا نصب یا جر آئے۔ اور اسم کا محل اعراب آخر حرف ہے۔ ان سب کی مثال جیسے قام زید، پس قام عامل ہے اور زید معرب اور ضمہ اعراب اور دال محل اعراب ہے۔ اور تو جان کہ کلام عرب میں اسم متمکن اور فعل مضارع کے علاوہ کوئی معرب نہیں ہوتا۔ اور اس کا حکم ان شاء اللہ تعالیٰ قسم ثانی میں آئے گا۔

تشریح:

حکمہ ان یختلف--الخ" کی وضاحت:

حکم اس اثر کو کہتے ہیں جو کسی چیز پر مرتب ہو۔ اور جب کوئی اسم معرب ہوتا ہے تو اس پر یہ اثر مرتب ہوتا ہے کہ عوامل کے بدلنے کے ساتھ اس کا آخر بھی بدل جاتا ہے چاہے لفظی طور پر بدلے یا تقدیری طور پر۔ لفظی تبدیلی کی مثال " جَاءَنِيْ زَيْدٌ وَرَاَيْتُ زَيْدًا وَمَرَرْتُ بِزَيْدٍ" تقدیری تبدیلی کی مثال "جَاءَنِي مُوْسٰى وَرَاَيْتُ مُوْسٰى وَمَرَرْتُ بِمُوْسٰى"

سوال: آپ کی تعریف جامع مانع نہیں ہے کیونکہ ہم آپ کو دکھاتے ہیں کہ لفظ ایک ہے عوامل بھی بدل رہے ہیں لیکن اس کے باوجود اس کا آخر نہیں بدل رہا جیسے **اِنَّ زَیْدًا مَضْرُوْبٌ، اِنِّیْ ضَرَبْتُ زَیْدًا، اِنِّیْ ضَارِبٌ زَیْدًا۔**

جواب: عوامل کے بدلنے سے مراد یہ ہے کہ وہ عوامل تقاضے اور عمل میں مختلف ہوں مثلاً کوئی رفع کو چاہتا ہو، کوئی نصب کو اور کوئی جر کو۔ آپ کی مثال میں عوامل لفظی اور ذاتی طور پر تو مختلف ہیں لیکن تقاضے اور عمل کے اعتبار سے یکساں ہیں کیونکہ حرف مشبہ بالفعل، ضربت اور ضارب تینوں کا تقاضا نصب ہے۔

الاعراب مابہ--الخ" کی وضاحت:

"ما" سے مراد حرف یا حرکت اور "بہ" میں باء سببیہ ہے مطلب یہ کہ اعراب وہ حرف یا حرکت ہے جس کے سبب معرب کا آخر تبدیل ہو جائے۔

کالضمۃ والفتحۃ--الخ" کی وضاحت:

اعراب کی دو قسمیں ہیں: اعراب بالحرکت جیسے ضمہ، فتحہ اور کسرہ دوسری قسم ہے اعراب الحرف جیسے الف، واؤ اور یاء۔ اس کے بعد مصنف علیہ الرحمہ نے اسم معرب کے اعراب کی اقسام بیان کی ہیں کہ وہ تین ہیں رفع، نصب اور جر۔

"والعامل مابہ--الخ" کی وضاحت:

یہاں سے مصنف علیہ الرحمہ عامل الفعل یعنی **لَمْ، لَمَّا** وغیرہ بیان نہیں کر رہے بلکہ عامل الاسم بیان کر رہے ہیں۔ عامل کا لغوی معنی ہے عمل کرنے والا جبکہ اصطلاح میں جس کی وجہ سے رفع، نصب اور جر آئے اسے عامل کہتے ہیں جیسے **جَاءَنِی زَیْدٌ، رَاَیْتُ زَیْدًا، مَرَرْتُ بِزَیْدٍ** میں بالترتیب جاء، رایت اور باء عامل ہیں۔

"ومحل الاعراب--الخ" کی وضاحت:

یہاں سے مصنف علیہ الرحمہ بیان کر رہے ہیں کہ اسم معرب کے اعراب کا محل آخری حرف ہی ہے۔ اور حصر کے لیے ضمیر فصل اس لیے لائے تاکہ اس وہم کو دور کیا جائے کہ باقی میں تو مان لیا کہ محل اعراب آخری حرف ہوتا ہے لیکن تثنیہ اور جمع مذکر سالم میں محل اعراب ماقبل نون ہوتا ہے۔ اس کا جواب حصر سے مل گیا کہ تثنیہ اور جمع مذکر سالم میں بھی محل

اعراب آخری حرف ہی ہے کیونکہ ان میں آخری حرف نون نہیں بلکہ ماقبل نون ہے جبکہ نون تو حرکت کے عوض میں لایا گیا ہے۔

عامل، معرب، اعراب اور محل اعراب کو سمجھانے کے لیے مصنف علیہ الرحمہ نے مثال دی "قَامَ زَیْدٌ" اس مثال میں "قَامَ" عامل، "زَیْد" معرب، ضمہ اعراب اور دال محل اعراب ہے۔ اس کے بعد مصنف علیہ الرحمہ بیان کررہے ہیں کہ کلام عرب میں معرب صرف دو چیزیں ہیں: اسم متمکن اور وہ فعل مضارع جو نون جمع مؤنث اور نون تاکید سے خالی ہو۔

فَصْلٌ فِیْ اَصْنَافِ اِعْرَابِ الْاِسْمِ وَھِیَ تِسْعَةُ اَصْنَافٍ **اَلْاَوَّلُ** اَنْ یَّکُوْنَ الرَّفْعُ بِالضَّمَّةِ وَالنَّصْبُ بِالْفَتْحَةِ وَالْجَرُّ بِالْکَسْرَةِ وَیَخْتَصُّ بِالْمُفْرَدِ الْمُنْصَرِفِ الصَّحِیْحِ وَھُوَ عِنْدَ النُّحَاةِ مَالَا یَکُوْنُ فِیْ اٰخِرِهٖ حَرْفُ عِلَّةٍ کَزَیْدٍ وَبِالْجَارِیْ مَجْرَی الصَّحِیْحِ وَھُوَ مَا یَکُوْنُ فِیْ اٰخِرِهٖ وَاوٌ اَوْ یَاءٌ مَاقَبْلَھَا سَاکِنٌ کَدَلْوٍ وَظَبْیٍ وَبِالْجَمْعِ الْمُکَسَّرِ الْمُنْصَرِفِ کَرِجَالٍ تَقُوْلُ جَاءَنِیْ زَیْدٌ وَدَلْوٌ وَظَبْیٌ وَرِجَالٌ وَرَاَیْتُ زَیْدًا وَدَلْوًا وَظَبْیًا وَرِجَالًا وَمَرَرْتُ بِزَیْدٍ وَدَلْوٍ وَظَبْیٍ وَرِجَالٍ **اَلثَّانِیْ** اَنْ یَّکُوْنَ الرَّفْعُ بِالضَّمَّةِ وَالنَّصْبُ وَالْجَرُّ بِالْکَسْرَةِ وَیَخْتَصُّ بِجَمْعِ الْمُؤَنَّثِ السَّالِمِ تَقُوْلُ ھُنَّ مُسْلِمَاتٌ وَرَاَیْتُ مُسْلِمَاتٍ وَمَرَرْتُ بِمُسْلِمَاتٍ **اَلثَّالِثُ** اَنْ یَّکُوْنَ الرَّفْعُ بِالضَّمَّةِ وَالنَّصْبُ وَالْجَرُّ بِالْفَتْحَةِ وَیَخْتَصُّ بِغَیْرِ الْمُنْصَرِفِ کَعُمَرَ تَقُوْلُ جَاءَنِیْ عُمَرُ وَرَاَیْتُ عُمَرَ وَمَرَرْتُ بِعُمَرَ **اَلرَّابِعُ** اَنْ یَّکُوْنَ الرَّفْعُ بِالْوَاوِ وَالنَّصْبُ بِالْاَلِفِ وَالْجَرُّ بِالْیَاءِ وَیَخْتَصُّ بِالْاَسْمَاءِ السِّتَّةِ مُکَبَّرَةً مُوَحَّدَةً مُضَافَةً اِلٰی غَیْرِ یَاءِ الْمُتَکَلِّمِ وَھِیَ اَخُوْكَ وَاَبُوْكَ وَھَنُوْكَ وَحَمُوْكَ وَفُوْكَ وَذُوْمَالٍ تَقُوْلُ جَاءَنِیْ اَخُوْكَ وَرَاَیْتُ اَخَاكَ وَمَرَرْتُ بِاَخِیْكَ وَکَذَا الْبَوَاقِیْ

ترجمہ: فصل اسم کے اعراب کی اقسام کے بارے میں اور یہ نو قسمیں ہیں: پہلی قسم یہ ہے کہ رفع ضمہ کے ساتھ اور نصب فتحہ کے ساتھ اور جر کسرہ کے ساتھ ہو اور یہ مفرد منصرف صحیح کے ساتھ خاص ہے اور وہ نحویوں

کے نزدیک وہ اسم ہے جس کے آخر میں حرف علت نہ ہو جیسے زید، اور جاری مجریٰ صحیح کے ساتھ خاص ہے اور وہ ایسا اسم ہے جس کے آخر میں واؤ یا یاء ساکن ما قبل کسرہ ہو جیسے دلو اور ظبی۔ اور جمع مکسر منصرف کے ساتھ خاص ہے جیسے رجال، تو کہے گا: جَاءَنِیْ زَیْدٌ وَدَلْوٌ وَظَبْیٌ وَرِجَالٌ وَرَاَیْتُ زَیْدًا وَدَلْوًا وَظَبْیًا وَرِجَالاً وَمَرَرْتُ بِزَیْدٍ وَدَلْوٍ وَظَبْیٍ وَرِجَالٍ **دوسری قسم** یہ ہے کہ رفع ضمہ سے، نصب اور جر کسرہ کے ساتھ ہو اور یہ جمع مؤنث سال کے ساتھ خاص ہے جیسے تو کہے گا: هُنَّ مُسْلِمَاتٌ وَرَاَیْتُ مُسْلِمَاتٍ وَمَرَرْتُ بِمُسْلِمَاتٍ **تیسری قسم** یہ ہے کہ رفع ضمہ سے اور نصب و جر فتحہ کے ساتھ ہو اور یہ غیر منصرف کے ساتھ خاص ہے جیسے تو کہے گا: جَاءَنِیْ عُمَرُ وَرَاَیْتُ عُمَرَ وَمَرَرْتُ بِعُمَرَ **چوتھی قسم** یہ ہے کہ رفع واؤ سے، نصب الف سے اور جر یاء کے ساتھ ہو اور یہ اسمائے ستہ موحدہ کے ساتھ خاص ہے جو یاء متکلم کی طرف مضاف نہ ہو اور وہ یہ ہیں: اَخُوْکَ وَاَبُوْکَ وَهَنُوْکَ وَحَمُوْکَ وَفُوْکَ وَذُوْمَالٍ" تو کہے گا: جَاءَنِی اَخُوْکَ وَرَاَیْتُ اَخَاکَ وَمَرَرْتُ بِاَخِیْکَ اور اسی طرح باقی۔

تشریح:

"فی اصناف اعراب الاسم--الخ" کی وضاحت:

صنف کا معنی ہے قسم۔ اسم معرب کے اعراب کی نو قسمیں ہیں اور جن اسمائے متمکن پر یہ اعراب آئیں گے وہ سولہ ہیں۔

لفظاً ظاہر ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے اعراب کی اقسام

اس اعتبار سے اعراب کی دو قسمیں ہیں: 1۔ لفظی 2۔ تقدیری

1۔**اعراب لفظی کی تعریف:** وہ اعراب جو لفظوں میں ظاہر ہو۔ جیسے: رَبِحَ زَیْدٌ فِیْ تِجَارَتِه میں زَیْدٌ پر آنے والا اعراب لفظی ہے۔

2۔**اعراب تقدیری کی تعریف:** وہ اعراب جو لفظوں میں ظاہر نہ ہو۔ جیسے: کَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰی میں مُوْسٰی کا اعراب تقدیری ہے؛ کیونکہ اس کا اعراب لفظوں میں ظاہر نہیں ہو رہا۔ ان دونوں میں لفظی اعراب اصل جبکہ تقدیری فرع ہے۔ پھر اعراب لفظی کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ اعراب بالحرکت ۲۔ اعراب بالحرف

1۔**اعراب بالحرکۃ کی تعریف:** وہ اعراب جو زبر، زیر اور پیش یا دو زبر، دو زیر اور دو پیش کی صورت میں ہو، جیسے جَاءَ الرَجُلُ، رَأَیْتُ الرَّجُلَ، نَظَرْتُ اِلَی الرَّجُلِ، جَاءَ زَیْدٌ، رَأَیْتُ زَیْداً، نَظَرْتُ اِلٰی زَیْدٍ

2۔ **اعراب بالحرف کی تعریف:** وہ اعراب جو واؤ، الف اور یاء کی صورت میں ہو، جیسے جَاءَ أَبُوْکَ، رَأَیْتُ أَبَاکَ، نَظَرْتُ اِلٰی أَبِیْکَ

چونکہ اعراب لفظی بالحرکت باقی کی نسبت اصل ہے اس لیے مصنف علیہ الرحمہ نے پہلے اسے بیان کیا۔ چنانچہ اعراب کی پہلی قسم مفرد (جو تثنیہ اور جمع کے مقابلے میں ہو) منصرف صحیح، جاری مجریٰ صحیح اور جمع مکسر کے ساتھ خاص ہے ان کی حالت رفع ضمہ، حالت نصب فتحہ اور حالت جر کسرہ کے ساتھ آتی ہے۔ تینوں کی مثالیں مصنف علیہ الرحمہ نے بیان کر دی ہیں۔

مفرد منصرف صحیح: وہ مفرد جو تثنیہ اور جمع کے مقابلے میں ہو منصرف ہو اور اس کے آخر میں حرف علت نہ ہو جیسے زَیْدٌ

جاری مجریٰ صحیح: جس کے آخر میں واؤ۔۔یا۔۔یاء ما قبل ساکن ہو جیسے **دَلْوٌ ظَبْیٌ** وغیرہ۔

جمع مکسر: وہ جمع جسے بناتے وقت واحد کی بناء ٹوٹ گئی ہو جیسے **رَجُلٌ** سے **رِجَالٌ**۔

"الثانی۔۔الخ" کی وضاحت:

اعراب کی نو قسموں میں سے دوسری قسم جمع مؤنث سالم کے ساتھ خاص ہے اس کی حالت رفع ضمہ سے اور حالت نصب وجر کسرہ کے ساتھ آتی ہے مثالیں مصنف علیہ الرحمہ نے بیان کر دی ہیں۔

سوال: ہم آپ کو چند ایسی مثالیں پیش کرتے ہیں جو ہیں تو مذکر کی جمع سالم لیکن انہیں جمع مؤنث سالم کا اعراب دیا گیا ہے جیسے **مرفوعات، منصوبات** اور **مجرورات** ان کا مفرد **مرفوع، منصوب** اور **مجرور** آتا ہے۔ ایسا کیوں ہے؟

جواب: جمع مؤنث سالم سے ہماری مراد وہ جمع ہے جس کے آخر میں الف اور تاء ہو چاہے اس کا مفرد مذکر ہو یا مؤنث۔

"الثالث۔۔الخ" کی وضاحت:

اعراب کی تیسری قسم غیر منصرف کے ساتھ خاص ہے اس کی حالت رفع ضمہ سے اور حالت نصب اور جر فتحہ کے ساتھ آتی ہے مثالیں مصنف علیہ الرحمہ نے بیان کر دی ہیں۔

سوال: غیر منصرف میں جر کو فتحہ کے تابع کیوں کیا؟

جواب: غیر منصرف فعل کے مشابہ ہے اور فعل پر کسرہ نہیں آتی اس لیے ہم نے غیر منصرف کو بھی کسرہ سے بچا کر جر کو فتحہ کے تابع کر دیا۔

"الرابع--الخ" کی وضاحت:

چوتھی قسم اسمائے ستہ مکبرہ موحدہ کے ساتھ خاص ہے جو یائے متکلم کی طرف مضاف نہ ہوں۔ ان میں سے چار ناقص واوی ہیں: اَبُوْكَ،اَخُوْكَ،هَنُوْكَ اور حَمُوْكِ جبکہ "ذُوْ" لفیف مقرون ہے کہ اس کی اصل "ذَوُوٌ" ہے یہ ہمیشہ اسم جنس کی طرف مضاف ہو کر استعمال ہوتا ہے اسی وجہ سے مصنف علیہ الرحمہ نے " ذُوْمَالٍ" کہا۔ اور ایک اجوف واوی ہے یعنی "فُوْكَ" کیونکہ اس کی اصل "فَوْهٌ" ہے پھر ھاء کو حذف کر دیا گیا اور واؤ کو میم سے بدل دیا حالت اضافت کے علاوہ میں یعنی فَمٌ۔ اور اگر اضافت ہو تو واؤ کے ساتھ پڑھیں گے یعنی فُوْكَ۔ اول الذکر تین اسماء کے آخر میں کاف ضمیر واحد مذکر مخاطب کی ہے جبکہ حَمُوْكِ میں واحد مؤنث مخاطب کی ہے۔

ان کی حالت رفع واؤ سے حالت نصب الف سے اور حالت جر یاء کے ساتھ آتی ہے۔ اس اعراب کے لیے چار شرطیں ہیں: ان میں یائے تصغیر نہ ہو۔ موحد ہوں تثنیہ اور جمع نہ ہوں۔ مضاف ہوں۔ یائے متکلم کے علاوہ کی طرف مضاف ہوں۔

اَلْخَامِسُ اَنْ يَّكُوْنَ الرَّفْعُ بِالْاَلِفِ وَالنَّصْبُ وَالْجَرُّ بِالْيَاءِ الْمَفْتُوْحِ مَاقَبْلَهَا وَيَخْتَصُّ بِالْمُثَنّٰى وَكِلَامُضَافًا اِلٰى مُضْمَرٍ وَاثْنَانِ وَاثْنَتَانِ تَقُوْلُ جَاءَنِي الرَّجُلَانِ كِلَاهُمَا وَاثْنَانِ وَاثْنَتَانِ وَرَاَيْتُ الرَّجُلَيْنِ كِلَيْهِمَا وَاثْنَيْنِ وَاثْنَتَيْنِ وَمَرَرْتُ بِالرَّجُلَيْنِ كِلَيْهِمَا وَاثْنَيْنِ وَاثْنَتَيْنِ **اَلسَّادِسُ** اَنْ يَّكُوْنَ الرَّفْعُ بِالْوَاوِ وَالْمَضْمُوْمِ مَاقَبْلَهَا وَالنَّصْبُ وَالْجَرُّ بِالْيَاءِ الْمَكْسُوْرِ مَاقَبْلَهَا وَيَخْتَصُّ بِجَمْعِ الْمُذَكَّرِ السَّالِمِ نَحْوُ مُسْلِمُوْنَ وَاُولُوْ وَعِشْرُوْنَ مَعَ اَخَوَاتِهَا تَقُوْلُ جَاءَنِي مُسْلِمُوْنَ وَعِشْرُوْنَ وَاُولُوْ مَالٍ وَرَاَيْتُ مُسْلِمِيْنَ وَعِشْرِيْنَ وَاُولِيْ مَالٍ وَمَرَرْتُ بِمُسْلِمِيْنَ وَعِشْرِيْنَ وَاُولِيْ مَالٍ وَاعْلَمْ اَنَّ نُوْنَ التَّثْنِيَةِ

مَكْسُوْرَةً اَبَدًا وَنُوْنَ جَمْعِ السَّلَامَةِ مَفْتُوْحَةً اَبَدًا وَكِلَاهُمَا تَسْقُطَانِ عِنْدَ الْاِضَافَةِ تَقُوْلُ

جَاءَنِيْ غُلَامَا زَيْدٍ وَمُسْلِمُوْ مِصْرَ **اَلسَّابِعُ** اَنْ يَّكُوْنَ الرَّفْعُ بِتَقْدِيْرِ الضَّمَّةِ وَالنَّصْبُ

بِتَقْدِيْرِ الْفَتْحَةِ وَالْجَرُّ بِتَقْدِيْرِ الْكَسْرَةِ وَيَخْتَصُّ بِالْمَقْصُوْرِ وَهُوَ مَا فِيْ اٰخِرِهٖ اَلِفٌ مَقْصُوْرَةٌ

كَعَصاً وَبِالْمُضَافِ اِلٰى يَاءِ الْمُتَكَلِّمِ غَيْرِ جَمْعِ الْمُذَكَّرِ السَّالِمِ كَغُلَامِيْ تَقُوْلُ جَاءَنِيْ عَصاً

وَغُلَامِيْ وَرَاَيْتُ عَصاً وَغُلَامِيْ وَمَرَرْتُ بِعَصاً وَغُلَامِيْ **اَلثَّامِنُ** اَنْ يَّكُوْنَ الرَّفْعُ بِتَقْدِيْرِ الضَّمَّةِ

وَالْجَرُّ بِتَقْدِيْرِ الْكَسْرَةِ وَالنَّصْبُ بِالْفَتْحَةِ لَفْظًا وَيَخْتَصُّ بِالْمَنْقُوْصِ وَهُوَ مَا فِيْ اٰخِرِهٖ

يَاءٌ مَا قَبْلَهَا مَكْسُوْرٌ كَالْقَاضِيْ تَقُوْلُ جَاءَنِي الْقَاضِيْ وَرَاَيْتُ الْقَاضِيَ وَمَرَرْتُ بِالْقَاضِيْ

اَلتَّاسِعُ اَنْ يَّكُوْنَ الرَّفْعُ بِتَقْدِيْرِ الْوَاوِ وَالنَّصْبُ وَالْجَرُّ بِالْيَاءِ لَفْظًا وَيَخْتَصُّ بِجَمْعِ

الْمُذَكَّرِ السَّالِمِ مُضَافًا اِلٰى يَاءِ الْمُتَكَلِّمِ تَقُوْلُ جَاءَنِيْ مُسْلِمِيَّ تَقْدِيْرُهٗ مُسْلِمُوْيَ اِجْتَمَعَتِ

الْوَاوُ وَالْيَاءُ وَالْاُوْلٰى مِنْهُمَا سَاكِنَةٌ فَقُلِبَتِ الْوَاوُ يَاءً وَاُدْغِمَتِ الْيَاءُ فِي الْيَاءِ وَاُبْدِلَتِ

الضَّمَّةُ بِالْكَسْرَةِ لِمُنَاسَبَةِ الْيَاءِ فَصَارَ مُسْلِمِيَّ وَرَاَيْتُ مُسْلِمِيَّ وَمَرَرْتُ بِمُسْلِمِيَّ

ترجمہ: پانچویں قسم وہ ہے کہ رفع الف کے ساتھ اور نصب وجرایسی یاء کے ساتھ ہو جس کا ماقبل مفتوح ہو۔ اور یہ تثنیہ، اور اس کلا کے ساتھ خاص ہے جو ضمیر کی طرف مضاف ہو اور اثنان اور اثنتان کے ساتھ خاص ہے۔ تو کہے گا جَاءَنِي الرَّجُلَانِ كِلَاهُمَا وَاثْنَانِ وَاثْنَتَانِ وَرَاَيْتُ الرَّجُلَيْنِ كِلَيْهِمَا وَاثْنَيْنِ وَاثْنَتَيْنِ وَمَرَرْتُ بِالرَّجُلَيْنِ كِلَيْهِمَا وَاثْنَيْنِ وَاثْنَتَيْنِ **چھٹی قسم** یہ ہے کہ رفع ایسی واؤ کے ساتھ ہو جس کا ماقبل مضموم ہو اور نصب وجرایسی یاء کے ساتھ ہو جس کا ماقبل مکسور ہو اور یہ جمع مذکر سالم کے ساتھ خاص ہے جیسے مسلمون، اولو، اور عشرون اپنے تشابہات کے ساتھ۔ تو کہے گا: جَاءَنِيْ مُسْلِمُوْنَ وَعِشْرُوْنَ وَاُولُوْ مَالٍ وَرَاَيْتُ مُسْلِمِيْنَ وَعِشْرِيْنَ وَاُولِيْ مَالٍ وَمَرَرْتُ بِمُسْلِمِيْنَ وَعِشْرِيْنَ وَاُولِيْ مَالٍ تو جان کہ تثنیہ کا نون ہمیشہ مکسور اور جمع

مذکر سالم کا نون ہمیشہ مفتوح ہوتا ہے اور یہ دونوں اضافت کے وقت گر جاتے ہیں ۔ تو کہے گا جَاءَنِی غُلَامَا زَیْدٍ وَمُسْلِمُوْ مِصْرَ **ساتویں قسم** یہ ہے کہ رفع ضمہ تقدیری کے ساتھ نصب فتحہ تقدیری کے ساتھ اور جر کسرہ تقدیری کے ساتھ آتی ہے اور یہ اسم مقصورہ کے ساتھ خاص کی گئی ہے اور اسم مقصورہ وہ ہے جس کے آخر میں الف مقصورہ ہو جیسے عصا اور جمع مذکر سالم کے علاوہ جو یاءِ متکلم کی طرف مضاف ہو اس کے ساتھ خاص ہے جیسے غلامی، تو کہے گا: جَاءَنِیْ عَصاً وَغُلَامِیْ وَرَاَیْتُ عَصاً وَغُلَامِیْ وَمَرَرْتُ بِعَصاً وَغُلَامِیْ **آٹھویں قسم** یہ ہے کہ رفع تقدیر ضمہ کے ساتھ، جر تقدیری کسرہ کے ساتھ نصب فتحہ کے ساتھ درحال کہ وہ فتحہ لفظی ہو اور یہ اسم منقوص کے ساتھ خاص ہے اور اسم منقوص وہ اسم ہے جس کے آخر میں ایسی یاء ہو جس کا ماقبل مکسور ہو جیسے القاضی تو کہے گا: جَاءَنِی الْقَاضِیْ وَرَاَیْتُ الْقَاضِیَ وَمَرَرْتُ بِالْقَاضِیْ **نویں قسم** یہ ہے کہ رفع تقدیری واؤ کے ساتھ اور نصب و جر یاء کے ساتھ درحال کہ وہ یاء لفظی ہو اور یہ جمع مذکر سالم کے ساتھ خاص ہے اس حال میں کہ وہ یاءِ متکلم کی طرف مضاف ہو تو کہے گا جاءنی مسلمی اس کی اصل مسلموی تھی واؤ اور یاء اکٹھے ہو اور ان میں پہلی ساکن ہے پس واؤ کو یاء سے بدل دیا گیا اور یاء کا یاء میں ادغام کر دیا گیا اور ضمہ کو کسرہ سے بدل دیا یاء کی مناسبت کی وجہ سے پس بن گیا مُسْلِمِیَّ وَرَاَیْتُ مُسْلِمِیَّ وَمَرَرْتُ بِمُسْلِمِیَّ

تشریح:

الخامس--الخ" کی وضاحت:

یہ قسم تثنیہ اور ملحقات تثنیہ کے ساتھ خاص ہے۔ان کی حالت رفع الف کے ساتھ اور حالت نصب و جر یاء ساکن ماقبل مفتوح کے ساتھ ہوتی ہے۔

تثنیہ اور اس کے ملحقات:

تثنیہ صوری اور تثنیہ معنوی کو تثنیہ کے ملحقات کہتے ہیں اور ان کا بھی وہی اعراب ہے جو تثنیہ حقیقی کا ہوتا ہے۔

تثنیہ صوری:

وہ تثنیہ جو صورت میں اور معنی میں تثنیہ کی طرح ہو لیکن اس مادے سے اس کا مفرد موجود نہ ہو جیسے **اثنان** اور **اثنتان**۔

تثنیہ معنوی:

وہ تثنیہ جس کا صرف معنی تثنیہ والا ہو جیسے **کلا** اور **کلتا**۔"**کلا**"اصل میں "**کِلَوٌ**" تھا واؤ کو الف سے بدل دیا گیا، **کِلْتَا**، **کِلَا** کی مؤنث ہے جس کی اصل "**کِلَوَا**" تھی پھر واؤ کو تاء سے بدل دیا گیا۔"**کلا**"اصل ہے اور"**کلتا**"فرع اور اصل کے ذکر میں فرع بھی شامل ہے اس لیے مصنف علیہ الرحمہ نے اصل کے ذکر پر ہی اکتفا کیا۔ان کے اعراب کے لیے ضمیر کی طرف مضاف ہونے کی شرط اس لیے لگائی کہ جب یہ اسم ظاہر کی طرف مضاف ہونگے تو ان کا اعراب بالحرکت تقدیری ہو گا کیونکہ **کِلَا** اور **کِلْتَا** کے دو اعتبار ہیں لفظی اور معنوی، لفظی اعتبار سے دونوں مفرد ہیں کیونکہ ان کے آخر میں علامت تثنیہ نہیں ہے اور معنوی اعتبار سے مثنی ہیں اس لیے کہ ان کا معنی دو ہے لہٰذا اعراب میں بھی دونوں کا لحاظ کرتے ہوئے کہا گیا کہ اسم ظاہر کی طرف مضاف ہوں تو اعراب بالحرکت تقدیری دینگے اور اسم ضمیر کی طرف مضاف ہوں تو اعراب بالحرف دینگے۔

سوال: مصنف علیہ الرحمہ نے "**کِلَا**" میں تو اصل پر اکتفا کر لیا لیکن **اِثْنَانِ** اور **اِثْنَتَانِ** میں ایسا کیوں نہیں کیا؟

جواب: اس لیے کہ اسماء عدد کا حکم اکثر ایک جیسا نہیں ہوتا مگر چونکہ ان دونوں کا حکم ایک جیسا ہی تھا اس لیے دونوں کو ذکر کر دیا اگر ایک کو ذکر کرتے تو وہم پیدا ہوتا کہ شاید مؤنث کا حکم کوئی اور ہو گا۔

"السادس--الخ" کی وضاحت:

یہ قسم جمع مذکر سالم اور اس کے ملحقات کے ساتھ خاص ہے۔ان کی حالت رفع واؤ ما قبل مضموم اور حالت نصب و جر یاء ما قبل مکسور آتی ہے۔

جمع مذکر سالم کے ملحقات:

جمع صوری اور جمع معنوی کو جمع مذکر سالم کے ملحقات کہتے ہیں۔ان کے اعراب کا بھی وہی حکم ہے جو جمع مذکر سالم حقیقی کا ہے۔

جمع مذکر سالم صوری:

وہ جمع جو صورت میں جمع مذکر سالم کی طرح ہو لیکن اور اسی مادہ سے اس کا مفرد ہونہ ہی جمع والا معنی ہو۔ جیسے **عشرون** سے **تسعون** تک۔

جمع مذکر سالم معنوی:

وہ جمع جو معنی کے اعتبار سے جمع ہو لیکن صورت جمع والی نہ ہو اور نہ ہی اس مادہ سے اس کا مفرد آتا ہو جیسے **اولو**۔

"واعلم ان نون--الخ" کی وضاحت:

یہاں سے مصنف علیہ الرحمہ ایک قاعدہ بیان کر رہے ہیں کہ تثنیہ کا نون تینوں حالتوں میں مکسور اور جمع مذکر سالم کا نون مفتوح رہے گا۔ اور جب ان کی اضافت ہو تو دونوں کے نون گر جاتے ہیں۔

"السابع--الخ" کی وضاحت:

یہ قسم اسم مقصور کے ساتھ خاص ہے اس کی حالت رفع ضمہ تقدیری، حالت نصب فتحہ تقدیری اور حالت جر کسرہ تقدیری کے ساتھ آتی ہے۔

"وبالمضاف الی یاء المتکلم--لخ" کی وضاحت:

جمع مذکر سالم کے علاوہ وہ اسم جو یاء متکلم کی طرف مضاف ہو اس کا بھی وہی اعراب ہے جو اسم مقصور کا ہے۔ جیسے **غلامی**

"الثامن--الخ" کی وضاحت:

یہ قسم اسم منقوص کے ساتھ خاص ہے ان کی حالت رفع ضمہ تقدیری کے ساتھ، حالت جر کسرہ تقدیری اور حالت نصب فتحہ لفظی کے ساتھ آتی ہے۔

"التاسع--الخ" کی وضاحت:

یہ قسم اس جمع مذکر سالم کے ساتھ خاص ہے جو یاءِ متکلم کی طرف مضاف ہو اس کی حالت رفع واؤ تقدیری اور حالت نصب وجر فتحہ لفظی سے آتی ہے۔

فَصْلٌ اِسْمُ الْمُعْرَبِ عَلٰی نَوْعَیْنِ **مُنْصَرِفٌ** وَھُوَمَالَیْسَ فِیْہِ سَبَبَانِ اَوْوَاحِدٌ یَقُوْمُ مَقَامَھُمَامِنَ الْاَسْبَابِ التِّسْعَۃِ کَزَیْدٍ وَیُسَمَّی الْاِسْمَ الْمُتَمَکِّنَ وَحُکْمُہٗ اَنْ یَّدْخُلَہُ الْحَرَکَاتُ الثَّلٰثُ مَعَ التَّنْوِیْنِ تَقُوْلُ جَاءَنِیْ زَیْدٌ وَرَاَیْتُ زَیْدًا وَمَرَرْتُ بِزَیْدٍ **وَغَیْرُمُنْصَرِفٍ** وَھُوَمَافِیْہِ سَبَبَانِ اَوْوَاحِدٌ مِّنْھَا یَقُوْمُ مَقَامَھُمَا **وَالْاَسْبَابُ التِّسْعَۃُ** ھِیَ الْعَدْلُ وَالْوَصْفُ وَالتَّانِیْثُ وَالْمَعْرِفَۃُ وَالْعُجْمَۃُ وَالْجَمْعُ وَالتَّرْکِیْبُ وَالْاَلِفُ وَالنُّوْنُ الزَّائِدَتَانِ وَوَزْنُ الْفِعْلِ وَحُکْمُہٗ اَنْ لَایَدْخُلَہُ الْکَسْرَۃُ وَالتَّنْوِیْنُ وَیَکُوْنَ فِیْ مَوْضِعِ الْجَرِّ مَفْتُوْحًا اَبَدًا تَقُوْلُ جَاءَنِیْ اَحْمَدُ وَرَاَیْتُ اَحْمَدَ وَمَرَرْتُ بِاَحْمَدَ اَمَّا **الْعَدْلُ** فَھُوَتَغَیُّرُ اللَّفْظِ مِنْ صِیْغَتِہِ الْاَصْلِیَّۃِ اِلٰی صِیْغَۃٍ اُخْرٰی تَحْقِیْقًا اَوْتَقْدِیْرًا وَلَایَجْتَمِعُ مَعَ وَزْنِ الْفِعْلِ اَصْلًا وَیَجْتَمِعُ مَعَ الْعَلَمِیَّۃِ کَعُمَرَوَزُفَرَوَمَعَ الْوَصْفِ کَثُلَاثَ وَمَثْلَثَ وَاُخَرَوَجُمَعَ

ترجمہ: فصل اسم معرب دونوعوں پر مشتمل ہے۔ منصرف اور یہ وہ ہے جس میں نو اسباب میں سے دو سبب یا ایک ایسا سبب نہ پایا جائے جو دو کے قائم مقام ہو جیسے زید اور اسے اسم متمکن کہا جاتا ہے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ اس پر تنوین سمیت تینوں حرکتیں داخل ہو سکتی ہیں تو کہے گا جَاءَنِیْ زَیْدٌ وَرَاَیْتُ زَیْدًا وَمَرَرْتُ بِزَیْدٍ اور غیر منصرف وہ جس میں دو سبب یا ایک ایسا سبب پایا جائے جو دو کے قائم مقام ہو۔ اور نو اسباب یہ ہیں: عدل، وصف، تانیث، معرفہ، عجمہ، جمع، ترکیب، الف نون زائدہ تان اور وزن فعل۔ اور اس کا حکم یہ ہے کہ اس پر کسرہ اور تنوین داخل نہیں ہوتا اور جر کی جگہ ہمیشہ فتحہ ہوتی ہے تو کہے گا جَاءَنِیْ اَحْمَدُ وَرَاَیْتُ اَحْمَدَ وَمَرَرْتُ بِاَحْمَدَ بہر حال عدل وہ لفظ کا اپنے اصل صیغے سے دوسرے صیغے کی طرف تبدیل ہونا ہے حقیقی طور پر یا تقدیری

طور پر، اور عدل وزن فعل کے ساتھ بالکل ہی جمع نہیں ہوتا اور علمیت کے ساتھ جمع ہو جاتا ہے جیسے عمر اور زفر اور وصف کے ساتھ جیسے ثلاث، مثلث، اخر اور جمع

تشریح

اسم معرب کی اقسام:۔۔۔

اسم معرب کی دو قسمیں ہیں: منصرف اور غیر منصرف، مصنف علیہ الرحمہ نے منصرف کو غیر منصرف پر مقدم کیا کیونکہ اسماء میں منصرف ہونا اصل ہے اور غیر منصرف ہونا فرع، اور اصل فرع سے مقدم ہوتی ہے لہٰذا منصرف کو بھی غیر منصرف پر مقدم کر دیا گیا۔

اسم منصرف کی تعریف: منصرف کا لغوی معنی ہے پھرنے والا جبکہ اصطلاحی طور پر اس اسم معرب کو کہتے ہیں جس میں منع صرف کے نو اسباب میں سے دو سبب یا ایک ایسا سبب نہ پایا جائے جو دو کے قائم مقام ہو جیسے **اَحْمَدُ**

سوال: ہم آپ کو ایسی مثال پیش کرتے ہیں جس میں دو سبب پائے جاتے ہیں لیکن اس کے باوجود وہ غیر منصرف نہیں ہے جیسے **ضَرَبَتْ** اس میں وزن فعل اور تانیث پائی جا رہی ہے۔

جواب: آپ کی دی ہوئی مثال فعل ہے جبکہ ہماری بحث تو اسماء کے بارے میں ہے نہ کہ افعال کے بارے میں۔

سوال: "**حضار**" اور "**تمار**" دونوں اسم ہیں اور ان میں دو سبب یعنی علمیت اور تانیث پائے جا رہے ہیں لیکن پھر بھی انہیں غیر منصرف نہیں کہا جاتا، اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: ہماری بحث اسمائے مبنیہ سے نہیں بلکہ اسمائے معربہ سے ہے اور آپ کی مثالیں اسمائے مبنیہ سے تعلق رکھتی ہیں۔

سوال: ہم آپ کو اسمائے معربہ میں سے ہی مثالی پیش کرتے ہیں لیکن اسے بھی آپ غیر منصرف نہیں جانتے جیسے "**قائمة**" اور "**ضاربة**" ان دونوں میں تانیث اور وصف پایا جا رہا ہے۔

جواب: ان میں سبب تو پائے جا رہے ہیں لیکن مؤثر نہیں ہیں کیونکہ سببان سے ہماری مراد "**سببان مؤثران**" ہے۔

"اما العدل--الخ" کی وضاحت:

یہاں سے مصنف علیہ الرحمہ عدل کی تعریف بیان کررہے ہیں چونکہ اس کی تعریف غیر معروف تھی اس لیے اسے بیان کر دیا اور باقی اسباب معروف تھے اس لیے ان کی تعریفات کے بجائے شرائط بیان کر دیں۔

عدل کی تعریف: عدل کا لغوی معنی ہے پھیرنا، اعراض کرنا، مائل ہونا جبکہ اصطلاحی طور پر عدل کہتے ہیں لفظ کا اپنے اصل صیغے سے دوسرے صیغے کی طرف تبدیل ہونا ہے تحقیقی طور پر یا تقدیری طور پر۔

عدل کی اقسام:

عدل کی دو قسمیں ہیں: عدل تحقیقی اور عدل تقدیری

عدل تحقیقی: جس میں غیر منصرف ہونے کے علاوہ بھی اسم کے اصل صیغہ سے معدول ہونے کی دلیل موجود ہو۔ یعنی یہ اگر غیر منصرف نہ بھی ہو تب بھی اس کے معدول ہونے کی دلیل پائی جائے جیسے **ثُلَاثُ** اور **مَثْلَثُ** دونوں کے معنی ہیں تین تین، قیاس یہ کہتا ہے کہ لفظ کا تکرار نہ ہونے کی وجہ سے معنی صرف تین ہو کیونکہ لفظ کا تکرار معنی کے تکرار پر دلالت کرتا ہے لیکن ایسا نہیں ہے لہٰذا لفظ کا تکرار نہ ہونے کے باوجود معنی کے تکرار کی وجہ سے فرض کر لیا گیا ہے کہ ان کی اصل **ثَلٰثَۃٌ ثَلٰثِۃٌ** تھی۔

عدل تقدیری: جس میں غیر منصرف ہونے کے علاوہ اسم کے اصل صیغہ سے معدول ہونے کی کوئی دلیل موجود نہ ہو۔۔ یعنی اس میں غیر منصرف ہونے میں مستقل ہونے کے علاوہ کوئی اور دلیل نہ پائی جائے جس کی وجہ سے ہم اسے غیر منصرف کہہ سکیں جیسے **عُمَرُ** اور **زُفَرُ** ان دونوں کو اہل عرب غیر منصرف استعمال کرتے ہیں لیکن ان میں علمیت کے سوا منع صرف کا دوسرا سبب نہیں پایا جا رہا لہٰذا قاعدے کی رُو سے اسے غیر منصرف نہیں کہنا چاہیے جبکہ ایسا نہیں ہے لہٰذا ہم نے اس میں دوسرا سبب پیدا کرنے کے لیے فرض کر لیا کہ **عُمَرُ، عَامِر** سے اور **زُفَرُ، زَافِر** سے معدول ہے۔

عدل کس کے ساتھ جمع ہو سکتا ہے اور کس کے ساتھ نہیں۔۔

"ولا یجتمع مع وزن الفعل--الخ" کی وضاحت:

یہاں سے مصنف علیہ الرحمہ بیان کر رہے ہیں کہ کوئی اسم ایسا نہیں ہو گا جس میں ایک سبب عدل ہو اور دوسرا وزن فعل ہو کیونکہ عدل کے چھ اوزان ہیں اوران میں سے کسی ایک پر بھی وزن فعل نہیں آتا۔عدل کے چھ اوزان یہ ہیں:

فُعَالِ،مَفْعَلُ،فَعْلِ،فَعَلُ،فُعَلُ اور **فَعَالُ**

عدل علمیت کے ساتھ جمع ہو سکتا ہے جیسے **عُمَرُ** اور **زُفَرُ** میں ایک سبب علمیت ہے اور دوسرا سبب عدل تقدیری ہے۔اسی طرح عدل وصف کے ساتھ بھی جمع ہو سکتا ہے جیسے **ثَلَاثُ** اور **مَثْلَثُ** میں ایک سبب وصف اور دوسرا سبب عدل تحقیقی ہے۔ "**اُخَرُ**" میں بھی ایک سبب وصف اور دوسرا سبب عدل تحقیقی ہے۔اور "**جُمَعُ**" میں ایک سبب وصف اور دوسرا سبب عدل تحقیقی ہے۔

اَمَّا **الْوَصْفُ** فَلَایَجْتَمِعُ مَعَ الْعَلَمِیَّةِ اَصْلاً وَشَرْطُهٗ اَنْ یَّكُوْنَ وَصْفًا فِي اَصْلِ الْوَضْعِ فَاَسْوَدُ وَاَرْقَمُ غَیْرُ مُنْصَرِفٍ وَاِنْ صَارَا اِسْمَیْنِ لِلْحَیَّةِ لِاِصَالَتِهَا فِي الْوَصْفِیَّةِ وَاَرْبَعٌ فِي مَرَرْتُ بِنِسْوَةٍ اَرْبَعٍ مُنْصَرِفٌ مَعَ اَنَّهٗ صِفَةٌ وَوَزْنُ الْفِعْلِ لِعَدَمِ الْاِصَالَةِ فِي الْوَصْفِیَّةِ اَمَّا **التَّانِیْثُ** بِالتَّاءِ فَشَرْطُهٗ اَنْ یَّكُوْنَ عَلَمًا كَطَلْحَةَ وَكَذٰلِكَ الْمَعْنَوِيُّ ثُمَّ الْمَعْنَوِيُّ اِنْ كَانَ ثُلَاثِیًّا سَاكِنَ الْاَوْسَطِ غَیْرَ اَعْجَمِيٍّ یَجُوْزُ صَرْفُهٗ وَتَرْكُهٗ لِاَجَلِ الْخِفَّةِ وَوُجُوْدِ السَّبَبَیْنِ كَهِنْدٍ وَاِلَّا یَجِبُ مَنْعُهٗ كَزَیْنَبَ وَسَقَرَ وَمَاهَ وَجُوْرَ وَالتَّانِیْثُ بِالْاَلِفِ الْمَقْصُوْرَةِ كَحُبْلٰى وَالْمَمْدُوْدَةِ كَحَمْرَاءَ مُمْتَنِعٌ صَرْفُهُمَا اَلْبَتَّةَ لِاَنَّ الْاَلِفَ قَائِمٌ مَقَامَ السَّبَبَیْنِ اَلتَّانِیْثِ وَلُزُوْمِهٖ اَمَّا **الْمَعْرِفَةُ** فَلَایُعْتَبَرُ فِي مَنْعِ الصَّرْفِ مِنْهَا اِلَّا الْعَلَمِیَّةِ وَتَجْتَمِعُ مَعَ غَیْرِ الْوَصْفِ

ترجمہ: بہر حال وصف پس یہ علمیت کے ساتھ بالکل ہی جمع نہیں ہوتا اور اس کی شرط یہ ہے کہ یہ اصل وضع میں وصف ہو پس اسود اور ارقم غیر منصرف ہیں اگرچہ سانپ کے لیے دو نام ہو چکے ہیں ان دونوں کے وصفیت میں اصل ہونے کی وجہ سے۔اور **اربع**، **مررت بنسوة اربع** میں منصرف ہے وصف اور وزن فعل کے باوجود اصل

وضع میں وصف نہ ہونے کی وجہ سے۔ بہر حال تانیث بالتاء پس اس کے لیے شرط ہے کہ وہ علم ہو جیسے طلحۃ اور اسی طرح تانیث معنوی ہے پھر تانیث معنوی اگر ثلاثی ساکن الاوسط غیر عجمی ہو تو اس کا منصرف اور غیر منصرف ہونا جائز ہے خفت اور دو سببوں کے پائے جانے کی وجہ سے جیسے ھند ورنہ اس کا غیر منصرف ہونا واجب ہے جیسے زینب، سقر، ماہ اور جور۔ اور تانیث الف مقصورہ کے ساتھ جیسے حبلی اور الف ممدودہ کے ساتھ جیسے حمراء ان دونوں کا منصرف ہونا ممتنع ہے کیونکہ الف دو سببوں کے قائم مقام ہے اول تانیث اور دوم لزوم تانیث۔ بہر حال معرفہ پس منع صرف میں صرف اس میں سے صرف علمیت ہی معتبر ہے اور وصف کے علاوہ کے ساتھ جمع ہو جاتا ہے۔

تشریح:

وصف کی تعریف:

وصف کا لغوی معنی ہے تعریف کرنا جبکہ اصطلاحی طور پر وصف اس تابع کو کہتے ہیں جو متبوع کے معنی پر دلالت کرے جیسے **جَاءَنِی رَجُلٌ عَالِمٌ** میں **عَالِمٌ** تابع وصف ہے۔ لیکن یہاں ہماری مراد یہ وصف نہیں ہے کیونکہ یہ نکرہ اور معرفہ دونوں ہو سکتا ہے۔ بلکہ ہماری مراد وہ وصف جس کی دلالت ایسی ذات مبہمہ پر ہو جس میں کسی صفت کا لحاظ کیا گیا ہو جیسے **اَحْمَرُ** (سرخ رنگ والا مرد) **اَسْوَدُ** (کالے رنگ والا مرد)۔ اور یہ قسم صرف نکرہ ہوتی ہے کیونکہ علم میں تعین ہوتا ہے اور وصف میں ابہام ہوتا ہے اسی وجہ سے مصنف علیہ الرحمہ نے کہا: "**فلا یجتمع مع العلمیۃ**" وصف علمیت کے ساتھ بالکل جمع نہیں ہو سکتا۔

وصف غیر منصرف کا سبب کب بنے گا؟

وصف غیر منصرف کا سبب اس وقت بنے گا جب اصل وضع میں وصف ہو یعنی واضع نے اسے وصف کے لیے ہی وضع کیا ہو ایسا نہ ہو کہ پہلے تو اسے کسی اور چیز کے لیے وضع کیا گیا ہو اور پھر اسے وصفیت عارض ہو گئی ہو لہٰذا **اسود** اور **ارقم** دونوں وصف اور وزن فعل کی وجہ سے غیر منصرف ہیں کیونکہ ان دونوں کو اصل وضع میں وصف کے لیے ہی وضع کیا گیا ہے وہ اس طرح کہ **اسود** ہر کالی چیز کے لیے اور **ارقم** ہر چتکبری چیز کے لیے وضع کیا گیا ہے اگرچہ بعد میں یہ کالے اور چتکبرے سانپ کے نام بن گئے۔

"مررت بنسوۃ اربع" میں "اربع" منصرف ہے۔۔

یہاں سے مصنف علیہ الرحمہ ایک سوال کا جواب دے رہے ہیں۔

سوال: مررت بنسوۃ اربع میں اربع منصرف ہے حالانکہ اس میں دو سبب بھی پائے جارہے ہیں وصف اوروزن فعل، وصف تو اس لیے کہ وہ اس ترکیب میں "نسوۃ" کی صفت واقع ہورہا ہے اوروزن فعل اس لیے کہ "اَکْرَم" فعل کے وزن پر ہے لہٰذا اسے غیر منصرف ہونا چاہیے تھا؟

جواب: اگرچہ اس میں وصف پایا جارہا ہے لیکن یہ وصف، وصفِ اصلی نہیں ہے۔کیونکہ "اربع" اسمائے عدد میں سے ہے جسے عدد معین پر دلالت کرنے کے لیے وضع کیا گیا ہے جو تین سے اوپر اور پانچ سے نیچے ہے۔اگر یہ وصف اصلی ہوتا تو اس کی وضع ذات مبہم پر دلالت کے لیے ہوتی جبکہ اس کی وضع تو عدد معین کے لیے ہوئی ہے۔

تانیث کی تعریف اوراقسام:

وہ اسم ہے جس میں تانیث کی علامت پائی جائے ہو مؤنث کہلاتا ہے جیسے: نَاقَۃٌ (اونٹنی)

تانیث کی تین علامات ہیں: ا۔ گول تاء (ۃ) جیسے: بَقَرَۃٌ۔ ۲۔ الف مقصورہ جیسے: بُشْریٰ۔ ۳۔ الف ممدودہ جیسے: سَوْدَآءُ

جس اسم میں علامت تانیث لفظاً موجود ہو اسے مؤنث لفظی کہتے ہیں جیسے عَائِشَۃُ

جس اسم میں علامت تانیث لفظاً موجود نہ ہو لیکن اہل عرب اسے بطور مؤنث استعمال کرتے ہوں اسے مؤنث لفظی کہتے ہیں جیسے اَرْضٌ، شَمْسٌ

"واما التانیث۔۔الخ" کی وضاحت:

یہاں سے مصنف علیہ الرحمہ تانیث بالتاء کے بارے میں بیان کررہے ہیں۔ تاء تانیث اس گول تاء کو کہتے ہیں جس کے آخر میں لاحق ہوتی ہے اور حالت وقف میں ھاء بن جاتی ہے۔اس کے غیر منصرف ہونے کے لیے علمیت شرط ہے اسی لیے اسے الگ سے ذکر کیا کہ تانیث بالالف الممدودہ والمقصورہ کے غیر منصرف ہونے کے لیے علمیت شرط نہیں ہے۔ تانیث بالتاء کی طرح تانیث معنوی کے غیر منصرف ہونے کے لیے بھی علمیت شرط ہے لیکن فرق یہ ہے کہ تانیث بالتاء میں علمیت وجوب

تاثیر کے لیے شرط ہے یعنی علمیت پائی گئی تو اسے غیر منصرف پڑھنا واجب ہے لیکن تانیث معنوی میں علمیت وجوب تاثیر کے لے شرط نہیں ہے یعنی علمیت پائی گئی تو اسے غیر منصرف پڑھنا جائز ہے واجب نہیں۔

"ثم المعنوی--الخ" کی وضاحت:

یہاں سے مصنف علیہ الرحمہ بیان کر رہے ہیں کہ تانیث معنوی میں علمیت کے علاوہ وجوب تاثیر کے لیے تین شرائط میں سے ایک کا پایا جانا ضروری ہے وہ شرائط یہ ہیں:

1:۔۔وہ مؤنث معنوی علم ہونے کے ساتھ ساتھ تین حروف سے زائد ہو جیسے زَیْنَبُ

2:۔۔اوراگر تین حروف پر مشتمل ہو تو پھر اس کا درمیانی حرف متحرک ہو جیسے سَقَرُ

3:۔۔یا وہ علم عجمہ ہو جیسے مَاهُ اور جَوْرُ۔ اوراگر مؤنث معنوی میں علمیت تو ہو لیکن مذکورہ تین شرائط میں سے کوئی ایک بھی نہ پائی جائے تو اسے غیر منصرف پڑھنا جائز ہو گا واجب نہیں۔ کیونکہ وجوب کے لیے مذکورہ شرائط میں سے کسی ایک کا پایا جانا ضروری ہے جیسے ھند اس میں تانیث معنوی اور علمیت تو پائی جاری ہے لیکن تین شرائط میں سے کوئی ایک بھی نہیں پائی جارہی اس لیے اسے غیر منصرف پڑھنا جائز ہے واجب نہیں۔

"ھند" کو منصرف پڑھنا، جائز کیوں ہے؟

"هِنْدٌ" اوراس جیسے دوسرے وہ مؤنث معنوی علم جن میں مذکورہ تین شرائط میں سے کوئی شرط نہ پائی جائے تو انہیں منصرف پڑھنا بھی جائز ہے اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے مصنف علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: "لِاَجْلِ الْخِفَّةِ وَوُجُوْدِ السَّبَبَیْنِ" ایسے کلمے میں اگرچہ دو سبب تانیث اور علمیت پائے جاتے ہیں۔ لیکن مذکورہ تین شرائط میں سے کسی ایک کے بھی نہ پائے جانے کی وجہ سے خفت پیدا ہو جاتی ہے ثقل باقی نہیں رہتا۔ اس لیے اسے منصرف پڑھنا بھی جائز ہے جبکہ کلمے میں تین حروف سے زائد ہو جانا۔۔یا۔۔ تین حروف تو ہوں لیکن متحرک الاوسط ہونا۔۔یا۔۔ عجمہ ہونا ثقل کا باعث بنتا ہے لہٰذا ثقل اور دو سببوں کے پائے جانے کی وجہ سے انہیں غیر منصرف پڑھنا واجب ہے۔

تانیث بالالف مقصورہ دو سببوں کے قائم مقام۔۔

"والتانیث بالالف المقصورۃ" کی وضاحت:

یہاں سے مصنف علیہ الرحمہ الف مقصورہ اورالف ممدودہ کے ساتھ مؤنث ہونے والے کلمے کے بارے میں بیان کررہے ہیں کہ یہ اکیلے ہی دواسباب کے قائم مقام ہونے کی وجہ سے غیر منصرف ہوتے ہیں۔وجہ اس کی یہ ہے کہ الف مقصورہ اورالف ممدودہ جب کسی کلمے پر داخل ہوجاتے ہیں تواسے لازم ہوجاتے ہیں کسی حالت میں بھی اس سے جدانہیں ہوتے چاہے وقف کی حال ہویاغیر وقف کی حالت۔گویایہ لزوم دوسری تانیث کے بمنزلہ ہے لہٰذااس میں دوسبب جمع ہوجائیں گے ایک تانیث اوردوسرالزوم تانیث۔

معرفہ سے مراد کیاہے؟

"اما المعرفۃ" کی وضاحت:

یہاں سے مصنف علیہ الرحمہ کی مرادوہ معرفہ نہیں ہے جو نکرہ کے مقابلے میں ہو بلکہ معرفہ سے مرادوہ اسم ہے جو کسی معین ذات پر دلالت کرنے والاہو۔پس معرفہ کے سبب بننے کے لیے شرط ہے کہ وہ علم ہو۔

سوال: معرفہ کاسبب بننے کے لیے علم ہی کو کیوں شرط رکھاگیاہے معرفہ کی باقی اقسام شامل کیوں نہیں کی گئیں؟

جواب: معرفہ کے غیر منصرف ہونے کے لیے علم ہونااس لیے شرط ہے کہ معرفہ کی باقی اقسام میں سے بعض قسمیں مبنی ہیں جیسے اسمائے اشارات، مضمرات، اسمائے موصولہ، یہ غیر منصرف نہیں بن سکتیں کیونکہ غیر منصرف معرب کلمے ہوسکتے ہیں مبنی نہیں۔اور بعض قسمیں جیسے معرف باللام والالف غیر منصرف کو منصرف کے حکم میں کردیتے ہیں لہٰذا یہ بھی غیر منصرف کاسبب نہیں بن سکتے باقی رہامعرف بالنداء تو یہ نحویوں کے نزدیک معرف باللام کے حکم میں ہے لہٰذا یہ بھی غیر منصرف نہیں بن سکتا۔

معرفہ کس کے ساتھ جمع ہوسکتاہے؟

معرفہ وصف کے سوا تمام اسباب کے ساتھ جمع ہوسکتاہے۔وصف کے ساتھ اس لیے جمع نہیں ہوسکتا کہ وصف ذات مبہم پر دلالت کرتاہے جبکہ معرفہ معین ذات پر دلالت کرتاہے اور مبہم ومعین میں تضاد پایاجاتاہے۔

اَمَّا **الْعُجْمَةُ** فَشَرْطُهَا اَنْ تَكُوْنَ عَلَمًا فِي الْعُجْمَةِ وَزَائِدَةً عَلٰى ثَلٰثَةِ اَحْرُفٍ كَاِبْرَاهِيْمَ اَوْ ثُلَاثِيًّا مُتَحَرِّكَ الْاَوْسَطِ كَشَتَرَ فَلِجَامٌ مُنْصَرِفٌ لِعَدَمِ الْعَلَمِيَّةِ وَنُوْحٌ مُنْصَرِفٌ لِسُكُوْنِ الْاَوْسَطِ

اَمَّا **الْجَمْعُ** فَشَرْطُهٗ اَنْ يَّكُوْنَ عَلٰى صِيْغَةِ مُنْتَهَى الْجُمُوْعِ وَهُوَ اَنْ يَّكُوْنَ بَعْدَ اَلِفِ الْجَمْعِ حَرْفَانِ كَمَسَاجِدَ اَوْ حَرْفٌ مُشَدَّدٌ مِثْلُ دَوَابٌّ اَوْ ثَلٰثَةُ اَحْرُفٍ اَوْسَطُهَا سَاكِنٌ غَيْرُ قَابِلٍ لِلْهَاءِ كَمَصَابِيْحَ فَصِيَاقَلَةٌ وَفَرَازِنَةٌ مُنْصَرِفٌ لِقُبُوْلِهِمَا الْهَاءَ وَهُوَ اَيْضًا قَائِمٌ مَقَامَ السَّبَبَيْنِ اَلْجَمْعِيَّةِ وَلُزُوْمِهَا وَامْتِنَاعِ اَنْ يُّجْمَعَ مَرَّةً اُخْرٰى جَمْعَ التَّكْسِيْرِ فَكَاَنَّهٗ جُمِعَ مَرَّتَيْنِ

اَمَّا **التَّرْكِيْبُ** فَشَرْطُهٗ اَنْ يَّكُوْنَ عَلَمًا بِلَا اِضَافَةٍ وَلَا اِسْنَادٍ كَبَعْلَبَكَّ فَعَبْدُ اللّٰهِ مُنْصَرِفٌ وَمَعْدِيْكَرَبَ غَيْرُ مُنْصَرِفٍ وَشَابَ قَرْنَاهَا مَبْنِيٌّ

ترجمہ: بہر حال عجمہ اس کی شرط یہ ہے کہ وہ عجم میں علم ہو اور تین حروف سے زائد ہو جیسے ابراہیم یا ثلاثی متحرک الاوسط ہو جیسے شتر پس لجام منصرف ہے علمیت نہ ہونے کی وجہ سے اور نوح منصرف ہے ساکن الاوسط ہونے کی وجہ سے۔ بہر حال جمع اس کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ منتہی الجموع کے وزن پر ہو اور منتہی الجموع یہ ہے کہ الف جمع کے بعد اس میں دو حروف ہوں جیسے مساجد یا ایک حرف مشدد ہو جیسے دوابّ یا تین حرف ہوں جن کا اوسط ساکن ہو اور ھاء کو قبول نہ کرنے والا ہو جیسے مصابیح، پس لفظ صیاقلۃ اور فرازنۃ دونوں منصرف ہیں ھاء کو قبول کرنے کی وجہ سے اور یہ بھی دو سبب کے قائم مقام ہے اول جمع ہونا اور دوسرا جمع کے لیے لازم ہونا۔ اور ممتنع ہے جمع بنانا دوسری مرتبہ جمع مکسر تو گویا یہ دو مرتبہ جمع بنائی گئی ہے۔ بہر حال ترکیب اس کی شرط یہ ہے کہ وہ علم ہو بغیر اضافت اور بغیر اسناد کے جیسے بعلبک اور عبد اللہ منصرف ہے اور معدیکرب غیر منصرف اور شاب قرناھا مبنی ہے۔

تشریح:

عجمہ کی تعریف:

عجمہ کالغوی معنی ہے کند زبان ہونا جبکہ اصطلاحی طور پر عجمہ کہتے ہیں:"**كَوْنُ الْاِسْمِ مِمَّاوَضَعَهٗ غَيْرُالْعَرَبِ**"اسم کاان الفاظ میں سے ہونا جنہیں غیر عرب نے وضع کیا ہو۔

عجمہ کے غیر منصرف ہونے کی شرطیں: اس کی دو شرطیں ہیں:1۔ علم ہونا حقیقۃً ہو یا حکماً۔2:۔زائد علی الثلث ہونا جیسے **اِبْرَاهِيْمُ** یا متحرک الاوسط ہونا جیسے **شَتَرَ**

علمیت کی صورتیں: عجمہ کے علم ہونے کی تین صورتیں ہیں جن میں سے دو غیر منصرف اور ایک منصرف ہے۔

1. عجمہ میں بھی اور عربی کی طرف منتقل ہونے کے بعد بھی علم ہو جیسے **ابراھیم**، اسے حقیقۃً علم کہتے ہیں۔
2. عجمہ میں علم نہ ہو لیکن عربی کی طرف منتقل ہونے کے بعد کسی بھی تغیر و تبدل کے بغیر علم ہو گیا ہو جیسے **قالون**، یہ لغت عجم میں حقیقتاً علم نہ تھا بلکہ اس اسم جنس تھا اور ہر جید چیز کو **قالون** کہہ دیا جاتا تھا پھر عربی کی طرف منتقل ہونے کے بعد اسم جنس کے معنی میں استعمال ہونے سے پہلے ہی عمدہ قراءت کی وجہ سے قراء میں سے ایک قاری کا علم بن گیا اسے حکماً علم کہتے ہیں۔یہ دونوں قسمیں غیر منصرف کا سبب بنتی ہیں۔
3. نہ عجمہ میں علم ہو اور نہ ہی عربی کی طرف منتقل ہوتے وقت علم ہو بلکہ تغیر و تبدل کے بعد علم رکھا گیا ہو یہ غیر منصرف کا سبب نہیں بنتا۔

سوال: عجمہ میں علمیت شرط کیوں ہے؟

جواب: عجمہ چونکہ عربی کی طرف منتقل ہوتا ہے اس لیے ثقیل ہوتا ہے اور جس کلمے میں ثقل ہو اور وہ علم نہ ہو تو اہل عرب اس میں تصرف و تغیر کر دیتے ہیں لہٰذا عجمہ جب علم ہو گا تو اس میں کسی قسم کا تغیر و تصرف نہ ہو سکے گا اسی لیے عجمہ کے غیر منصرف ہونے کے لیے علم ہونا شرط لگا دی گئی ہے۔

"لجام" اور "نوح" منصرف ہے:

"**لِجَامٌ**"لغت عجم میں اسم جنس تھا جس کا معنی تھا لگام،اور اگر یہ لغتِ عرب میں علم بھی ہو جائے تب بھی منصرف ہی رہے گا کیونکہ یہ حقیقۃً علم ہے اور نہ ہی حکماً۔حقیقۃً علم نہ ہونا تو ظاہر ہے اور حکماً علم نہ ہونا اس طرح ہے کہ اب اگر اسے کسی کا علم رکھ بھی دیا جائے تب بھی یہ معنی جنسی میں مستعمل ہونے کے بعد ہو گا۔

"نُوح" لغت عجم میں نبی علیہ السلام کا علم ہے اور عجمہ بھی، لیکن اس کے غیر منصرف ہونے کے لے دوسری شرط میں دوصورتوں میں سے کوئی ایک بھی نہیں پائی جارہی یعنی نہ تو یہ تین حروف سے زائد ہے اور نہ ہی متحرک الاوسط ہے۔ لہٰذا لفظ نوح بھی منصرف ہے۔

نوٹ: ملائکہ اورانبیاء کرام علیہم السلام کے نام غیر منصرف ہیں سوائے سات انبیاء کرام کے۔ان میں سے تین عربی ہیں: **محمد** (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) **صالح** اور **شعیب** اور چار عجمی ہیں: **نوح**، **لوط**، **ھود** اور **شیث** علیہم السلام۔

جمع کی تعریف: جمع کا لغوی معنی ہے اکٹھا کرنا جبکہ اصطلاحی طور پر کسی اسم کے مفرد میں تبدیلی کرنے کی وجہ سے بہت سارے افراد پر دلالت کرنے والا ہونا۔

جمع منتھی الجموع: اس کا لغوی معنی ہے جمع کی آخری جمع، نحویوں کے نزدیک وہ جمع جس کے بعد دوسری جمع تکسیر نہ بنائی جاسکے۔اس کے غیر منصرف ہونے کے لیے دوسرا سبب ضروری نہیں ہے کیونکہ یہ اکیلی ہی دوسببوں کے قائم مقام ہے۔

جمع منتھی الجموع کے اوزان:

1. پہلا اور دوسرا حرف مفتوح ہو اور تیسری جگہ الف اور اس کے بعد دوحروف متحرک ہوں جن میں سے پہلا مکسور ہو جیسے مَسْجِدٌ سے مَسَاجِدُ
2. پہلا اور دوسرا حرف مفتوح ہو اور تیسری جگہ الف اور اس کے بعد ایک حرف مشدد ہو جیسے **دَابَۃٌ** سے **دَوَابٌّ**
3. پہلا اور دوسرا حرف مفتوح ہو اور تیسری جگہ الف اور اس کے بعد تین حروف ہوں جس میں سے پہلا مکسور اور درمیانی حرف ساکن ہو جیسے مِصْبَاحٌ سے مَصَابِیْحُ

<u>جمع منتھی الجموع کے لیے ایک شرط یہ بھی ہے</u> کہ یہ ایسی تاء کو قبول نہ کرے جو حالت وقف میں ھاء بن جائے جیسے **صیاقلۃ** جمع ہے **صیقل** کی اور **فرازنۃ** جمع ہے **فرزین** کی۔یہ دونوں منصرف ہیں کیونکہ یہ تائے تانیث کو قبول کرتے ہیں جو حالت وقف میں ھاء ہو جاتی ہے۔یہ شرط اس لیے لگائی گئی کہ اگر اس کے آخر میں ایسی تاء ہو جو حالت وقف میں ھاء بن جاتی ہو تو اس کا وزن میں ان مفردات کے ساتھ التباس ہو جائے گا جن کے آخر میں ھاء ہوتی ہے اس طرح اس کی جمع میں فتور اور ضعف

آجائے گا لہٰذا یہ غیر منصرف کا سبب نہیں بن سکے گی جیسے **صَيَاقِلَةٌ** اور **فَرَازِنَةٌ** کا التباس **طَوَاعِيَةٌ** اور **كَرَاهِيَةٌ** سے ہو رہا ہے اور یہ دونوں مفرد ہیں۔

جمع منتہی الجموع دواسباب کے قائم مقام ہے:

الف مقصورہ وممدودہ کی طرح جمع منتہی الجموع بھی دواسباب کے قائم مقام ہے ایک جمع ہونا اور دوسرا جمع کالزوم۔ جمع کے لزوم سے مراد یہ ہے کہ جو اسم جمع منتہی الجموع ہو اس کی جمع تکسیر نہ بن سکتی تو گویا وہ ایسا اسم ہو گیا جو دوبار جمع بنایا گیا ہو یعنی اس میں جمع کی تکرار ہو جیسے "**اَكَالِبُ**" جمع ہے "**اَكْلُبٌ**" کی اور "**اَكْلُبٌ**، **كَلْبٌ** کی جمع ہے۔ اسی طرح "**اَسَاوِرُ**" جمع "**اَسْوِرَةٌ**" کی اور "**اَسْوِرَةٌ**" جمع ہے "**سِوَارٌ**" کی۔

تنبیہ: جمع منتہی الجموع کی جمع تکسیر ممتنع ہے جمع سالم نہیں جیسے "**صَاحِبَةٌ**" کی جمع ہے "**صَوَاحِبُ**" اور "**صَوَاحِبُ**" کی جمع سالم "**صَوَاحِبَاتٌ**" بن سکتی ہے لیکن جمع تکسیر نہیں بن سکتی۔

ترکیب کی تعریف: ترکیب کا لغوی معنی ہے اکٹھا کرنا جبکہ اصطلاحی طور پر ترکیب کہتے ہیں: "**جعل الكلمتين اواكثر كلمة واحدة بدون حرفية احدالجزئين**" دو یا دو سے زائد کلموں کا اس طرح ایک کلمہ بنانا کہ ان میں سے کوئی جزء حرف نہ ہو۔

ترکیب کے غیر منصرف ہونے کے لیے شرائط: اس کے لیے دو شرطیں ہیں۔

1. علم ہونا۔
2. ترکیب اضافی اور اسنادی نہ ہو۔

سوال: ترکیب کے غیر منصرف ہونے کے لیے علمیت ہونا اور اضافت واسناد کا نہ ہونا کیوں ضروری ہے؟

جواب: تغیر و تبدل سے محفوظ کرنے کے لیے علمیت شرط رکھی گئی ہے تاکہ ترکیب، زوال سے محفوظ ہو کر غیر منصرف کا سبب بن سکے، کیونکہ جو علم ہو تا اہل عرب اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں کرتے۔ اضافت چونکہ غیر منصرف کو منصرف کے حکم میں کر دیتی ہے لہٰذا یہ غیر منصرف میں بھی مؤثر نہ ہو گی اسی لیے اضافت کی نفی کی کر دی گی۔ اور ترکیب اسنادی اگر کسی کا علم ہو گی تو مبنی ہو گی اور غیر منصرف ہونا معرب کی قسم ہے لہٰذا اسناد کی بھی نفی کر دی گی۔

مصنف کی دی ہوئی مثالوں کی وضاحت:

بَعْلَبَکّ:"بَعْل" ایک بت کا نام ہے جبکہ "**بَکّ**" بادشاہ کا نام ہے جو اس کی پوجا کرتا تھا۔"**بَکّ**" بادشاہ نے جب شہر کی تعمیر کروائی تو اس نے بت اور اپنے نام کو ملا کر شہر کا نام رکھ دیا اور یوں بلا اسناد واضافت بن گیا"**بَعْلَبَکّ**"۔یہ علم ہونے اور اسناد واضافت کے نہ ہونے کی وجہ سے غیر منصرف ہے۔

عَبْدُاللّٰہِ:اس مثال میں علمیت والی شرط تو پائی جارہی ہے لیکن بلا اضافت والی شرط نہیں پائی جارہی اس لیے منصرف ہے۔

مَعْدِیْکَرَب:یہ دو اسموں مَعْدِیْ اور کَرَب سے بلا اسناد واضافت کے مرکب ہے اور علم بھی ہے لہٰذا ترکیب کی دونوں شرائط کے پائے جانے کی وجہ سے غیر منصرف ہے۔

شَابَ قَرْنَاھَا:اس کا لغوی معنی ہے اس کے دونوں گیسو سفید ہوگئے۔پھر ایک عورت کے دو گیسو سفید ہونے کی وجہ سے "شَابَ قَرْنَاھَا" نام رکھ دیا گیا۔اگرچہ اس میں علمیت ہونا اور اضافت نہ ہونا پایا جارہا ہے لیکن مرکب اسنادی ہونے کی وجہ سے مبنی ہے غیر منصرف نہیں۔

اَمَّا **الْاَلِفُ وَالنُّوْنُ الزَّائِدَتَانِ** اِنْ کَانَتَا فِیْ اِسْمٍ فَشَرْطُہٗ اَنْ یَّکُوْنَ عَلَمًا کَعِمْرَانَ عُثْمَانَ فَسَعْدَانٌ اِسْمُ نَبْتٍ مُنْصَرِفٌ لِعَدَمِ الْعَلَمِیَّۃِ وَاِنْ کَانَتَا فِیْ صِفَۃٍ فَشَرْطُہٗ اَنْ لَا یَکُوْنَ مُؤَنَّثُہٗ عَلٰی فَعْلَانَۃٍ کَسَکْرَانَ فَنَدْمَانٌ مُنْصَرِفٌ لِوُجُوْدِ نَدْمَانَۃٍ اَمَّا **وَزْنُ الْفِعْلِ** فَشَرْطُہٗ اَنْ یُّخْتَصَّ بِالْفِعْلِ وَلَا یُوْجَدُ فِی الْاِسْمِ اِلَّا مَنْقُوْلًا عَنِ الْفِعْلِ کَشَمَّرَ وَضَرَبَ وَاِنْ لَمْ یُخْتَصَّ بِہٖ فَیَجِبُ اَنْ یَّکُوْنَ فِیْ اَوَّلِہٖ اِحْدٰی حُرُوْفِ الْمُضَارِعَۃِ وَلَا یَدْخُلُہُ الْھَاءُ کَاَحْمَدَ وَیَشْکُرَ وَتَغْلِبَ وَنَرْجَسَ فَیَعْمَلٌ مُنْصَرِفٌ لِقُبُوْلِھَا الْھَاءَ کَقَوْلِھِمْ نَاقَۃٌ یَعْمَلَۃٌ **وَاعْلَمْ** اَنَّ کُلَّ مَا شُرِطَ فِیْہِ الْعَلَمِیَّۃُ وَھُوَ الْمُؤَنَّثُ بِالتَّاءِ وَالْمَعْنَوِیُّ وَالْعُجْمَۃُ وَالتَّرْکِیْبُ وَالْاِسْمُ الَّذِیْ فِیْہِ الْاَلِفُ وَالنُّوْنُ الزَّائِدَتَانِ اَوْلَمْ یَشْتَرِطْ فِیْہِ ذٰلِکَ وَاجْتَمَعَ مَعَ سَبَبٍ وَاحِدٍ فَقَطْ وَھُوَ الْعَلَمُ الْمَعْدُوْلُ

وَوَزْنُ الْفِعْلِ اِذَانُكِّرَصُرِفَ اَمَّافِي الْقِسْمِ الْاَوَّلِ فَلِبَقَاءِالْاِسْمِ بِلَاسَبَبٍ وَاَمَّافِي الثَّانِي فَلِبَقَايِهِ عَلٰى سَبَبٍ وَاحِدٍتَقُوْلُ جَاءَنِي طَلْحَةُ وَطَلْحَةٌ اٰخَرُوَقَامَ عُمَرُوَعُمَرٌاٰخَرُوَضَرَبَ اَحْمَدُ وَاَحْمَدٌ اٰخَرُوَكُلٌّ مَالَايَنْصَرِفُ اِذَااُضِيْفَ اَوْدَخَلَهُ اللَّامُ فَدَخَلَهُ الْكَسْرَةُ نَحْوُمَرَرْتُ بِاَحْمَدِكُمْ وَبِالْاَحْمَدِ

ترجمہ: بہر حال الف نون زائدتان اگر ایک اسم میں ہوں تو شرط یہ ہے کہ وہ علم ہو جیسے عمران عثمان پس سعدان جو ایک بوٹی کا نام ہے منصرف ہے علمیت نہ پائے جانے کی وجہ سے اور اگر دونوں صفت میں ہوں تو شرط یہ ہے کہ اس کی مؤنث فعلانۃ کے وزن پر نہ ہو جیسے سکران پس ندمان منصرف ہے ندمانۃ کے پائے جانے کی وجہ سے۔ بہر حال وزن فعل اس کے لیے شرط یہ ہے کہ اسے خاص کیا گیا ہے فعل کے ساتھ اور اسم میں نہ پایا جائے مگر فعل سے نقل کیا گیا ہو جیسے شمر اور ضرب۔ اور اگر فعل کے ساتھ مختص نہ کیا گیا ہو تو ضروری ہے کہ اس کے شروع میں حروف مضارع میں سے کوئی ایک ہو اور اس میں ھاء داخل نہ ہوتی ہو جیسے احمد اور یشکر اور تغلب اور نرجس۔ پس یعمل منصرف ہے اس کے ھاء کو قبول کرنے کی وجہ سے جیسے ان کا قول ناقۃ یعملۃ۔ اور تو جان کہ ہر وہ سبب جس میں علمیت شرط رکھی گئی ہے اور وہ مؤنث بالتاء، مؤنث معنوی، عجمہ، ترکیب اور ایسا اسم ہے جس میں الف نون زائدتان ہو۔ یا وہ سبب جس میں علمیت شرط نہیں اور وہ صرف ایک سبب کے ساتھ جمع ہو جاتا ہے اور وہ علم معدول اور وزن فعل ہے جب ان کو نکرہ کر دیا جائے گا تو منصرف ہو جائیں گے بہر حال پہلی قسم میں تو اس لیے کہ اسم بلا سبب کے باقی رہ جاتا ہے اور دوسری قسم میں ایک سبب کے باقی رہ جانے کی وجہ سے جیسے تو کہے جَاءَنِي طَلْحَةُ وَطَلْحَةٌ اٰخَرُ وَقَامَ عُمَرُوَعُمَرٌاٰخَرُ وَضَرَبَ اَحْمَدُ وَاَحْمَدٌ اٰخَرُ اور ہر وہ اسم جو غیر منصرف ہو جب وہ دوسرے اسم کی طرف مضاف کیا جائے یا اس پر لام داخل ہو جائے تو اس پر کسرہ آسکتا ہے جیسے مررت باحمدکم اور بالاحمد۔

تشریح:

الف نون زائد تان اسم اور صفت میں۔۔

الف نون زائد تان اگر اسم میں ہو تو اس کے غیر منصرف ہونے کے لیے شرط ہے کہ وہ علم ہو جیسے **عُثْمَانُ** اور اگر صفت میں ہو تو اس کے لیے شرط ہے کہ اس کی مؤنث **فَعْلَانَةٌ** کے وزن پر نہ ہو۔ جیسے **سَكْرَانُ** یہ غیر منصرف ہے کیونکہ اس کی مؤنث **سَكْرىٰ** آتی ہے نہ کہ **سَكْرَانَةٌ**

سوال: الف نون زائد تان اسم میں ہو تو علمیت کی شرط کیوں رکھی گئی ہے؟

جواب: کیونکہ علم کی وجہ سے اسم میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں کی جاتی اور جب اس میں تبدیلی نہیں ہو گی تو الف نون زائد تان اسم کو لازم ہو کر سبب بھی بن جائے گا جیسے **عمران** اور **عثمان** دونوں علم ہیں لہٰذا غیر منصرف ہیں۔

الف نون زائد تان ہونے کے باوجود منصرف۔۔۔

مصنف علیہ الرحمہ نے الف نون زائد تان جو اسم اور صفت میں ہو ان میں سے ہر ایک کی ایک ایک مثال پیش کی ہے۔ اسم کی مثال **سَعْدَانُ** ہے جو کہ ایک بوٹی کا نام ہے اس میں اگرچہ الف نون زائد تان ہے لیکن یہ علم نہیں بلکہ اسم جنس ہے لہٰذا منصرف ہے۔ اور صفت کی مثال **نَدْمَانُ** بمعنی **نَدِيْم** ہے اس کے آخر میں اگرچہ الف نون زائد تان ہے لیکن اس کی مؤنث **نَدْمَانَةٌ** آتی ہے جو **فَعْلَانَةٌ** کے وزن پر ہے لہٰذا یہ بھی منصرف ہے اور اگر **نَدْمَانُ** بمعنی **نَادِم** ہو تو بالاتفاق غیر منصرف ہے کیونکہ اس کی مؤنث **نَدْمىٰ** آتی ہے **نَدْمَانَةٌ** نہیں۔

وزن فعل سے کیا مراد ہے؟

وزن فعل سے مراد کسی اسم کا ایسے وزن پر ہونا ہے جو فعل کے اوزان میں سے شمار کیا جاتا ہو۔ اس کے غیر منصرف میں مؤثر ہونے کے لیے دو شرطوں میں سے ایک کا پایا جانا ضروری ہے وہ دو شرطیں یہ ہیں:

1. وہ وزن فعل کے ساتھ خاص ہو۔ اور اس کے خاص ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ وزن اصل وضع کے اعتبار سے فعل کے ساتھ خاص ہو پھر فعل سے اسم کی طرف نقل ہوا ہو جیسے "**شَمَّرَ**" یہ وزن باب تفعیل کے فعل ماضی کے صیغہ واحد مذکر غائب کے ساتھ خاص ہے جس کا معنی ہے اس نے "دامن سمیٹا"۔ پھر فعل سے اسم کی طرف نقل کر کے گھوڑے کا نام رکھ دیا گیا لہٰذا علمیت اور وزن فعل کی وجہ سے غیر منصرف ہو گا۔ اسی طرح "**ضُرِبَ**" یہ وزن فعل

ماضی مجہول کے صیغہ واحد مذکر غائب کے ساتھ خاص ہے۔ اگر اسے کسی مرد کا نام رکھ دیا جائے تو علمیت اور وزن فعل کی وجہ سے غیر منصرف ہو گا اور اگر کسی عورت کا نام رکھ دیا جائے تو علمیت و تانیث کی وجہ سے غیر منصرف ہو گا۔

2. اگر وہ وزن فعل کے ساتھ خاص نہ ہو تو اس کے شروع میں حروف مضارعہ ہونا ضروری ہے اور اس کے آخر میں ھاء نہ ہو یعنی ایسی تائے تانیث نہ ہو جو حالتِ وقف میں ھاء بن جاتی ہو۔ جیسے **اَحْمَدُ، یَشْکُرُ، تَغْلَبُ** اور **نَرْجَسُ** یہ چاروں علمیت اور وزن فعل کی وجہ سے غیر منصرف ہیں۔

سوال: وزن کا فعل کے ساتھ خاص ہونے کی شرط کیوں لگائی گئی ہے؟

جواب: اس کی وجہ یہ ہے کہ فعل کے ساتھ خاص ہونے والے وزن کا اسم میں پایا جانا خلاف عادت ہے اور خلاف عادت ہونے کی وجہ سے اس میں ثقل پایا جائے گا لہٰذا اسی ثقل کی وجہ سے یہ غیر منصرف کا سبب بن جائے گا۔

سوال: مصنف علیہ الرحمہ نے فعل ماضی مجہول کی مثال کیوں دی؟ معروف کی کیوں نہیں دی۔

جواب: فعل ماضی معروف کا صیغہ "**ضَرَبَ**" فعل کے ساتھ خاص نہیں ہے کیونکہ یہ وزن اسم میں بھی پایا جاتا ہے جیسے **فَرَسٌ، شَجَرٌ** اور **حَجَرٌ** وغیرہ، آخری حرکت کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا۔

سوال: حروف مضارعہ اور ھاء کی شرط کیوں لگائی؟

جواب: حروف مضارعہ میں سے کسی ایک کا ہونا اس لیے کہ وہ وزن فعل کے ساتھ خاص ہو جائے کیونکہ حروف مضارعہ فعل کے خواص میں سے ہیں اور جب یہ فعل کے شروع میں آجائیں گے تو وہ وزن بھی فعل کے ساتھ خاص ہو جائے گا۔ اور تائے تانیث کی شرط اس لیے لگائی تاکہ وہ وزن فعل کے اوزان میں سے نکل کر اسم کے اوزان میں داخل نہ ہو جائے کیونکہ تائے تانیث متحرکہ اسم کے خواص میں سے ہے۔

یعمل، منصرف ہے:

"**یَعْمَلٌ**" وزن فعل اور وصف اصلی کے باوجود منصرف ہے تائے تانیث کو قبول کرنے کی وجہ سے جیسے کہا جاتا ہے "**نَاقَةٌ یَعْمَلَةٌ**"، اور اگر "**یَعْمَل**" کسی مرد کا نام رکھ دیا جائے تب غیر منصرف ہو گا کیونکہ اس وقت یہ تاء کو قبول نہیں کرے گا۔

اسباب کی تاثیر کے ختم ہونے کا بیان:

جن اسباب جن کے غیر منصرف ہونے کے لیے علمیت شرط ہے وہ چار ہیں: مؤنث بالتاء، مؤنث معنوی، عجمہ، ترکیب اور ایسا اسم جس میں الف نون زائد تان ہو۔ اور جن اسباب کے غیر منصرف ہونے میں علمیت مؤثر تو ہے لیکن شرط نہیں ہے وہ دو ہیں: عدل اور وزن فعل۔ جب انہیں نکرہ بنا دیا جائے تو یہ منصرف ہو جاتے ہیں کیونکہ جن اسباب کے غیر منصرف ہونے کے لیے علمیت شرط ہے وہ بغیر سبب کے رہ جاتے ہیں اور جن میں علمیت شرط نہیں ہے وہ ایک سبب پر باقی رہ جاتے ہیں لہٰذا دونوں طرح کے اسباب منصرف ہو جائیں گے۔

علم کو نکرہ بنانے کی دو صورتیں:

1. ایک ہی نام کی جماعت میں سے کسی غیر معین فرد کو مراد لینا مثلاً کہنا "جَاءَنِی طَلْحَةُ وطَلْحَةٌاٰخَرُوَقَامَ عُمَرُوَعُمَرٌاٰخَرُوَضَرَبَ اَحْمَدُوَاَحْمَدٌاٰخَرُ۔ ان مثالوں میں پہلا لفظ تو متعین ہونے کی وجہ سے غیر منصرف ہے جبکہ دوسرے غیر متعین ہونے کی وجہ سے منصرف ہے۔
2. علم بول کر مشہور وصف مراد ہونہ کہ غیر معین فرد۔ جیسے لِکُلِّ فِرْعَوْنٍ مُوْسیٰ (ہر فرعون کے لیے ایک موسیٰ ہے۔) اس مثال میں فرعون سے متعین فرد نہیں بلکہ فرعون کا وصف مراد ہے۔

غیر منصرف پر کسرہ آسکتی ہے:

غیر منصرف پر اس وقت کسرہ آسکتی ہے جب دوسرے اسم کی طرف مضاف ہو یا اس پر الف لام آجائے جیسے مَرَرْتُ بِاَحْمَدِکُمْ وَبِالْاَحْمَدِ

سوال: الف لام اور اضافت کی وجہ سے غیر منصرف پر کسرہ کیوں آسکتی ہے؟

جواب: غیر منصرف پر کسرہ نہ پڑھنے کی وجہ فعل کے ساتھ مشابہت تھی لیکن جب اس کی اضافت ہو یا اس پر الف لام داخل ہو تو فعل کے ساتھ مشابہت کمزور ہو جاتی ہے کیونکہ الف لام اور اضافت اسم کی علامتیں ہیں لہٰذا غیر منصرف پر کسرہ آسکتی ہے۔

اَلْمَقْصَدُ الْاَوَّلُ فِی الْمَرْفُوْعَاتِ

اَلْاَسْمَاءُ الْمَرْفُوْعَاتُ ثَمَانِيَّةُ اَقْسَامٍ اَلْفَاعِلُ وَمَفْعُوْلُ مَالَمْ يُسَمَّ فَاعِلُهٗ وَالْمُبْتَدَاُ وَالْخَبَرُ وَخَبَرُ اِنَّ وَاَخَوَاتِهَا وَاِسْمُ كَانَ وَاَخَوَاتِهَا وَاِسْمُ مَا وَلَا الْمُشَبَّهَتَيْنِ بِلَيْسَ وَخَبَرُ لَا الَّتِیْ لِنَفْیِ الْجِنْسِ **فَصْلٌ** اَلْفَاعِلُ كُلُّ اِسْمٍ قَبْلَهٗ فِعْلٌ اَوْصِفَةٌ اُسْنِدَ اِلَيْهِ عَلٰی مَعْنًی اَنَّهٗ قَامَ بِهٖ لَا وَقَعَ عَلَيْهِ نَحْوُ قَامَ زَيْدٌ وَزَيْدٌ ضَارِبٌ اَبُوْهُ عَمْرًا وَمَا ضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًا وَكُلُّ فِعْلٍ لَابُدَّ لَهٗ مِنْ فَاعِلٍ مَرْفُوْعٍ مُظْهَرٍ كَذَهَبَ زَيْدٌ اَوْ مُضْمَرٍ بَارِزٍ كَضَرَبْتُ زَيْدًا اَوْ مُسْتَتِرٍ كَزَيْدٌ ذَهَبَ وَاِنْ كَانَ الْفِعْلُ مُتَعَدِّيًا كَانَ لَهٗ مَفْعُوْلٌ بِهٖ اَيْضًا نَحْوُ ضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًا وَاِنْ كَانَ الْفَاعِلُ مُظْهَرًا وُحِّدَ الْفِعْلُ اَبَدًا نَحْوُ ضَرَبَ زَيْدٌ وَضَرَبَ الزَّيْدَانِ وَضَرَبَ الزَّيْدُوْنَ وَاِنْ كَانَ مُضْمَرًا وُحِّدَ لِلْوَاحِدِ نَحْوُ زَيْدٌ ضَرَبَ وَثُنِّیَ لِلْمُثَنّٰی نَحْوُ اَلزَّيْدَانِ ضَرَبَا وَجُمِعَ لِلْجَمْعِ نَحْوُ اَلزَّيْدُوْنَ ضَرَبُوْا

ترجمہ: پہلا مقصد مرفوعات کے بارے میں: مرفوع اسماء کی آٹھ قسمیں ہیں: فاعل، مفعول مالم یسم فاعلہ، مبتداء، خبر، ان اوراس کے اخوات کی خبر، کان اوراس کے اخوات کا اسم، ماولا مشابہ بلیس کا اسم اور لائے نفی جنس کی خبر۔ **فصل:** فاعل ہر وہ اسم ہے جس سے پہلے کوئی فعل ہو یا ایسی صفت ہو جو اس اسم کی جانب مسند ہو اس طور پر کہ وہ فعل یا صفت اس اسم کے ساتھ قائم ہو جیسے **قام زید** اور **زید ضارب ابوہ عمرا** اور **ماضرب زید عمرا** اور ہر فعل کے لیے فاعل کا ہونا ضروری ہے چاہے وہ مظہر ہو جیسے **ذهب زید** یا بارز ہو جیسے **ضربت زیدا** یا ضمیر مستتر ہو جیسے **زید ذهب** اور اگر فعل متعدی ہو تو اس کے لیے مفعول بہ بھی ہو گا جیسے **ضرب زید عمرا** اور اگر فاعل اسم ظاہر ہو تو فعل ہمیشہ واحد لایا جائے گا جیسے **ضرب زید** اور **ضرب الزیدان** اور **ضرب الزیدون**۔ اور اگر فاعل مضمر ہو تو فعل کو فاعل واحد کے لیے واحد لایا جائے گا جیسے

زیدضرب اور فاعل مثنی کے لیے فعل تثنیہ لایاجائے گا جیسے الزیدان ضربا اور جمع کے لیے فعل کو جمع لایاجائے گا جیسے الزیدون ضربوا

تشریح:

مصنف علیہ الرحمہ مقاصدِ ثلاثہ میں سے مقصد اول کو بیان کررہے ہیں جس میں مرفوعات کے بارے میں تفصیل سے کلام ہوگا۔ مرفوعات چونکہ اکثر طور پر مسند الیہ ہوتے ہیں اور مسند الیہ کلام میں عمدہ ہوتا ہے اس لیے انہیں منصوبات اور مجرورات پر مقدم کردیا گیاہے۔ مرفوعات کی آٹھ قسمیں ہیں جنہیں مصنف علیہ الرحمہ نے کتاب میں بیان کردیاہے اب ہر ایک کی تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

فاعل کی وضاحت:

ہر وہ اسم جس سے پہلے فعل یاشبہ فعل ہواور اس کی اسناد اس اسم کی طرف ہو اس طرح کہ وہ فعل اس اسم کے ساتھ قائم ہونہ کہ اس پر واقع ہو فاعل کہلاتاہے جیسے "**قَامَ زَیْدٌ**" میں "**زید**" اسم ہے اور فاعل ہے کیونکہ اس سے پہلے "**قام**" فعل لازم ہے جو اس کی طرف مسند ہے اس طرح کہ وہ فعل اس کے ساتھ قائم ہے نہ کہ اس پر واقع ہے۔ اسی طرح "**زَیْدٌ ضَارِبٌ اَبُوْہٗ عَمْرًا**" میں "**ابوہ**" اسم ہے اور فاعل ہے کیونکہ اس سے پہلے شبہ فعل "**ضارب**" ہے جو اس کی طرف مسند ہے اس طور پر کہ "**ضرب**" والا فعل اس کے ساتھ قائم ہے نہ کہ اس پر واقع ہے۔ اسی طرح "**مَاضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًا**" میں "**زید**" اسم ہے اور فاعل ہے فعل متعدی منفی "**مَاضَرَبَ**" کا جس کی نسبت زید کی طرف اس طور پر ہورہی ہے کہ وہ اس اسم کے ساتھ قائم ہے نہ کہ اس پر واقع ہے۔

فاعل کی تعریف کے فوائد قیود:

کل اسم: جنس ہے جو معرّف وغیر معرّف سب کو شامل ہے۔

قبلہ فعل اورصفۃ: پہلی فصل ہے اس سے وہ اسم نکل گیا جس سے پہلے فعل یاصفت نہ ہو۔ جیسے زیداخوک اور زید قام۔

اسندالیہ: فصل ثانی ہے جس سے وہ اسم نکل گیا جس سے پہلے فعل تو ہو لیکن اس کی نسبت اسم کی طرف بالتبع ہو جیسے **ضرب زیدزید**، اس مثال میں زید ثانی سے پہلے فعل تو ہے لیکن اس کی فعل کی نسبت اول زید کی طرف بالاصالۃ ہے اور ثانی کی طرف بالتبع ہے لہٰذا اسے فاعل نہیں کہیں گے۔

علی معنی انہ قام بہ لا وقع علیہ: فصل ثالث ہے جس سے وہ اسم نکل گیا جس سے پہلے فعل یا شبہ فعل ہو اور اس کی نسبت بھی اسم کی طرف ہو لیکن یہ نسبت بطور قیام نہ ہو بلکہ بطور وقوع ہو جیسے نائب الفاعل۔ فعل کی مثال: **ضُرِبَ زَیْدٌ**، اس میں زید کے ساتھ فعل قائم نہیں ہے بلکہ زید پر واقع ہے اس لیے زید فاعل نہیں ہے۔ صفت کی مثال: **زَیْدٌ مَضْرُوْبٌ غُلَامُہٗ**، اس میں **غلامہ** کے ساتھ شبہ فعل **مضروب** قائم نہیں ہے بلکہ اس پر واقع ہے اس لیے **غلامہ** فاعل نہیں ہے۔

"وَکُلّ فعل لابد--الخ" کی وضاحت:

یہاں سے مصنف علیہ الرحمہ بیان کر رہے ہیں کہ ہر فعل کے لیے فاعل کا ہونا ضروری ہے چاہے فعل لازم ہو یا متعدی۔ اسی طرح فاعل مظہر بھی ہو سکتا ہے جیسے **ذَھَبَ زَیْدٌ** میں "**زَیْدٌ**"۔ اور ضمیر بارز بھی ہو سکتا ہے جیسے **ضَرَبْتُ زَیْداً** میں "**تُ**" ضمیر بارز۔ اور ضمیر مستتر بھی ہو سکتا ہے جیسے **زَیْدٌ ذَھَبَ** میں **ھُوَ** ضمیر جو **ذَھَبَ** فعل میں مستتر ہے۔

سوال: ہر فعل کے لیے فاعل کا ہونا کیوں ضروری ہے؟

جواب: کیونکہ فعل عرض ہے اور عرض کے لیے ضروری ہے کہ وہ کسی چیز کے ساتھ قائم ہو لہٰذا ہر فعل کے لیے فاعل کا ہونا ضروری کرار دیا گیا۔

"وان کان الفعل متعدیا--الخ" کی وضاحت:

یہاں سے مصنف علیہ الرحمہ بیان کر رہے ہیں کہ جس طرح ہر فعل کے لیے فاعل کا ہونا ضروری ہے اسی طرح فعل متعدی کے لیے مفعول بہ کا ہونا بھی ضروری ہے جیسے **ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًا** میں **عَمْرًا**۔

فعل واحد، تثنیہ اور جمع کب لایا جائے گا؟

اگر فاعل مظہر ہو تو فعل ہمیشہ واحد لایا جائے گا جیسے **ضَرَبَ زَیْدٌ، ضَرَبَ الزَّیْدَانِ، ضَرَبَ الزَّیْدُوْنَ**

اوراگر فاعل اسم ضمیر ہو تو فعل کو ضمیر کے مرجع کے مطابق لایا جائے گا جیسے زَیْدٌ ذَھَبَ، اَلزَّیْدَانِ ذَھَبَا، اَلزَّیْدُوْنَ ذَھَبُوْا۔ پہلی مثال میں ضمیر کا مرجع واحد ہے اس لیے فاعل بھی واحد لائے دوسری مثال میں ضمیر کا مرجع تثنیہ ہے اس لیے فعل بھی تثنیہ لائے اور تیسری مثال میں ضمیر کا مرجع جمع ہے اس لیے فعل بھی جمع لائے۔

متن: وَاِنْ کَانَ الْفَاعِلُ مُؤَنَّثًا حَقِیْقِیًّا وَھُوَمَا بِاِزَائِہٖ ذَکَرٌ مِنَ الْحَیَوَانِ اُنِّثَ الْفِعْلُ اَبَدًا اِنْ لَمْ تَفْصِلْ بَیْنَ الْفِعْلِ وَالْفَاعِلِ نَحْوُ قَامَتْ ھِنْدٌ وَاِنْ فَصَّلْتَ فَلَکَ الْخِیَارُ فِي التَّذْکِیْرِ وَالتَّانِیْثِ نَحْوُ ضَرَبَ الْیَوْمَ ھِنْدٌ وَاِنْ شِئْتَ قُلْتَ ضَرَبَتِ الْیَوْمَ ھِنْدٌ وَکَذٰلِکَ فِي الْغَیْرِ الْحَقِیْقِيِّ نَحْوُ طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَاِنْ شِئْتَ قُلْتَ طَلَعَ الشَّمْسُ ھٰذَا اِذَا کَانَ الْفِعْلُ مُسْنَدًا اِلَی الْمُظْھَرِ وَاِنْ کَانَ مُسْنَدًا اِلَی الْمُضْمَرِ اُنِّثَ اَبَدًا نَحْوُ اَلشَّمْسُ طَلَعَتْ وَجَمْعُ التَّکْسِیْرِ کَالْمُؤَنَّثِ الْغَیْرِ الْحَقِیْقِيِّ تَقُوْلُ قَامَ الرِّجَالُ وَاِنْ شِئْتَ قُلْتَ قَامَتِ الرِّجَالُ وَالرِّجَالُ قَامَتْ وَیَجُوْزُ فِیْہِ الرِّجَالُ قَامُوْا

ترجمہ: اگر فاعل مؤنث حقیقی ہو۔ اور فاعل مؤنث حقیقی وہ ہے جس کے مقابلے میں کوئی حیوان مذکر ہو تو فعل ہمیشہ مؤنث ہی لایا جائے گا۔ اگر فعل اور فاعل کے درمیان فصل نہ ہو جیسے قامت ھند اور اگر تو فاصلہ لائے تو تجھے تذکیر و تانیث میں اختیار ہے جیسے ضرب الیوم ھند اور اگر تو چاہے تو کہہ سکتا ہے ضربت الیوم ھند اور مؤنث غیر حقیقی میں بھی اسی طرح ہے جیسے طلعت الشمس اور اگر چاہے تو کہہ سکتا ہے طلع الشمس، یہ اس وقت ہے جب فعل اسم ظاہر کی طرف مسند ہو۔ اور اگر فعل مضمر کی طرف مسند ہو تو فعل ہمیشہ مؤنث لایا جائے گا جیسے الشمس طلعت اور جمع مکسر، مؤنث غیر حقیقی کی طرح ہے تو کہے گا قام الرجال اور اگر تو چاہے تو کہہ سکتا ہے قامت الرجال اور الرجال قامت اور اس میں الرجال قاموا بھی جائز ہے۔

تشریح:

1:۔۔فاعل مؤنث حقیقی ہو تو فعل کی تذکیر و تانیث

مؤنث حقیقی: وہ مؤنث جس کے مقابلے میں نر جاندار ہو چاہے اس میں علامت تانیث ہو یا نہ ہو۔ جیسے: **اِمْرَأَۃٌ**۔ اس کے مقابلے میں **اِمْرَءٌ** (مرد) نر جاندار ہے اور **أَتَانٌ** (گدھی) اس کے مقابلے میں **حِمَارٌ** (گدھا) نر جاندار ہے۔

☆۔۔۔فاعل مؤنث حقیقی ہو تو فعل ہمیشہ مؤنث لایا جائے گا جبکہ فعل متصرف ہو اور فاعل جنس انسان میں سے ہو اور فعل و فاعل کے درمیان فاصلہ نہ ہو چاہے فاعل اسم مظہر ہو یا مضمر جیسے **قَامَتْ ھِنْدٌ، ھِنْدٌ قَامَتْ**

☆۔۔۔فاعل مؤنث حقیقی ہو لیکن فعل اور فاعل کے درمیان فاصلہ ہو تو فعل مذکر و مؤنث دونوں طرح لا سکتے ہیں جیسے **ضَرَبَ الْیَوْمَ ھِنْدٌ، ضَرَبَتِ الْیَوْمَ ھِنْدٌ**

2:۔۔فاعل مؤنث غیر حقیقی ہو تو فعل کی تذکیر و تانیث

مؤنث غیر حقیقی: وہ مؤنث جس کے مقابلے میں کوئی نر جاندار نہ ہو خواہ اس میں علامت تانیث ہو یا نہ ہو۔ جیسے: **ظُلْمَۃٌ** (اندھیرا) اور **عَیْنٌ** (پانی کا چشمہ)

☆۔۔۔فاعل مؤنث غیر حقیقی اسم ظاہر ہو تو فعل مذکر و مؤنث دونوں طرح لا سکتے ہیں چاہے فاصلہ ہو یا نہ ہو۔ جیسے **طَلَعَ الشَّمْسُ، طَلَعَتِ الشَّمْسُ، طَلَعَ الْیَوْمَ الشَّمْسُ، طَلَعَتِ الْیَوْمَ الشَّمْسُ**

☆۔۔۔فعل کا فاعل مؤنث غیر حقیقی کی ضمیر ہو تو فعل ہمیشہ مؤنث لایا جائے گا جیسے **اَلشَّمْسُ طَلَعَتْ**

3:۔۔فاعل جمع مکسر ہو تو فعل کی تذکیر و تانیث

جمع مکسر: وہ جمع جس میں واحد کی صورت سلامت نہ رہے۔ جیسے: **أَقْلَامٌ، رِجَالٌ، مَسَاجِدُ**

☆۔۔۔فاعل جمع مکسر اسم ظاہر ہو تو فعل مذکر و مؤنث دونوں طرح لا سکتے ہیں جیسے **جَاءَ الرِّجَالُ، جَاءَتِ الرِّجَالُ**

☆۔۔۔فاعل اسم ضمیر ہو اور اس کا مرجع مذکر عاقل کی جمع ہو تو فعل مذکر و مؤنث دونوں طرح لا سکتے ہیں جیسے **اَلرِّجَالُ قَامَتْ، اَلرِّجَالُ قَامُوْا**۔ اور اگر ضمیر کا مرجع غیر ذوی العقول مذکر یا مؤنث کی جمع مکسر ہو یا ذوی العقول مؤنث کی جمع مکسر ہو تو فعل تاء ساکنہ واحدہ اور نون جمع مؤنث دونوں طرح آ سکتا ہے جیسے **اَلْاَیَّامُ مَضَتْ، اَلْاَیَّامُ مَضَیْنَ**۔

متن: وَيَجِبُ تَقْدِيمُ الْفَاعِلِ عَلَى الْمَفْعُوْلِ إِذَا كَانَا مَقْصُوْرَيْنِ وَخِفْتَ اللَّبْسَ نَحْوُ ضَرَبَ مُوْسىٰ عِيْسىٰ وَيَجُوْزُ تَقْدِيْمُ الْمَفْعُوْلِ عَلَى الْفَاعِلِ إِنْ لَمْ تَخِفِ اللَّبْسَ نَحْوُ اَكَلَ الْكُمَّثْرٰى يَحْيٰ وَضَرَبَ عَمْرًا زَيْدٌ وَيَجُوْزُ حَذْفُ الْفِعْلِ حَيْثُ كَانَتْ قَرِيْنَةٌ نَحْوُ زَيْدٌ فِي جَوَابِ مَنْ قَالَ مَنْ ضَرَبَ وَكَذَا يَجُوْزُ حَذْفُ الْفِعْلِ وَالْفَاعِلِ مَعًا كَنَعَمْ فِي جَوَابِ مَنْ قَالَ اَقَامَ زَيْدٌ وَقَدْ يُحْذَفُ الْفَاعِلُ وَيُقَامُ الْمَفْعُوْلُ مَقَامَهٗ إِذَا كَانَ الْفِعْلُ مَجْهُوْلًا نَحْوُ ضُرِبَ زَيْدٌ وَهُوَ الْقِسْمُ الثَّانِي مِنَ الْمَرْفُوْعَاتِ

ترجمہ: اور فاعل کو مفعول پر مقدم کرنا جائز ہے جب دونوں مقصور ہوں اور تمہیں التباس کا خوف ہو جیسے ضرب موسیٰ عیسیٰ۔ اور مفعول کو فاعل پر مقدم کرنا جائز ہے اگر التباس کا خوف نہ ہو جیسے اکل الکمثریٰ یحیٰ اور ضرب عمرا زید۔ اور فعل کو حذف کرنا جائز ہے جس جگہ قرینہ ہو جیسے زید اس کے جواب میں جو کہے من ضرب اور اسی طرح فعل اور فاعل کو اکٹھا حذف کرنا جائز ہے جیسے نعم کہنا اس کے جواب میں جو کہے اقام زید۔ اور کبھی فاعل کو حذف کر دیا جاتا ہے اور مفعول کو اس کے قائم مقام کر دیا جاتا ہے جبکہ فعل مجہول ہو جیسے ضرب زید اور یہ مرفوعات کی قسم ثانی ہے۔

تشریح:

فاعل کو مفعول پر مقدم کرنا واجب ہے:

عربی کلام میں پہلے فاعل اور پھر مفعول آتا ہے اور کبھی پہلے مفعول اور پھر فاعل آتا ہے لیکن جب فاعل اور مفعول دونوں اسم مقصور ہوں اور ان کے درمیان التباس کا خوف ہو یعنی فاعل کے تعین پر قرینہ نہ پایا جائے تو فاعل کو مفعول پر مقدم کرنا ضروری ہے۔ ایسی صورت میں فاعل کو مقدم نہ کرنے کی وجہ سے معلوم نہ ہو گا کہ فاعل کون ہے اور مفعول کون ہے۔ جیسے ضَرَبَ مُوْسىٰ عِيْسىٰ، اس مثال میں دونوں اسم مقصور ہیں اور کسی ایک کے فاعل ہونے پر کوئی قرینہ بھی نہیں پایا جا رہا کیونکہ دونوں اسم فاعل اور مفعول بننے کی صلاحیت رکھتے ہیں لہٰذا فاعل کو مقدم کرنا واجب ہے۔

مفعول کو فاعل پر مقدم کرنا جائز ہے:

☆۔۔۔اگر فاعل کے فاعل ہونے پر قرینہ پائے جانے کی وجہ سے التباس کا خوف نہ ہو تو پھر مفعول کو فاعل پر مقدم کرنا جائز ہے جیسے **اَكَلَ الْكُمَّثْرٰى يَحْيٰى**، اس مثال میں **یحییٰ** کے فاعل ہونے اور **کمثریٰ** کے مفعول ہونے پر قرینہ پایا جارہا ہے کیونکہ **یحییٰ** میں فاعل ہونے کی صلاحیت ہے اور "**کمثریٰ**" میں فاعل ہونے کی صلاحیت نہیں ہے لہٰذا "**کمثریٰ**" کو فاعل پر مقدم کرنا جائز ہے۔

☆۔۔۔اور اگر فاعل کے فاعل ہونے پر قرینہ لفظی پائے جانے کی وجہ سے التباس کا خوف نہ ہو تو پھر بھی مفعول کو فاعل پر مقدم کرنا جائز ہے جیسے **ضَرَبَ عَمْرًا زَيْدٌ**، اس مثال میں **زَيْدٌ** کے فاعل ہونے پر قرینہ لفظی یعنی مرفوع ہونا پایا جارہا ہے اور **عَمْرًا** کے مفعول ہونے پر قرینہ لفظی یعنی منصوب ہونا پایا جارہا ہے۔

فعل کو حذف کرنا۔۔

☆۔۔۔جب فاعل کے فعل کو حذف کرنے پر کوئی قرینہ پایا جائے تو اسے حذف کرنا جائز ہے جیسے کسی نے کہا: **مَنْ ضَرَبَ**؟ تو جواب میں فعل کو حذف کر کے صرف "**زید**" کہہ دینا جائز ہے۔ اصل عبارت یوں تھی "**ضَرَبَ زَيْدٌ**" لیکن چونکہ **ضَرَبَ** فعل پر قرینہ پایا جارہا ہے تھا اس لیے اسے حذف کر کے صرف فاعل کو ذکر کر دینا بھی جائز ہے۔

☆۔۔۔فعل کو حذف کرنے کی طرح قرینہ پائے جانے کی وجہ سے فعل اور فاعل دونوں کو اکٹھا حذف کرنا بھی جائز ہے جیسے کوئی کہے: **اَقَامَ زَيْدٌ**؟ تو جواب میں کہہ دیا جائے **نَعَمْ**۔ اصل عبارت تھی **نَعَمْ قَامَ زَيْدٌ**، یہاں **نَعَمْ** کو **قَامَ زَيْدٌ** کے قائم مقام کر کے فعل اور فاعل دونوں کو اکٹھا حذف کر دیا گیا قرینہ کے پائے جانے کی وجہ سے۔

فاعل کو حذف کرنا۔۔

جب فعل مجہول ہو تو فاعل کو حذف کر کے مفعول کو اس کے قائم مقام کر دیا جاتا ہے جیسے **ضُرِبَ زَيْدٌ** میں **زَيْدٌ** مفعول ہے جو فاعل کے قائم مقام ہے یہ مرفوعات کی قسم ثانی ہے جسے نائب فاعل کہتے ہیں۔

★★★۔۔۔تنازع فعلان۔۔۔★★★

فصل اِذَا تَنَازَعَ الْفِعْلَانِ فِيْ اِسْمٍ ظَاهِرٍ بَعْدَهُمَا اَیْ اَرَادَ کُلٌّ وَاحِدٍ مِنَ الْفِعْلَیْنِ اَنْ یَّعْمَلَ فِیْ ذٰلِكَ الْاِسْمِ فَهٰذَا اِنَّمَا یَکُوْنُ عَلٰی اَرْبَعَةِ اَقْسَامٍ اَلْاَوَّلُ اَنْ یَّتَنَازَعَا فِی الْفَاعِلِیَّةِ فَقَطْ نَحْوُ ضَرَبَنِیْ وَاَکْرَمَنِیْ زَیْدٌ اَلثَّانِیْ اَنْ یَّتَنَازَعَا فِی الْمَفْعُوْلِیَّةِ فَقَطْ نَحْوُ ضَرَبْتُ وَاَکْرَمْتُ زَیْدًا اَلثَّالِثُ اَنْ یَّتَنَازَعَا فِی الْفَاعِلِیَّةِ وَالْمَفْعُوْلِیَّةِ وَیَقْتَضِی الْاَوَّلُ الْفَاعِلَ وَالثَّانِیْ الْمَفْعُوْلَ نَحْوُ ضَرَبَنِیْ وَاَکْرَمْتُ زَیْدًا اَلرَّابِعُ عَکْسُهٗ نَحْوُ ضَرَبْتُ وَاَکْرَمَنِیْ زَیْدٌ

ترجمہ: جب دو فعل ایسے اسم ظاہر میں جھگڑا کریں جو ان کے بعد ہو یعنی دونوں فعلوں میں سے ہر ایک اس بات کا ارادہ کرے کہ وہ اس اسم میں عمل کرے گا تو یہ چار قسموں پر مشتمل ہو گا۔ پہلی قسم یہ کہ وہ دونوں صرف فاعلیت میں جھگڑا کریں جیسے **ضربنی واکرمنی زید**۔ دوسری قسم یہ کہ وہ دونوں فعل صرف مفعولیت میں جھگڑا کریں جیسے **ضربت واکرمت زیدا**۔ تیسری قسم یہ کہ وہ دونوں فاعلیت اور مفعولیت دونوں میں جھگڑا کریں اور پہلا فعل فاعل کا تقاضا کرے اور دوسرا مفعول کا تقاضا کرے جیسے **ضربنی واکرمت زیدا**۔ چوتھی قسم اس کا عکس ہے جیسے ضربت واکرمنی زید

تشریح

"اذا تنازع الفعلان--الخ" کی وضاحت:

یہاں سے مصنف علیہ الرحمہ ایسے دو افعال کی بحث کر رہے ہیں جو اپنے مابعد اسم ظاہر میں عمل کرنے اور اسے اپنا معمول بنانے کے اعتبار سے جھگڑا کر رہے ہوں۔ یہ تنازع افعال کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ اسم فاعل، اسم مفعول اور صفت مشبہ میں بھی جاری ہوتا ہے چونکہ فعل عمل میں اصل ہے اور شبہ فعل فرع، اس لیے مصنف علیہ الرحمہ نے اصل کے ذکر پر اکتفاء کیا۔

"فی اسم ظاہر بعدھما" کی وضاحت:

یہاں سے مصنف علیہ الرحمہ نے اس بات کی طرف اشارہ کر دیا کہ تنازع اسم میں ہو گا ضمیر میں نہیں ہو سکتا۔ اور جو اسم مقدم یا در میان میں ہو گا اس میں بھی تنازع نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ فعل اول کا معمول ہو تا ہے۔

"ای ارادکل واحد--الخ" کی وضاحت:

یہاں سے مصنف علیہ الرحمہ ایک سوال کا جواب دے رہے ہیں۔

سوال: تنازع یعنی جھگڑا کرنا ذی روح کی صفت ہے لہٰذا دو فعلوں کے لیے تنازع کا لفظ استعمال کرنا درست نہیں ہے۔

جواب: ہماری مراد تنازع حقیقی نہیں بلکہ تنازع سے مراد ارادہ اور اقتضاء ہے یعنی دونوں فعلوں میں سے ہر ایک کا بعد والے اسم ظاہر کو اپنا معمول بنانے کا تقاضا اور ارادہ کرنا تنازع فعلین ہے۔

تنازع فعلین کی اقسام:

تنازع فعلین کی چار قسمیں ہیں

1. دونوں فعل مابعد اسم ظاہر کو اپنا فاعل بنانے کا تقاضا کریں جیسے ضَرَبَنِی وَاَکْرَمَنِی زَیْدٌ
2. دونوں فعل مابعد اسم ظاہر کو اپنا مفعول بنانے کا تقاضا کریں جیسے ضَرَبْتُ وَاَکْرَمْتُ زَیْدًا
3. پہلا فعل مابعد اسم ظاہر کو فاعل اور دوسرا فعل مابعد اسم ظاہر کو اپنا مفعول بنانے کا تقاضا کرے جیسے ضَرَبَنِی وَاَکْرَمْتُ زَیْدًا
4. پہلا فعل مابعد اسم ظاہر کو مفعول اور دوسرا فعل مابعد اسم ظاہر کو اپنا فاعل بنانے کا تقاضا کرے جیسے ضَرَبْتُ وَاَکْرَمَنِی زَیْدٌ

متن: وَاعْلَمْ اَنَّ فِي جَمِيْعِ هٰذِهِ الْاَقْسَامِ يَجُوْزُ اِعْمَالُ الْفِعْلِ الْاَوَّلِ وَاِعْمَالُ الْفِعْلِ الثَّانِي خِلَافًا لِلْفَرَّاءِ فِي الصُّوْرَةِ الْاُوْلٰى وَالثَّالِثَةِ اَنْ يُّعْمَلَ الثَّانِي وَدَلِيْلُهٗ لُزُوْمُ اَحَدِ الْاَمْرَيْنِ اِمَّا حَذْفُ الْفَاعِلِ اَوِ الْاِضْمَارِ قَبْلَ الذِّكْرِ وَكِلَاهُمَا مَحْظُوْرَانِ وَهٰذَا فِي الْجَوَازِ وَاَمَّا الْاِخْتِيَارُ فَفِيْهِ خِلَافُ الْبَصْرِيِّيْنَ فَاِنَّهُمْ يَخْتَارُوْنَ اِعْمَالَ الْفِعْلِ الثَّانِي

اِعْتِبَارًالِلْقُرْبِ وَالْجِوَارِوَالْكُوْفِيُّوْنَ يَخْتَارُوْنَ اِعْمَالَ الْفِعْلِ الْاَوَّلِ مُرَاعَاةً لِلتَّقْدِيْمِ وَالْاِسْتِحْقَاقِ

ترجمہ:توجان کہ ان تمام اقسام میں فعل اول اور فعل ثانی دونوں کو عمل دیناجائز ہے۔پہلی اور تیسری صورت میں فراء کااختلاف ہے کہ ان دونوں صورتوں میں دوسری فعل کو عمل دیاجائے۔اوران کی دلیل دوامروں میں سے ایک امر کالازم آناہے یاتوفاعل کوحذف کرنالازم آئے گایااضمار قبل الذکرلازم آئے گااور یہ دونوں ممنوع ہیں۔اور(فراءکا) یہ اختلاف جواز میں ہے۔بہر حال اختیار(یعنی کس فعل کو عمل دینااولیٰ ہے)تواس میں بصریوں کااختلاف ہےکہ وہ فعل ثانی کوعمل دینے کواختیارکرتےہیں قرب وجوار کااعتبار کرتے ہوئےاور کوفیوں کااختلاف ہے کہ وہ فعل اول کو عمل دینے کواختیارکرتےہیں تقدیم اوراستحقاق کی رعایت کرتے ہوئے۔

تشریح:

بصریوں اور کوفیوں کے درمیان اصل اختلاف:

بصریوں اورکوفیوں دونوں کے نزدیک بالاتفاق تنازع فعلین کی چاروں قسموں میں فعل اول اور فعل ثانی دونوں کو عمل دیناجائزہے۔جبکہ امام فراءپہلی اور تیسری قسم میں اختلاف کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان دونوں قسموں میں دوسرے فعل کو عمل دیناجائز نہیں ہے کیونکہ اگرایساکیاجائےتودوممنوع امروں میں سے کوئی ایک امرلازم آئے گا:

1. فعل اول کے فاعل کوحذف کرنالازم آئے گا۔اورفاعل کلام میں عمدہ ہوتاہےاس لیے اسے بغیر قائم حذف کرناجائز نہیں۔
2. فاعل کوحذف نہ کرنے کی صورت میں ضمیر مستترماننی پڑے گی اور ضمیر کامرجع پیچھے مذکورنہ ہونے کی وجہ سے اضمار قبل الذکرلازم آئے گا۔

بصریوں اور کوفیوں کے نزدیک اصل اختلاف یہ ہے کہ کس فعل کو عمل دینا مختار اور اولیٰ ہے۔ بصری قرب وجوار کی وجہ سے دوسرے فعل کے عمل دینے کو ترجیح دیتے اور اختیار کرتے ہیں اور کوفی مقدم ہونے کی وجہ سے پہلے فعل کے عمل دینے کو ترجیح دیتے اور اختیار کرتے ہیں۔

متن: فَإِنْ اَعْمَلْتَ الثَّانِي فَانْظُرْ إِنْ كَانَ الْفِعْلُ الْاَوَّلُ يَقْتَضِي الْفَاعِلَ اَضْمَرْتَهُ فِي الْاَوَّلِ كَمَا تَقُوْلُ فِي الْمُتَوَافِقَيْنِ ضَرَبَنِي وَاَكْرَمَنِي زَيْدٌ وَ ضَرَبَانِي وَاَكْرَمَنِي الزَّيْدَانِ وَضَرَبُوْنِي وَاَكْرَمَنِي الزَّيْدُوْنَ وَ فِي الْمُتَخَالِفَيْنِ ضَرَبَنِي وَاَكْرَمْتُ زَيْدًا وَضَرَبَانِي وَاَكْرَمْتُ الزَّيْدَيْنِ وَضَرَبُوْنِي وَاَكْرَمْتُ الزَّيْدَيْنِ وَإِنْ كَانَ الْفِعْلُ الْاَوَّلُ يَقْتَضِي الْمَفْعُوْلَ وَلَمْ يَكُنِ الْفِعْلَانِ مِنْ اَفْعَالِ الْقُلُوْبِ حُذِفَتِ الْمَفْعُوْلُ مِنَ الْفِعْلِ الْاَوَّلِ كَمَا تَقُوْلُ فِي الْمُتَوَافِقَيْنِ ضَرَبْتُ وَاَكْرَمْتُ زَيْدًا وَضَرَبْتُ وَاَكْرَمْتُ الزَّيْدَيْنِ وَضَرَبْتُ وَاَكْرَمْتُ الزَّيْدَيْنِ وَفِي الْمُتَخَالِفَيْنِ ضَرَبْتُ وَاَكْرَمَنِي زَيْدٌ وَضَرَبْتُ وَاَكْرَمَنِي الزَّيْدَانِ وَضَرَبْتُ وَاَكْرَمَنِي الزَّيْدُوْنَ وَإِنْ كَانَ الْفِعْلَانِ مِنْ اَفْعَالِ الْقُلُوْبِ يَجِبُ إِظْهَارُ الْمَفْعُوْلِ لِلْفِعْلِ الْاَوَّلِ كَمَا تَقُوْلُ حَسِبَنِي مُنْطَلِقًا وَحَسِبْتُ زَيْدًا مُنْطَلِقًا إِذْ لَا يَجُوْزُ حَذْفُ الْمَفْعُوْلِ مِنْ اَفْعَالِ الْقُلُوْبِ وَإِضْمَارُ الْمَفْعُوْلِ قَبْلَ الذِّكْرِ هٰذَا هُوَ مَذْهَبُ الْبَصْرِيِّيْنَ

ترجمہ: پس اگر تو دوسرے فعل کو عمل دے تو دیکھ اگر فعل اول فاعل کا تقاضا کر رہا ہے تو پہلی قسم میں تو اسے ضمیر دیدے جیسے تو متوافقین میں کہے گا ضَرَبَنِي وَاَكْرَمَنِي زَيْدٌ وَ ضَرَبَانِي وَاَكْرَمَنِي الزَّيْدَانِ وَضَرَبُوْنِي وَاَكْرَمَنِي الزَّيْدُوْنَ، اور متخالفین میں کہے گا ضَرَبَنِي وَاَكْرَمْتُ زَيْدًا وَضَرَبَانِي وَاَكْرَمْتُ الزَّيْدَيْنِ وَضَرَبُوْنِي وَاَكْرَمْتُ الزَّيْدَيْنِ ۔ اور اگر فعل اول مفعول کا تقاضا کر رہا ہو اور دونوں فعل افعال قلوب میں سے نہ ہوں تو فعل اول کے مفعول کو حذف کر دیا جائے گا جیسا کہ تو متوافقین میں کہے گا ضَرَبْتُ وَاَكْرَمْتُ زَيْدًا وَضَرَبْتُ وَاَكْرَمْتُ الزَّيْدَيْنِ وَضَرَبْتُ

وَاَکْرَمْتُ الزَّیْدَیْنِ اور متخالفین میں کہے گا ضَرَبْتُ وَاَکْرَمَنِی زَیْدٌ وَضَرَبْتُ وَاَکْرَمَنِی الزَّیْدَانِ وَضَرَبْتُ وَاَکْرَمَنِی الزَّیْدُوْنَ اور اگر دونوں فعل، افعال قلوب میں سے ہوں تو فعل اوّل کے لیے مفعول کا اظہار واجب ہے جیسا کہ تو کہے گا حَسِبَنِی مُنْطَلِقًا وَحَسِبْتُ زَیْدًا مُنْطَلِقًا کیونکہ افعال قلوب میں سے مفعول کو حذف کرنا اور ذکر سے پہلے مفعول کی ضمیر لانا جائز نہیں ہے۔ یہ بصریوں کا مذہب ہے۔

تشریح:

"فان اعملت الثانی--الخ" کی وضاحت:

یہاں سے مصنف علیہ الرحمہ بصریوں کے مذہب کو بیان کرتے ہوئے فعل کے عمل کی صورت بیان کر رہے ہیں۔ اسے پہلے ذکر کرنے کی وجہ بھی یہی ہے کہ ان کے نزدیک بصریوں کا مذہب مختار ہے۔ چنانچہ، بصریوں کے نزدیک تنازع دور کرنے کی تین صورتیں بنتی ہیں:

1. دونوں فعل فاعلیت کا تقاضا کر رہے ہوں یا فعل اوّل فاعلیت کا تقاضا کر رہا ہو تو دوسرے فعل کو عمل دے کر پہلے فعل میں ضمیر لائیں گے جو افراد، تثنیہ، جمع اور تذکیر و تانیث میں اسم ظاہر کے مطابق ہوگی۔ پس متوافقین (یعنی جس قسم میں دونوں فعل ایک ہی چیز کا تقاضا کر رہے ہوں) میں کہیں گے ضَرَبَنِی وَاَکْرَمَنِی زَیْدٌ وَضَرَبَانِی وَاَکْرَمَنِی الزَّیْدَانِ وَضَرَبُوْنِی وَاَکْرَمَنِی الزَّیْدُوْنَ اور متخالفین (یعنی جس قسم میں دونوں فعل الگ الگ چیز کا تقاضا کر رہے ہوں) میں کہیں گے: ضَرَبَنِی وَاَکْرَمْتُ زَیْدًا وَضَرَبَانِی وَاَکْرَمْتُ الزَّیْدَیْنِ وَضَرَبُوْنِی وَاَکْرَمْتُ الزَّیْدَیْنِ۔
2. اگر پہلا فعل مفعول کا تقاضا کر رہا ہو اور دونوں فعل افعال قلوب میں سے نہ ہوں تو دوسرے فعل کو عمل دینگے اور پہلے فعل کے مفعول کو محذوف مانیں گے۔ پس متوافقین میں کہیں گے ضَرَبْتُ وَاَکْرَمْتُ زَیْدًا وَضَرَبْتُ وَاَکْرَمْتُ الزَّیْدَیْنِ وَضَرَبْتُ وَاَکْرَمْتُ الزَّیْدَیْنِ اور متخالفین میں کہیں گے: ضَرَبْتُ وَاَکْرَمَنِی زَیْدٌ وَضَرَبْتُ وَاَکْرَمَنِی الزَّیْدَانِ وَضَرَبْتُ وَاَکْرَمَنِی الزَّیْدُوْنَ
3. اگر پہلا فعل مفعول کا تقاضا کر رہا ہو اور دونوں فعل افعال قلوب میں سے ہوں تو دوسرے فعل کو عمل دینگے اور پہلے فعل کے لیے مفعول کو ظاہر کر دینگے کیونکہ نحویوں کے نزدیک افعال قلوب کا مفعول حذف کرنا بالاتفاق ناجائز ہے اور اضمار قبل الذکر لازم آنے کی وجہ سے اسم ظاہر مفعول کے بجائے ضمیر لانا بھی ناجائز ہے کیونکہ مفعول

فضلہ ہے اور فضلہ میں اضمار قبل الذکر نا جائز ہے۔ پس پہلے فعل کے لیے مفعول کو ذکر کر کے کہیں گے: "حَسِبَنِی مُنْطَلِقًا وَحَسِبْتُ زَیْدًا مُنْطَلِقًا، اس مثال میں حسبنی اور حسبت دونوں فعل زید کو اپنا مفعول بنانے میں تنازع کر رہے ہیں۔ لہٰذا ہم نے بصریوں کے مذہب پر دوسرے فعل کو عمل دیا اور پہلے فعل کے لیے هُوَ ضمیر مستتر کو فاعل بنایا جو زید کی طرف راجع ہے اگرچہ یہاں اضمار قبل الذکر ہے لیکن عمدہ میں بشرط التفسیر جائز ہے۔ پھر دونوں مفعولوں نے منطلقا میں تنازع کیا تو بصریوں کے مطابق دوسرے فعل کو عمل دیا اور منطلقا کو اس کا مفعول ثانی بنا دیا گیا۔ پہلے فعل میں مفعول کو حذف ماننا جائز نہیں کیونکہ افعال قلوب میں کسی ایک مفعول کو ذکر کرنا اور دوسرے کو حذف کرنا جائز نہیں اسی طرح ضمیر لانا بھی درست نہیں ہے کیونکہ فضلہ میں اضمار قبل الذکر لازم آئے گا لہٰذا حسبنی کے بعد منطلقا کو ظاہر کر دیا۔

متن: وَاَمَّا اِنْ اَعْمَلْتَ الْفِعْلَ الْاَوَّلَ عَلٰی مَذْهَبِ الْکُوْفِیِّیْنَ فَانْظُرْ اِنْ کَانَ الْفِعْلُ الثَّانِیْ یَقْتَضِی الْفَاعِلَ اَضْمَرْتَ الْفَاعِلَ فِی الْفِعْلِ الثَّانِیْ کَمَا تَقُوْلُ فِی الْمُتَوَافِقَیْنِ ضَرَبَنِیْ وَاَکْرَمَنِیْ زَیْدٌ وَضَرَبَنِیْ وَاَکْرَمَنِی الزَّیْدَانِ وَضَرَبَنِیْ وَاَکْرَمُوْنِی الزَّیْدُوْنَ وَفِی الْمُتَخَالِفَیْنِ ضَرَبْتُ وَاَکْرَمَنِیْ زَیْدًا وَضَرَبْتُ وَاَکْرَمَانِی الزَّیْدَیْنِ وَضَرَبْتُ وَاَکْرَمُوْنِی الزَّیْدَیْنِ وَاِنْ کَانَ الْفِعْلُ الثَّانِیْ یَقْتَضِی الْمَفْعُوْلَ وَلَمْ یَکُنِ الْفِعْلَانِ مِنْ اَفْعَالِ الْقُلُوْبِ جَازَ فِیْهِ الْوَجْهَانِ حَذْفُ الْمَفْعُوْلِ وَالْاِضْمَارُ وَالثَّانِیْ هُوَ الْمُخْتَارُ لِیَکُوْنَ الْمَلْفُوْظُ مُطَابِقًا لِلْمُرَادِ اَمَّا الْحَذْفُ فَکَمَا تَقُوْلُ فِی الْمُتَوَافِقَیْنِ ضَرَبْتُ وَاَکْرَمْتُ زَیْدًا وَضَرَبْتُ وَاَکْرَمْتُ الزَّیْدَیْنِ وَضَرَبْتُ وَاَکْرَمْتُ الزَّیْدَیْنِ وَفِی الْمُتَخَالِفَیْنِ ضَرَبَنِیْ وَاَکْرَمْتُ زَیْدٌ وَضَرَبَنِیْ وَاَکْرَمْتُ الزَّیْدَانِ وَضَرَبَنِیْ وَاَکْرَمْتُ الزَّیْدُوْنَ وَاَمَّا الْاِضْمَارُ فَکَمَا تَقُوْلُ فِیْ

الْمُتَوَافِقَيْنِ ضَرَبْتُ وَاَكْرَمْتُهُ زَيْداً وَضَرَبْتُ وَاَكْرَمْتُهُمَا الزَّيْدَيْنِ وَضَرَبْتُ

وَاَكْرَمْتُهُمْ الزَّيْدُوْنَ وَفِي الْمُتَخَالِفَيْنِ ضَرَبَنِي وَاَكْرَمْتُهُ زَيْدٌ وَضَرَبَنِي

وَاَكْرَمْتُهُمَا الزَّيْدَانِ وَضَرَبَنِي وَاَكْرَمْتُهُمْ الزَّيْدُوْنَ وَاَمَّا اِذَا كَانَ الْفِعْلَانِ مِنْ

اَفْعَالِ الْقُلُوْبِ فَلَابُدَّ مِنْ اِظْهَارِ الْمَفْعُوْلِ كَمَا تَقُوْلُ حَسِبَنِي وَحَسِبْتُهُمَا

مُنْطَلِقَيْنِ الزَّيْدَانِ مُنْطَلِقًا وَذٰلِكَ لِاَنَّ حَسِبَنِي وَحَسِبْتُهُمَا تَنَازَعَا فِي مُنْطَلِقًا

وَاَعْمَلْتَ الْاَوَّلَ وَهُوَ حَسِبَنِي وَاَظْهَرْتَ الْمَفْعُوْلَ فِي الثَّانِي فَاِنْ حَذَفْتَ مُنْطَلِقَيْنِ

وَقُلْتَ حَسِبَنِي وَحَسِبْتُهُمَا الزَّيْدَانِ مُنْطَلِقًا يَلْزَمُ الْاِقْتِصَارُ عَلٰى

اَحَدِ الْمَفْعُوْلَيْنِ فِي اَفْعَالِ الْقُلُوْبِ وَهُوَ غَيْرُ جَائِزٍ وَاِنْ اَضْمَرْتَ فَلَا يَخْلُوْ مِنْ اَنْ

تُضْمِرَ مُفْرَدًا وَتَقُوْلُ حَسِبَنِي وَحَسِبْتُهُمَا اِيَّاهُ الزَّيْدَانِ مُنْطَلِقًا وَحِيْنَئِذٍ لَا يَكُوْنُ

الْمَفْعُوْلُ الثَّانِي مُطَابِقًا لِلْمَفْعُوْلِ الْاَوَّلِ وَهُوَ هُمَا فِي قَوْلِكَ حَسِبْتُهُمَا وَلَا يَجُوْزُ

ذٰلِكَ اَوْ اَنْ تُضْمِرَ مُثَنًّى وَتَقُوْلُ حَسِبَنِي وَحَسِبْتُهُمَا اِيَّاهُمَا الزَّيْدَانِ مُنْطَلِقًا

وَحِيْنَئِذٍ يَلْزَمُ عَوْدُ الضَّمِيْرِ الْمُثَنّٰى اِلَى اللَّفْظِ الْمُفْرَدِ وَهُوَ مُنْطَلِقًا الَّذِي وَقَعَ

فِيْهِ التَّنَازُعُ وَهٰذَا اَيْضًا لَا يَجُوْزُ وَاِذَا لَمْ يَجُزْ الْحَذْفُ وَالْاِضْمَارُ كَمَا عَرَفْتَ وَجَبَ

الْاِظْهَارُ

ترجمہ: اور جب تو کوفیوں کے مذہب کے مطابق پہلے فعل کو عمل دے گا تو دیکھ! اگر دوسرا فعل فاعل کا تقاضا کر رہا ہے تو دوسرے فعل میں فاعل کی ضمیر لا جیسا کہ تو متوافقین میں کہے گا ضَرَبَنِي وَاَكْرَمَنِي زَيْدٌ وَضَرَبَنِي وَاَكْرَمَنِي الزَّيْدَانِ وَضَرَبَنِي وَاَكْرَمُوْنِي الزَّيْدُوْنَ اور متخالفین میں کہے گا ضَرَبْتُ وَاَكْرَمَنِي زَيْدًا وَضَرَبْتُ وَاَكْرَمَانِي الزَّيْدَيْنِ وَضَرَبْتُ وَاَكْرَمُوْنِي الزَّيْدَيْنِ اور اگر دوسرا فعل مفعول کا تقاضا کر رہا ہو اور دونوں فعل افعال قلوب میں سے نہ ہوں تو اس میں دونوں صورتیں جائز ہیں مفعول کو حذف کر دینا اور اضمار۔ اور دوسری صورت مختار ہے تا کہ ملفوظ، مراد کے مطابق ہو جائے۔ بہر حال حذف تو متوافقین میں تو کہے گا ضَرَبْتُ وَاَكْرَمْتُ زَيْدًا وَضَرَبْتُ وَاَكْرَمْتُ الزَّيْدَيْنِ وَضَرَبْتُ وَاَكْرَمْتُ الزَّيْدَيْنِ اور متخالفین میں کہے گا: ضَرَبَنِي وَاَكْرَمْتُ زَيْدٌ وَضَرَبَنِي وَاَكْرَمْتُ الزَّيْدَانِ وَضَرَبَنِي وَاَكْرَمْتُ الزَّيْدُوْنَ۔ اور اضمار تو جیسا کہ تو متوافقین میں کہے گا ضَرَبْتُ وَاَكْرَمْتُهُ زَيْدًا وَضَرَبْتُ وَاَكْرَمْتُهُمَا الزَّيْدَيْنِ وَضَرَبْتُ وَاَكْرَمْتُهُمْ الزَّيْدُوْنَ۔ اور متخالفین میں کہے گا: ضَرَبَنِي وَاَكْرَمْتُهُ زَيْدٌ وَضَرَبَنِي وَاَكْرَمْتُهُمَا الزَّيْدَانِ وَضَرَبَنِي وَاَكْرَمْتُهُمْ الزَّيْدُوْنَ اور دونوں فعل افعال قلوب میں سے ہوں تو مفعول کو ظاہر کرنا جیسا کہ تو کہے گا حَسِبَنِي وَحَسِبْتُهُمَا مُنْطَلِقَيْنِ الزَّيْدَانِ مُنْطَلِقًا اور یہ اس لیے ہے کہ حسبنی اور حسبتھما نے منطلقا میں تنازع کیا ہے اور تو نے پہلے فعل کو عمل دیا اور وہ ہے حسبنی اور دوسرے فعل میں مفعول کو ظاہر کر دیا۔ اور اگر تم نے منطلقین کو حذف کر دیا اور کہے حَسِبَنِي وَحَسِبْتُهُمَا الزَّيْدَانِ مُنْطَلِقًا تو افعال قلوب میں دو مفعولوں میں سے ایک پر اقتفاء کرنا لازم آئے گا اور وہ جائز نہیں ہے۔ اور اگر تو ضمیر لائے تو اس سے خالی نہیں ہے کہ مفرد کی ضمیر لائے اور کہے حَسِبَنِي وَحَسِبْتُهُمَا اِيَّاهُ الزَّيْدَانِ مُنْطَلِقًا تو اس صورت میں دوسرا مفعول پہلے مفعول کے مطابق نہ ہو گا اور وہ پہلا مفعول ھما ہے تمہارے قول حسبتھما میں اور یہ جائز نہیں ہے۔ یا یہ کہ تم تثنیہ کی ضمیر لائے اور کہے حَسِبَنِي وَحَسِبْتُهُمَا اِيَّاهُمَا الزَّيْدَانِ مُنْطَلِقًا تو اس صورت میں تثنیہ کی ضمیر کا مفرد لفظ کی طرف لوٹنا لازم آئے گا اور وہ منطلقا ہے جس میں تنازع واقع ہوا ہے اور یہ بھی جائز نہیں ہے۔ لہٰذا جب حذف کرنا اور ضمیر کا لانا دونوں جائز نہ رہے تو اظہار کرنا واجب ہو گا۔

تشریح:

کوفیوں کے نزدیک تنازع فعلان ختم کرنے کی صورت:۔۔۔

کوفیوں کے نزدیک پہلے فعل کو عمل دیاجائے گالہٰذا یہاں بھی تنازع فعلان ختم کرنے کی تین صورتیں بنتی ہیں جو درج ذیل ہیں:

1. دوسرا فعل فاعل کا تقاضا کررہاہو تو اسے ضمیر دیدینگے اور پہلے فعل کو عمل دیدینگے۔پس متوافقین میں کہاجائے گا: ضَرَبَنِی وَاَکْرَمَنِی زَیْدٌ وَضَرَبَنِی وَاَکْرَمَنِی الزَّیْدَانِ وَضَرَبَنِی وَاَکْرَمُوْنِی الزَّیْدُوْنَ۔اور متخالفین میں کہاجائے گا: ضَرَبْتُ وَاَکْرَمَنِی زَیْداًوَضَرَبْتُ وَاَکْرَمَانِی الزَّیْدَیْنِ وَضَرَبْتُ وَاَکْرَمُوْنِی الزَّیْدَیْنِ

2. دوسرا فعل مفعول کا تقاضا کررہاہے اوردونوں فعل افعال قلوب میں سے نہ ہوں توپہلے فعل کو عمل دیاجائے گااور دوسرے فعل کے مفعول کو حذف کرنا بھی جائز ہے اوراسم ظاہر کے مطابق ضمیر لانا بھی جائز ہے لیکن حذف کی نسبت ضمیرلانااولیٰ ہے تاکہ ملفوظ،متکلم کی مراد کے مطابق ہو جائے اور مقصودومراد یہ ہے کہ دونوں فعل اسی اسم ظاہر میں تنازع کررہے ہیں کسی اور میں نہیں۔ اگر ضمیرلائیں گے تووہ اس بات پر دلالت کرے گی کہ ان دونوں فعلوں کاتنازع اسی اسم ظاہر میں ہورہاہے اوراگر دوسرے فعل کے مفعول کوحذف کردینگے تووہم پیدا ہو گا کہ فعل ثانی کامفعول یہ اسم ظاہر نہیں بلکہ کوئی اوراسم ہے۔دوسرے فعل کے مفعول کو حذف کرنے کی صورت میں متوافقین میں کہاجائے گا: ضَرَبْتُ وَاَکْرَمْتُ زَیْداًوَضَرَبْتُ وَاَکْرَمْتُ الزَّیْدَیْنِ وَضَرَبْتُ وَاَکْرَمْتُ الزَّیْدَیْنِ۔اور متخالفین میں کہاجائے گا: ضَرَبَنِی وَاَکْرَمْتُ زَیْدٌ وَضَرَبَنِی وَاَکْرَمْتُ الزَّیْدَانِ وَضَرَبَنِی وَاَکْرَمْتُ الزَّیْدُوْنَ ۔اور لفظااضمار قبل الذکرلانے کی صورت میں متوافقین میں کہاجائے گا: ضَرَبْتُ وَاَکْرَمْتُہٗ زَیْداً وَضَرَبْتُ وَاَکْرَمْتُھُمَا الزَّیْدَیْنِ وَضَرَبْتُ وَاَکْرَمْتُھُمْ الزَّیْدُوْنَ ۔اور متخالفین میں کہاجائے گا: ضَرَبَنِی وَاَکْرَمْتُہٗ زَیْدٌ وَضَرَبَنِی وَاَکْرَمْتُھُمَا الزَّیْدَانِ وَضَرَبَنِی وَاَکْرَمْتُھُمْ الزَّیْدُوْنَ۔

3. دوسرا فعل مفعول کا تقاضا کررہاہو اوردونوں فعل افعال قلوب میں سے ہوں توپہلے فعل کو عمل دیاجائے گااور دوسرے فعل کے لیے مفعول کو ظاہر کرناواجب ہے۔پس کہاجائے گا حَسِبَنِی وَحَسِبْتُھُمَا مُنْطَلِقَیْنِ الزَّیْدَانِ مُنْطَلِقًا۔اس مثال میں "**حَسِبَنِی** "اور"**حَسِبْتُ** "نے پہلے "**اَلزَّیْدَانِ**"میں تنازع کیاہم نے کوفیوں کے مذہب کے مطابق پہلے فعل کو عمل دے کر"**الزیدان**" کواس کافاعل بنادیااوردوسرے فعل کے لیے"**ھما**"ضمیر کو مفعول بنادیاجو"**اَلزَّیْدَانِ**" کی طرف لوٹ رہی ہے۔اس کے بعد دونوں فعلوں نے "**مُنْطَلِقًا**"کواپنامفعول بنانے کے

اعتبار سے تنازع کیا تو کوفیوں کے مذہب کے مطابق اسے پہلے فعل کا مفعول بنا دیا گیا اور دوسرے کے لیے مفعول کو ظاہر کر دیا۔

سوال: کوفیوں کے مذہب کے مطابق اگر پہلے فعل کو عمل دیں اور دوسرا فعل مفعول کا تقاضا کر رہا اور دونوں فعل افعال قلوب میں سے ہوں تو مفعول کو حذف کرنا یا ضمیر دینا کیوں جائز نہیں ہے؟

جواب: حذف کرنا اس لیے جائز نہیں کہ افعال قلوب کے دو مفعولوں میں سے ایک کا حذف کرنا لازم آئے گا جو کہ جائز نہیں۔ اور ضمیر دینا بھی جائز نہیں ہے کیونکہ مفرد کی ضمیر دینے کی صورت میں افعال قلوب کے دو مفعولوں میں مطابقت نہ ہو گی اگرچہ راجع (یعنی ضمیر) مرجع (یعنی منطلقا) میں مطابقت ہو گی۔ مفرد کی ضمیر لانے کی صورت میں مثال یوں بن جائے گی: "**حَسِبَنِي وَحَسِبْتُهُمَا اِيَّاهُ الزَّيْدَانِ مُنْطَلِقًا**" اس مثال میں راجع یعنی ضمیر اور مرجع یعنی "**مُنْطَلِقًا**" میں اگرچہ مطابقت پائی جارہی ہے لیکن دوسرے فعل کا پہلا مفعول "**هُمَا**" ضمیر ہے جو تثنیہ ہے اور دوسرا مفعول "**اِيَّاهُ**" ہے جو مفرد ہے۔ لہٰذا افعال قلوب کے دونوں مفعولوں میں مطابقت نہ پائے جانے کی وجہ سے مفرد کی ضمیر لانا ناجائز ہے۔ اور اگر دونوں مفعولوں کے درمیان مطابقت پیدا کرنے کے لیے تثنیہ کی ضمیر لائیں تو پھر راجع اور مرجع کے درمیان مطابقت باقی نہ رہے گی کیونکہ "ھما" ضمیر تثنیہ کی ہے اور اس کا مرجع "منطلقا" مفرد ہے حالانکہ راجع اور مرجع کے درمیان مطابقت ہونا ضروری ہوتا ہے۔

مفعول مالم یسم فاعلہ (نائب فاعل)

فَصْلٌ مَفْعُوْلُ مَالَمْ يُسَمَّ فَاعِلُهٗ وَهُوَكُلُّ مَفْعُوْلٍ حُذِفَ فَاعِلُهٗ وَاُقِيْمَ هُوَمَقَامَهٗ نَحْوُضُرِبَ زَيْدٌ وَحُكْمُهٗ فِيْ تَوْحِيْدِ فِعْلِهٖ وَتَثْنِيَّتِهٖ وَجَمْعِهٖ وَتَذْكِيْرِهٖ وَتَانِيْثِهٖ عَلٰى قِيَاسِ مَاعَرَفْتَ فِي الْفَاعِلِ

ترجمہ: مفعول (اس فعل یا شبہ فعل کا) جس کا فاعل ذکر نہ کیا گیا ہو اور وہ ہر وہ مفعول ہے جس کا فاعل حذف کر دیا گیا ہو اور اسے اس کے قائم مقام کر دیا گیا ہو جیسے ضرب زید اور اس کا حکم اس کے فعل کے مفرد ہونے تثنیہ ہونے جمع ہونے مذکر و مؤنث ہونے میں اسی پر قیاس ہے جو آپ نے فاعل (کی بحث) میں جان لیا۔

تشریح:

مفعول مالم یسم فاعلہ:

مفعول مالم یسم فاعلہ کا دوسرا نام نائب فاعل ہے مصنف علیہ الرحمہ نے اس کی تعریف اور ایک مثال بیان کر دی ہے۔ مثال پر غور کریں تو "ضُرِبَ زَیْدٌ" میں "زَیْد" حقیقت میں مفعول تھا جسے فاعل کے حذف ہونے کی وجہ سے نائب فاعل بنا کر مرفوع کر دیا گیا ہے۔

نائب فاعل کا فعل افراد، تثنیہ اور جمع کے اعتبار سے:

نائب فاعل کے احکام افراد، تثنیہ، جمع اور تذکیر و تانیث میں فاعل کی طرح ہی ہیں۔ افراد، تثنیہ اور جمع کے اعتبار سے نائب فاعل کے فعل کے احکام درج ذیل ہیں:

☆۔۔۔نائب فاعل اسم ظاہر ہو تو فعل ہمیشہ مفرد لایا جائے گا جیسے ضُرِبَ زَیْدٌ، ضُرِبَ الزَّیْدَانِ، ضُرِبَ الزَّیْدُوْنَ

☆۔۔۔نائب فاعل اسم ضمیر ہو تو مرجع کے مطابق فعل لایا جائے گا جیسے زَیْدٌ ضُرِبَ، اَلزَّیْدَانِ ضُرِبَا، اَلزَّیْدُوْنَ ضُرِبُوْا

نائب فاعل کے احکام تذکیر و تانیث کے اعتبار سے

1:۔۔نائب فاعل مؤنث حقیقی ہو تو فعل کی تذکیر و تانیث

☆۔۔۔نائب فاعل مؤنث حقیقی ہو تو فعل ہمیشہ مؤنث لایا جائے گا جبکہ فعل متصرف ہو اور فاعل جنس انسان میں سے ہو اور فعل و فاعل کے درمیان فاصلہ نہ ہو چاہے فاعل اسم مظہر ہو یا مضمر جیسے ضُرِبَتْ هِنْدٌ، هِنْدٌ ضُرِبَتْ

☆۔۔۔نائب فاعل مؤنث حقیقی ہو لیکن فعل اور نائب فاعل کے درمیان فاصلہ ہو تو فعل مذکر و مؤنث دونوں طرح لا سکتے ہیں جیسے ضُرِبَ الْیَوْمَ هِنْدٌ، ضُرِبَتِ الْیَوْمَ هِنْدٌ

2:۔۔نائب فاعل مؤنث غیر حقیقی ہو تو فعل کی تذکیر و تانیث

☆۔۔۔نائب فاعل مؤنث غیر حقیقی اسم ظاہر ہو تو فعل مذکر و مؤنث دونوں طرح لا سکتے ہیں چاہے فاصلہ ہو یا نہ ہو جیسے کُوِّرَ الشَّمْسُ، کُوِّرَتِ الشَّمْسُ، کُوِّرَ الْیَوْمَ الشَّمْسُ، کُوِّرَتِ الْیَوْمَ الشَّمْسُ

☆۔۔۔فعل کا نائب فاعل مؤنث غیر حقیقی کی ضمیر ہو تو فعل ہمیشہ مؤنث لایا جائے گا جیسے اِذَا الشَّمْسُ کُوِّرَتْ

3:۔۔۔نائب فاعل جمع مکسر ہو تو فعل کی تذکیر و تانیث

☆۔۔۔نائب فاعل جمع مکسر اسم ظاہر ہو تو فعل مذکر و مؤنث دونوں طرح لا سکتے ہیں جیسے ضُرِبَ الرِّجَالُ، ضُرِبَتِ الرِّجَالُ

☆۔۔۔نائب فاعل اسم ضمیر ہو اور اس کا مرجع مذکر عاقل کی جمع ہو تو فعل مذکر و مؤنث دونوں طرح لا سکتے ہیں جیسے اَلرِّجَالُ ضُرِبَتْ، اَلرِّجَالُ ضُرِبُوْا۔

★★★۔۔۔مبتداء اور خبر۔۔۔★★★

فَصْلٌ اَلْمُبْتَدَاُ وَالْخَبَرُهُمَا اِسْمَانِ مُجَرَّدَانِ عَنِ الْعَوَامِلِ اللَّفْظِيَّةِ اَحَدُهُمَا مُسْنَدٌ اِلَيْهِ وَيُسَمَّى الْمُبْتَدَا وَالثَّانِي مُسْنَدٌ بِهٖ وَيُسَمَّى الْخَبَرَ نَحْوُ زَيْدٌ قَائِمٌ وَالْعَامِلُ فِيْهِمَا مَعْنَوِيٌّ وَهُوَ الْاِبْتِدَاءُ وَاَصْلُ الْمُبْتَدَاءِ اَنْ يَّكُوْنَ مَعْرِفَةً وَاَصْلُ الْخَبَرِ اَنْ يَّكُوْنَ نَكِرَةً وَالنَّكِرَةُ اِذَا وُصِفَتْ جَازَ اَنْ تَقَعَ مُبْتَدَاءً نَحْوُ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَكَذَا اِذَا تَخَصَّصَتْ بِوَجْهٍ اٰخَرَ نَحْوُ اَرَجُلٌ فِي الدَّارِ اَمْ اِمْرَاَةٌ وَمَا اَحَدٌ خَيْرٌ مِّنْكَ وَشَرٌّ اَهَرَّ ذَانَابٍ وَفِي الدَّارِ رَجُلٌ وَسَلَامٌ عَلَيْكَ وَاِنْ كَانَ اَحَدُ الْاِسْمَيْنِ مَعْرِفَةً وَالْاٰخَرُ نَكِرَةً فَاجْعَلِ الْمَعْرِفَةَ مُبْتَدَاءً وَالنَّكِرَةَ خَبَرًا اَلْبَتَّةَ كَمَا مَرَّ وَاِنْ كَانَا مَعْرِفَتَيْنِ فَاجْعَلْ اَيَّهُمَا شِئْتَ مُبْتَدَاءً وَالْاٰخَرَ خَبَرًا نَحْوُ اَللّٰهُ اِلٰهُنَا وَمُحَمَّدٌ نَبِيُّنَا وَاٰدَمُ اَبُوْنَا

ترجمہ: مبتدا اور خبر وہ اسم ہیں جو عوامل لفظیہ سے خالی ہوں، ان میں سے ایک مسند الیہ ہوتا ہے اور اسے مبتداء کہا جاتا ہے اور دوسرا مسند بہ ہوتا ہے اسے خبر کہتے ہیں جیسے زید قائم اور ان دونوں کا عامل معنوی ہے اور وہ ابتداء ہے۔ اور مبتداء کی اصل یہ ہے کہ وہ معرفہ ہو اور خبر کی اصل یہ ہے کہ وہ نکرہ ہو۔ اور نکرہ کی جب صفت بیان کی جائے تو جائز ہے کہ وہ مبتداء واقع ہو جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان: وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ اور اسی طرح جب وہ کسی دوسری وجہ سے خاص ہو جائے تب بھی مبتداء واقع ہو سکتا ہے اَرَجُلٌ فِي الدَّارِ اَمْ اِمْرَاَةٌ

وَمَا اَحَدٌ خَيْرٌ مِّنْكَ وَشَرٌّ اَهَرَّ ذَا نَابٍ وَفِي الدَّارِ رَجُلٌ وَسَلَامٌ عَلَيْكَ۔ اوراگر دونوں اسموں میں سے ایک معرفہ ہو اور دوسرا نکرہ ہو تو تم یقینی طور پر معرفہ کو مبتداء اور نکرہ کو خبر بنادو جیسا کہ گزر چکا۔ اوراگر دونوں اسم معرفہ ہوں تو دونوں میں سے جسے چاہو مبتداء بنادو اور دوسرے کو خبر دو جیسے اَللّٰهُ اِلٰهُنَا وَمُحَمَّدٌ نَبِيُّنَا وَ اٰدَمُ اَبُوْنَا۔

تشریح:

مبتداء اور خبر کو الگ الگ ذکر کیوں نہیں کیا؟

مصنف علیہ الرحمہ نے مبتداء اور خبر الگ سے ذکر کرنے کے بجائے ایک ہی فصل میں ذکر کردیا ہے کیونکہ ان دونوں کا عامل معنوی ہوتا ہے اور یہ دونوں ایک دوسرے کو لازم وملزوم ہیں۔

مبتداء اور خبر کی تعریف کے فوائد قیود:

اسمان: جنس ہے جو معرَّف اور غیر معرَّف دونوں کو شامل ہے۔

مجردان عن العوامل اللفظية: پہلی فصل ہے جس سے وہ اسماء خارج ہو گئے جن پر عوامل لفظیہ داخل ہوں جیسے اِنّ اور کانَ وغیرہ کا اسم اور خبر۔

احدهمامسنداليه: مبتداء کے لیے دوسری فصل ہے جس سے خبر اور مبتداء کی قسم ثانی خارج ہوگئی کیونکہ وہ مسند بہ ہوتے ہیں۔

والثانی مسندبه: خبر کے لیے دوسری فصل ہے جس سے مبتداء خارج ہو گیا کیونکہ وہ مسند الیہ ہوتا ہے۔

مبتداء اور خبر کے لیے دونوں اسم۔۔۔

مبتداء اور خبر کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ دونوں اسم حقیقی ہوں بلکہ حکمی اسم بھی مبتداء اور خبر بن سکتے ہیں۔

حقیقی اسماء مبتداء اور خبر بن رہے ہوں جیسے زَيْدٌ قَائِمٌ، اس مثال میں "**زید**" مسند الیہ ہونے کی وجہ سے مبتداء اور "**قائم**" مسند بہ ہونے کی وجہ سے خبر ہے اور دونوں اسم حقیقی ہیں۔

حکمی اسم مبتداء بن رہا ہو جیسے "اَنْ تَصَدَّقُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ" اس مثال میں اَنْ تَصَدَّقُوْا، حقیقی اسم نہیں ہے بلکہ حکمی اسم ہے جو "تَصَدُّقُکُمْ" کی تاویل میں ہو کر مبتداء اور "خَیْرٌ لَّکُمْ" اس کی خبر ہے۔

حکمی اسم خبر بن رہا ہو جیسے زَیْدٌ یَضْرِبُ، اس مثال میں یَضْرِبُ، حقیقی اسم نہیں ہے بلکہ حکمی اسم ہے جو "ضَارِبٌ" کی تاویل میں ہو کر "زید" مبتداء کی خبر بن رہا ہے۔

عامل معنوی:

مبتداء اور خبر کو رفع دینے والا عامل معنوی ہے اور وہ ہے ابتداء یعنی اسم کا عوامل لفظیہ سے خالی ہونا تاکہ اس کی طرف کسی چیز کو مسند کیا جاسکے مبتداء کا عامل معنوی ہے اور اسم کا عوامل لفظیہ سے خالی ہونا تاکہ اسے کسی چیز کی طرف مسند کیا جاسکے خبر کا عامل معنوی ہے۔ یہ مذہب جمہور نحات کا ہے لیکن بعض نحویوں کے نزدیک مبتداء کا عامل تو معنوی ہے لیکن خبر کا عامل لفظی ہے اور وہ مبتداء ہے جو خبر کو رفع دے رہا ہے۔

مبتداء اور خبر کی حالتِ مناسبہ

مبتداء کی اصل یہ ہے کہ وہ معرفہ ہو کیونکہ مبتداء محکوم علیہ ہوتا ہے اور محکوم علیہ کی تعیین کے بغیر اس پر حکم نہیں لگایا جاسکتا۔ اور خبر اگرچہ معرفہ بھی ہو سکتی ہے لیکن اس کی اصل یہ ہے کہ وہ نکرہ ہو کیونکہ خبر محکوم بہ ہوتی ہے اور محکوم بہ میں اصل نکرہ ہونا ہوتا ہے۔

نکرہ میں تخصیص پیدا ہو جائے تو یہ بھی مبتداء بن سکتا ہے:۔

"والنکرۃ اذا وصفت--الخ" کی وضاحت:

یہاں سے مصنف علیہ الرحمہ نکرہ کے مبتداء بننے کی صورت بیان فرمارہے ہیں اور وہ یہ کہ نکرہ میں تخصیص پیدا کر دی جائے تب نکرہ بھی مبتداء بن سکتا ہے۔ مصنف علیہ الرحمہ نے نکرہ کی تخصیص کی چھ صورتیں بیان فرمائی ہیں جو درج ذیل ہیں:

1. نکرہ کی صفت بیان کی گئی ہو جیسے وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَیْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ اس مثال میں "عبد" نکرہ ہے جس کی صفت "مؤمن" ہے اس نکرہ میں صفت کی وجہ سے تخصیص پیدا ہو گئی ہے۔ ایسی صورت میں نکرہ مبتداء اس لیے بن سکتا ہے کہ اس میں صفت کی وجہ سے خصوص پیدا ہو جاتا ہے لیکن یہ خصوص ایسا نہیں ہوتا کہ نکرہ کو معرفہ بنادے۔

2. نکرہ اس ہمزہ کے بعد واقع ہو جو ام متصلہ کے ساتھ واقع ہو رہا ہو جیسے اَرَجُلٌ فِی الدَّارِ اَمْ اِمْرَاَۃٌ اس مثال میں "رجل" اور "امراۃ" نکرہ مخصوصہ ہیں کیونکہ ان میں متکلم کے علم کے اعتبار سے تخصیص پائی جارہی ہے اور وہ اس طرح کہ متکلم جانتا ہے کہ مرد وعورت میں سے کوئی ایک فرد گھر میں ضرور موجود ہے جس کی تعیین وہ ہمزہ اور ام کے ذریعے طلب کررہا ہے۔

3. نکرہ تحت نفی واقع ہو جیسے "مَااَحَدٌخَیْرٌمِّنْکَ" میں "احد" نکرہ مخصوصہ ہے جو نفی کے تحت واقع ہے جس میں عموم والے معنی کی وجہ سے تخصیص حاصل ہوئی ہے۔

4. نکرہ میں کسی صفت مقدرہ کی وجہ سے تخصیص پائی جائے جیسے شَرٌّاَھَرَّذَانَابٍ، اس مثال میں "شَرٌّ" نکرہ مخصوصہ ہے اور مبتدا ہے جبکہ "اَھَرَّذَانَابٍ" خبر ہے۔ شَرٌّ موصوف ہے اور اس کی صفت مقدرہ عَظِیْمٌ ہے جس کی وجہ سے نکرہ میں تخصیص پیدا ہوگئی ہے۔ صفت کے مقدر ہونے پر قرینہ یہ ہے کہ "شَرٌّ" میں تنوین تعظیم کی ہے جو "شَرٌّ" کے عظیم ہونے پر دلالت کررہی ہے مطلب یہ ہوگا کہ شَرٌّعَظِیْمٌ لَاحَقِیْرٌاَھَرَّذَانَابٍ، لہٰذا "شَرٌّ" مخصوص ہو گیا اور مبتداء بھی بن سکتا ہے۔

5. نکرہ پر خبر مقدم ہو جیسے فِی الدَّارِرَجُلٌ، اصل میں مبتداء مقدم ہوتا ہے جبکہ اس مثال میں "فِی الدَّارِ" خبر ہے جو مقدم ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ جس کا حق مؤخر ہے اسے پہلے لے آنا حصر اور اختصاص کا فائدہ دیتا ہے لہٰذا "فِی الدَّارِ" کے مقدم ہونے کی وجہ سے رجل میں تخصیص پیدا ہوگئی اس لیے اسے مبتداء بنانا درست ہے۔

6. وہ نکرہ جو متکلم کی طرف نسبت کرنے کی وجہ سے خاص ہو جائے جیسے سَلَامٌ عَلَیْکَ میں سَلَامٌ نکرہ مخصوصہ ہے کیونکہ یہ جملہ فعلیہ سے اسمیہ کی طرف معدول ہے اصل میں تھا "سَلَّمْتُ سَلَامًاعَلَیْکَ"، سَلَّمْتُ کو حذف کردیا گیا پھر "سَلَامًا" کے نصب کو رفع سے بدل دیا گیا تاکہ یہ جملہ فعلیہ سے اسمیہ کی طرف معدول ہو جائے اور دوام واستمرار والا معنی دے کیونکہ یہ معنی جملہ اسمیہ سے ہی حاصل ہوتا ہے اور جملہ فعلیہ تجدد وحدوث پر دلالت کرتا ہے۔ اب جب یہ دوام واستمرار پر دلالت کررہا ہے تو معلوم ہوا کہ "سَلَام عَلَیْکَ" میں "سَلَامٌ" عام نہیں ہے بلکہ وہ "سلام" ہے جو یاء متکلم کی طرف منسوب ہے گویا اس کی اصل "سَلَامِیْ عَلَیْکَ" ہے لہٰذا اسلام میں تخصیص پیدا ہوگئی۔

ایک اسم معرفہ ہو اور دوسرا نکرہ تو۔۔۔

اگر دو اسموں میں سے ایک معرفہ ہو اور دوسرا نکرہ ہو تو معرفہ کو مبتداء جبکہ نکرہ کو خبر بنا دیتے ہیں کیونکہ مبتداء میں اصل معرفہ ہونا ہے جبکہ خبر میں اصل نکرہ ہونا ہے جیسے زَيْدٌ قَائِمٌ

دونوں اسم معرفہ ہوں تو۔۔۔

اور اگر دونوں معرفہ ہوں تو جسے چاہیں مبتداء بنا دیں اور جسے چاہیں خبر بنا دیں کیونکہ دونوں معرفہ اور تخصیص کی وجہ سے مبتداء بننے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ لہٰذا جسے آپ مقدم کریں گے وہ مبتداء ہو گا اور جسے آپ مؤخر کریں گے وہ خبر ہو گی۔ اور اگر قرینہ نہ ہو تو مبتداء کو مقدم کرنا واجب ہے تاکہ مبتداء اور خبر کے درمیان التباس پیدا نہ ہو جائے جیسے بَنُوْنَا بَنُوْ اَبْنَائِنَا (ہمارے پوتے ہمارے بیٹے ہیں۔)، اس مثال میں "بَنُوْ اَبْنَائِنَا" مبتداء ہے اور "بَنُوْنَا" خبر اس لیے ہے کہ بنونا مبتداء ہو تو معنی الٹ ہو جائے گا معنی یہ ہو گا "ہمارے بیٹے ہمارے پوتوں کے بیٹے ہیں۔" مصنف علیہ الرحمہ نے تین مثالیں پیش کی ہیں: " اَللّٰہُ اِلٰھُنَا وَمُحَمَّدٌ نَبِیُّنَا وَاٰدَمُ اَبُوْنَا" ان تینوں مثالوں میں دونوں اسم معرفہ ہیں جسے چاہیں مبتداء بنا دیں اور جسے چاہیں خبر بنا دیں۔

متن: وَقَدْ یَکُوْنُ الْخَبَرُ جُمْلَةً اِسْمِیَّةً نَحْوُ زَیْدٌ اَبُوْهُ قَائِمٌ اَوْ فِعْلِیَّةً نَحْوُ زَیْدٌ قَامَ اَبُوْهُ اَوْ شَرْطِیَّةً نَحْوُ زَیْدٌ اِنْ جَاءَنِیْ فَاَکْرَمْتُهٗ اَوْ ظَرْفِیَّةً نَحْوُ زَیْدٌ خَلْفَكَ وَعَمْرٌو فِی الدَّارِ وَالظَّرْفُ مُتَعَلِّقٌ بِجُمْلَةٍ عِنْدَ الْاَکْثَرِ وَھِیَ اِسْتَقَرَّ فِی الدَّارِ مَثَلًا تَقُوْلُ زَیْدٌ فِی الدَّارِ تَقْدِیْرُهٗ زَیْدٌ اِسْتَقَرَّ فِی الدَّارِ وَلَابُدَّ فِی الْجُمْلَةِ مِنْ ضَمِیْرٍ یَعُوْدُ اِلَی الْمُبْتَدَاءِ کَالْھَاءِ فِیْ مَامَرَّ وَیَجُوْزُ حَذْفُهٗ عِنْدَ وُجُوْدِ قَرِیْنَةٍ نَحْوُ اَلسَّمَنُ مَنْوَانِ بِدِرْھَمٍ وَالْبُرُّ الْکُرُّ بِسِتِّیْنَ دِرْھَمًا وَقَدْ یَتَقَدَّمُ الْخَبَرُ عَلَی الْمُبْتَدَاءِ نَحْوُ فِی الدَّارِ زَیْدٌ وَیَجُوْزُ لِلْمُبْتَدَاءِ الْوَاحِدِ اَخْبَارٌ کَثِیْرَةٌ نَحْوُ زَیْدٌ عَالِمٌ فَاضِلٌ عَاقِلٌ

ترجمہ: اور خبر کبھی جملہ اسمیہ ہوتی ہے جیسے زَیْدٌ اَبُوْهُ قَائِمٌ۔ یا کبھی فعلیہ ہوتی ہے جیسے زَیْدٌ قَامَ اَبُوْهُ۔ یا شرطیہ ہوتی ہے جیسے زَیْدٌ اِنْ جَاءَنِیْ فَاَکْرَمْتُهٗ۔ یا ظرفیہ ہوتی ہے جیسے زَیْدٌ خَلْفَكَ وَعَمْرٌو فِی الدَّارِ اور ظرف

اکثر کے نزدیک کسی جملے کے متعلق ہوتا ہے اور وہ اِسْتَقَرَّ ہے فِی الدَّارِ میں مثلاً تو کہے گا زَیْدٌ فِی الدَّارِ تو اس کی تقدیری عبارت ہے زَیْدٌ اِسْتَقَرَّ فِی الدَّارِ اور جملے میں ایک ضمیر کا ہونا ضروری ہے جو مبتداء کی طرف لوٹ رہی ہو جیسے ھاء اس مثال میں جو گزر چکی ہے۔اور قرینہ کے پائے جانے کی وجہ سے ضمیر کو حذف کرنا بھی جائز ہے جیسے اَلسَّمَنُ مَنَوَانِ بِدِرْھَمٍ وَالْبُرُّ الْکُرُّ بِسِتِّیْنَ دِرْھَمًا اور کبھی خبر مبتداء پر مقدم ہوتی ہے جیسے فِی الدَّارِ زَیْدٌ اور ایک مبتداء کے لیے کثیر خبریں ہونا بھی جائز ہے جیسے زَیْدٌ عَالِمٌ فَاضِلٌ عَاقِلٌ۔

تشریح:

وَقَدْ یَکُوْنُ الْخَبَرُ--الخ" کی وضاحت:

یہاں سے مصنف علیہ الرحمہ اس بات کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں کہ خبر میں اصل مفرد ہونا ہے یعنی وہ مرکب تام نہ ہو لیکن کبھی جملہ اسمیہ ہوتی ہے۔ جیسے: زَیْدٌ اَبُوْہُ قَائِمٌ، اس مثال میں "زَیْدٌ" مبتدائے اول ہے اور "اَبُوْہُ" مبتدائے ثانی ہے اور "قَائِمٌ" مبتدائے ثانی کی خبر ہے یہ دونوں جملہ اسمیہ ہو کر مبتدائے اول کی خبر بنیں گے۔

کبھی جملہ فعلیہ ہوتی ہے۔ جیسے: زَیْدٌ قَامَ اَبُوْہُ، اس مثال میں "زَیْدٌ" مبتداء ہے اور "قَامَ اَبُوْہُ" جملہ فعلیہ ہو کر اس کی خبر۔

کبھی شرطیہ ہوتی ہے۔ جیسے: زَیْدٌ اِنْ جَاءَنِیْ فَاَکْرَمْتُہٗ، اس مثال میں " زَیْدٌ " مبتداء ہے۔ اور "اِنْ جَاءَنِیْ" شرط اپنی جزا "فَاَکْرَمْتُہٗ" سے مل کر جملہ شرطیہ ہو کر مبتداء کی خبر۔

کبھی ظرفیہ ہوتی ہے چاہے ظرف زمان ہو یا مکان یا ظرف کے قائم مقام ہو یعنی جار مجرور ہو۔ جیسے: زَیْدٌ خَلْفَکَ، اس مثال میں " زَیْدٌ" مبتداء ہے اور " خَلْفَکَ" فعل مقدر "ثَبَتَ" کا ظرف مکان ہے۔ "ثَبَتَ" فعل ھو ضمیر فاعل اور ظرف سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر خبر۔

عَمْرٌو فِی الدَّارِ، اس مثال میں "عَمْرٌو" مبتداء ہے اور "**فی الدار**"، ثَبَتَ فعل کے متعلق ہو کر خبر۔

خبر ظرف ہو تو فعل یا شبہ فعل کے متعلق ہوتی ہے:

خبر ظرف ہو تو کس کے متعلق ہو گی اس اعتبار سے دو مذہب ہیں: ایک اکثر نحات کا اور دوسرا بعض نحات کا۔ دونوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

اکثر نحات کا مذہب:

اکثر نحات کے نزدیک خبر جب ظرف ہو تو وہ فعل مذکور کے متعلق ہوتی ہے یا فعل مقدر کے متعلق ہوتی ہے اور یہ فعل مقدر اکثر افعال عامہ میں سے ہوتا ہے۔ افعال عامہ یہ ہیں: **کَوْن، ثُبُوْت، حُصُوْل** اور **وُجُوْد**۔ لیکن جب قرینہ پایا جائے تو خاص فعل بھی مقدر نکال سکتے ہیں۔

اکثر نحات کی دلیل:

چونکہ ظرف معمول ہوتا ہے جس کے لیے عامل کی ضرورت ہوتی ہے اور عمل میں اصل فعل ہوتا ہے اس لیے جب عامل کو مقدر ماننا ہے تو اصل یعنی فعل کو ہی مقدر ماننا چاہیے۔

بعض نحات کا مذہب:

بعض نحات کے نزدیک خبر جب ظرف ہو تو اس کا متعلق شبہ فعل ہو گا۔

بعض نحات کی دلیل:

خبر میں اصل مفرد ہونا ہے اور ظرف کا متعلق شبہ فعل مقدر ماننے کی صورت میں ہی خبر مفرد ہو سکتی ہے۔

ظرف لغو اور ظرف مستقر:

اگر ظرف یا جار مجرور کا متعلّق عبارت میں لفظاً موجود ہو تو انہیں "ظرفِ لغو" اور اگر لفظاً موجود نہ ہو تو انہیں "ظرفِ مستقر" کہتے ہیں۔ جیسے "**زَيْدٌ فِي الدَّارِ**" اس مثال میں "**فِي الدَّارِ**، **اِسْتَقَرَّ**" فعل مقدر کے متعلق ہے اصل عبارت "زَيْدُنِ اسْتَقَرَّ فِي الدَّارِ" ہے۔

خبر جملہ ہو تو اس میں ضمیر عائد کا ہونا ضروری ہے:

خبر اگر جملہ ہو تو اس میں ایک ضمیر کا ہونا ضروری ہے جو مبتداء کی طرف لوٹ رہی ہو کیونکہ جملہ خود مستقل ہوتا ہے لہٰذا خبر کا مبتداء کے ساتھ ربط ضروری ہے۔ اسی لیے خبر اگر جملہ خبریہ ہو تو اس میں ایک ضمیر عائد کا ہونا ضروری ہے جو مبتداء کی طرف لوٹے۔ جیسے "زَيْدُنِ اسْتَقَرَّ فِي الدَّارِ" میں "**اِسْتَقَرَّ**" کی "**ھو**" ضمیر مبتداء کی طرف لوٹ رہی ہے۔ ضمیر کے علاوہ عائد کی چند قسمیں ہیں جو درج ذیل ہیں:

1. الف لام کا ہونا۔ جیسے نعم الرجل زید، میں زید مبتدائے مؤخر ہے اور نعم الرجل جملہ فعلیہ ہو کر خبر مقدم، مبتداء کے ساتھ خبر کا ربط قائم کرنے والا الرجل کا الف لام ہے۔

2. اسم ظاہر کا ضمیر کی جگہ ہونا۔ جیسے الحاقۃ ماالحاقۃ،اس مثال میں دوسرا الحاقۃ اسم ظاہر ہے جو ھی ضمیر کی جگہ واقع ہے اگر ضمیر لائی جاتی تو یوں ہوتا الحاقۃ ماھی۔

3. خبر مفسر ہو۔ جیسے ھو اللہ احد،اس مثال میں ھو ضمیر شان مبتداء،اللہ اسم جلالت مبتدائے ثانی اوراحد خبر،مبتدائے ثانی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ ہو کر مبتدائے اول کی خبر،یہ جملہ مبتدائے اول کی تفسیر کررہاہے کہ ھو سے مراد اللہ ہے۔اس کا تفسیر ہوناہی عائد وربط ہے لیکن چونکہ زیادہ تر ربط میں ضمیر ہی استعمال ہوتی ہے اوروہی اصل اور عمدہ ہے اس لیے مصنف علیہ الرحمہ نے اسی کو ذکر کر دیا ہے۔

قرینہ ہونے کی وجہ سے ضمیر عائد حذف کرنا جائز ہے:

جب قرینہ پایا جائے تو ضمیر عائد کو حذف کرنا جائز ہے۔ جیسے "اَلسَّمَنُ مَنْوَانِ بِدِرْهَمٍ "اس مثال میں "**السمن**" مبتدائے اول اور"**منوان** "مبتدائے ثانی ہے جس کی خبر "**بدرهم** "ہے۔"**منوان**" اپنے مبتداء سے مل کر جملہ اسمیہ ہو کر مبتدائے اول "**السمن**"کی خبر ہے اس خبر میں موجود ضمیر محذوف ہے۔کیونکہ بیچنے والا جب بیچ گھی رہاہے تو یقیناً قیمت بھی اسی کی بتارہاہوگا۔اس کی اصل "**اَلسَّمَنُ مَنْوَانِ مِنْهُ بِدِرْهَمٍ**"(دوسیر گھی ایک درہم کے بدلے) تھی۔

دوسری مثال: وَالْبُرُّالْكُرُّبِسِتِّيْنَ دِرْهَمًا ۔اس مثال میں "**البر**"مبتدائے اول ہےاور"**الكرّ**"مبتدائے ثانی ہےاور"**بستين درهما**"اس کی خبر ہے،مبتدائے ثانی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ ہو کر مبتدائے اول کے لیے خبر ہے۔ اس خبر میں موجود ضمیر محذوف ہے۔کیونکہ بیچنے والا جب بیچ گیہوں رہاہے تو یقیناً قیمت بھی اسی کی بتارہاہوگا۔اصل عبارت یوں تھی"وَالْبُرُّالْكُرُّمِنْهُ بِسِتِّيْنَ دِرْهَمًا"۔

خبر کی تقدیم :

خبر میں اصل یہ ہے کہ وہ مؤخر ہو لیکن کبھی مقدم بھی ہو جاتی ہے اور یہ ظرف یا جار مجرور ہونے کی صورت میں ہوگی۔ جیسے "**فِی الدَّارِزَيْدٌ**"،میں"**زيد**"مبتدائے مؤخر ہے اور"**فی الدار**"خبر مقدم ہے۔

ایک سے زائد خبریں:

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک مبتداء کی ایک سے زائد خبریں ہوں کیونکہ خبر حکم ہے اور ایک چیز پر ایک سے زیادہ احکام جاری ہو سکتے ہیں۔ جیسے **زَيْدٌعَالِمٌ فَاضِلٌ عَاقِلٌ**،اس مثال میں عالم،فاضل اور عاقل تین خبریں ہیں۔

متن: وَاعْلَمْ اَنَّ لَهُمْ قِسْمًا اٰخَرَ مِنَ الْمُبْتَدَاِ لَيْسَ مُسْنَدًا اِلَيْهِ وَهُوَ صِفَةٌ وَقَعَتْ بَعْدَ حَرْفِ النَّفْيِ نَحْوُ مَا قَائِمٌ زَيْدٌ اَوْ بَعْدَ حَرْفِ الْاِسْتِفْهَامِ نَحْوُ اَقَائِمٌ زَيْدٌ بِشَرْطِ اَنْ تَرْفَعَ تِلْكَ الصِّفَةُ اِسْمًا ظَاهِرًا نَحْوُ مَا قَائِمٌ نِ الزَّيْدَانِ وَاَقَائِمٌ نِ الزَّيْدَانِ بِخِلَافِ مَا قَائِمَانِ الزَّيْدَانِ

ترجمہ: اور تو جان کہ نحویوں کے نزدیک مبتداء کی ایک دوسری قسم بھی ہے جو مسند الیہ نہیں ہوتی۔ اور وہ صیغہ صفت ہے جو حرف نفی کے بعد واقع ہو جیسے مَا قَائِمٌ زَيْدٌ یا حرف استفہام کے بعد واقع ہو جیسے اَقَائِمٌ زَيْدٌ اس شرط کے ساتھ کہ یہ صفت کا صیغہ اسم ظاہر کو رفع دے جیسے مَا قَائِمٌ نِ الزَّيْدَانِ وَاَقَائِمٌ نِ الزَّيْدَانِ بخلاف مَا قَائِمَانِ الزَّيْدَانِ۔

تشریح:

مبتداء کی قسم ثانی:

نحویوں کے نزدیک مبتداء کی ایک اور قسم بھی ہے جو مسند الیہ نہیں ہوتی بلکہ مسند ہوتی ہے اور اس کے بعد والا اسم خبر نہیں بلکہ فاعل قائم مقام خبر ہوتا ہے۔ نحویوں کے نزدیک مبتداء کی قسم ثانی وہ صیغہ صفت ہے جو حرف استفہام یا حرف نفی کے بعد واقع ہو اس شرط کے ساتھ کہ وہ اسم ظاہر کو رفع دے نہ کہ اسم ضمیر کو۔ جیسے مَا قَائِمٌ زَيْدٌ اور اَقَائِمٌ زَيْدٌ۔ ان دونوں مثالوں میں قائم صیغہ صفت مبتداء ہے اور زید اس کا فاعل قائم مقام خبر ہے۔

حرف نفی اور استفہام کی شرط:

یہ شرط اس لیے لگائی کہ صیغہ صفت ضعیف عامل ہے جو بغیر سہارے کے عمل نہیں کرتا اور جب حرف استفہام یا نفی کے بعد واقع ہو گا تو اسے سہارا مل جائے گا۔

سوال: آپ نے مبتداء کی قسم ثانی کے عمل کے لیے یہ شرط رکھی ہے کہ وہ اسم ظاہر کو رفع دے لیکن اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِيْ، میں صیغہ صفت اسم ضمیر کو رفع دے رہا ہے۔ لہٰذا آپ کا قاعدہ ٹوٹ گیا ہے۔

جواب:اسم ظاہر سے مراد یہ ہے کہ وہ اسم حقیقۃً ظاہر ہو یا حکماً یعنی ضمیر منفصل ہو۔ اگر ضمیر متصل کو رفع دینے والا ہو گا تو وہ مبتداء کی قسم ثانی نہیں ہو گی جیسے ما قائمان الزیدان، اس مثال میں قائمان صفت کا صیغہ ہے جو ھما ضمیر متصل کو رفع دے رہا ہے نہ کہ زیدان کو، کیونکہ صیغہ صفت عمل میں فعل کی طرح ہوتا ہے اور جب فعل کا فاعل اسم ظاہر تو وہ واحد رہتا ہے چاہے فاعل مفرد، تثنیہ یا جمع ہو۔ اور جب فاعل ضمیر ہو تو اگر ضمیر مفرد ہو تو فعل مفرد ہو گا اور اگر ضمیر تثنیہ ہو تو فعل بھی تثنیہ ہو گا اور اگر ضمیر جمع ہو تو فعل بھی جمع ہو گا۔ اس مثال میں بھی صیغہ صفت تثنیہ ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ اس کا فاعل ضمیر تثنیہ ہے اسم ظاہر اس کا فاعل نہیں ہے لہٰذا یہ مبتداء کی قسم ثانی نہیں ہے۔

متن:فَصْلٌ خَبْرُاِنَّ وَاَخَوَاتِهَا وَهِيَ اَنَّ وَكَاَنَّ وَلٰكِنَّ وَلَيْتَ وَلَعَلَّ فَهٰذِهِ الْحُرُوْفُ تَدْخُلُ عَلَى الْمُبْتَدَاءِ وَالْخَبْرِ فَتَنْصِبُ الْمُبْتَدَاءَ وَيُسَمَّى اِسْمَ اِنَّ وَتَرْفَعُ الْخَبْرَ وَيُسَمَّى خَبْرَ اِنَّ فَخَبْرُاِنَّ هُوَ الْمُسْنَدُ بَعْدَ دُخُوْلِهَا نَحْوُ اِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ وَحُكْمُهٗ فِي كَوْنِهٖ مُفْرَدًا اَوْ جُمْلَةً اَوْ مَعْرِفَةً اَوْ نَكِرَةً كَحُكْمِ خَبْرِ الْمُبْتَدَاءِ وَلَا يَجُوْزُ تَقْدِيْمُ اَخْبَارِهَا عَلٰى اَسْمَائِهَا اِلَّا اِذَا كَانَ ظَرْفًا نَحْوُ اِنَّ فِي الدَّارِ زَيْدًا لِمَجَالِ التَّوَسُّعِ فِي الظُّرُوْفِ

ترجمہ:ان اور اس کے ملحقات کی خبر اور یہ ہیں پس یہ حروف مبتداء اور خبر پر داخل ہوتے ہیں اور مبتداء کو نصب دیتے ہیں اور اسے ان کا اسم کہا جاتا ہے اور خبر کو رفع دیتے ہیں اور اسے ان کی خبر کہا جاتا ہے۔ پس ان کی خبر ان حروف کے داخل ہونے کے بعد مسند ہے جیسے اِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ اور اس کا حکم مفرد ہونے میں یا جملہ ہونے میں یا معرفہ ہونے میں یا نکرہ ہونے میں مبتداء کی خبر کی طرح ہے۔ اور ان حروف کی اخبار کی ان کے اسماء پر تقدیم جائز نہیں ہے مگر یہ کہ جب وہ خبر ظرف ہوں جیسے اِنَّ فِي الدَّارِ زَيْدًا ظروف میں وسعت ہونے کی وجہ سے۔

تشریح:

حروف مشبہ بالفعل:

یہ تمام حروف جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں، مبتدا کو نصب اور خبر کو رفع دیتے ہیں. مبتدا کو "حرف مشبہ بالفعل کا اسم" اور خبر کو "حرف مشبہ بالفعل کی خبر" کہتے ہیں۔ جیسے: اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ میں اِنَّ حرف مشبہ بالفعل ہے، زَیْدًا اس کا اسم ہے اور اسی بناء پر منصوب ہے، اور قَائِمٌ، اِنَّ کی خبر ہے اور اسی بناء پر مرفوع ہے۔

حروف مشبہ بالفعل کی خبر کے احکام:

حروف مشبہ بالفعل کی خبر کے وہی احکام ہیں جو مبتدا کی خبر کے ہیں یعنی جس طرح مبتداء کی خبر مفرد ہوتی ہے اور جملہ ہوتی ہے اور معرفہ ہوتی ہے اور نکرہ ہوتی ہے اسی طرح ان حروف کی خبر بھی مفرد، جملہ، معرفہ اور نکرہ ہوتی ہے اور جملہ ہونے کی صورت میں جملہ فعلیہ، اسمیہ، شرطیہ اور ظرفیہ بھی ہو سکتی ہے لیکن جملہ میں ضمیر عائد کا ہونا ضروری ہے جو ان حروف کے اسم کی طرف لوٹے، یہ عائد عموماً ضمیر ہوتی ہے اور اس کے لیے ضروری ہے کہ تذکیر و تانیث اور افراد و تثنیہ و جمع میں مبتدا کے مطابق ہو۔ جیسے: زَیْدٌ ضَرَبَ، اَلزَّیْدَانِ ضَرَبَا، اَلزَّیْدُوْنَ ضَرَبُوْا، هِنْدٌ ضَرَبَتْ۔

حروف مشبہ بالفعل کی خبر کی تقدیم:

حروف مشبہہ بالفعل کی خبر کو نہ تو خود ان حروف پر مقدم کرنا جائز ہے اور نہ ان کے اسماء پر۔ کیونکہ یہ حروف عامل ضعیف ہیں مگر جب خبر ظرف یا جار کا مجرور ہو تو اسماء پر مقدم ہو سکتی ہے۔ جیسے: اِنَّ فِی الدَّارِ زَیْدًا۔ اس مثال میں زید حرف مشبہ بالفعل کا اسم ہے اور "فِی الدَّارِ" ظرف، خبر مقدم ہے۔ یہ تقدیم اس وجہ سے جائز ہے کہ ظرف میں اپنے غیر کی نسبت زیادہ وسعت ہوتی ہے۔

متن: فَصْلٌ اِسْمُ كَانَ وَاَخَوَاتِهَا وَهِيَ صَارَ وَاَصْبَحَ وَاَمْسٰى وَاَضْحٰى وَظَلَّ وَبَاتَ وَرَاحَ وَاٰضَ وَعَادَ وَغَدَا وَمَا زَالَ وَمَا بَرِحَ وَمَا فَتِئَ وَمَا انْفَكَّ وَمَا دَامَ وَلَيْسَ فَهٰذِهِ الْاَفْعَالُ تَدْخُلُ اَيْضاً عَلَى الْمُبْتَدَاءِ وَالْخَبَرِ فَتَرْفَعُ الْمُبْتَدَاءَ وَيُسَمّٰى اِسْمَ كَانَ وَتَنْصِبُ الْخَبَرَ وَيُسَمّٰى خَبَرَ كَانَ فَاِسْمُ كَانَ هُوَ الْمُسْنَدُ اِلَيْهِ بَعْدَ دُخُوْلِهَا نَحْوُ كَانَ زَيْدٌ قَائِمًا وَيَجُوْزُ فِي الْكُلِّ تَقْدِيْمُ اَخْبَارِهَا عَلٰى اَسْمَائِهَا نَحْوُ كَانَ قَائِمًا زَيْدٌ وَعَلٰى نَفْسِ الْاَفْعَالِ اَيْضًا فِي التِّسْعَةِ الْاَوَّلِ نَحْوُ قَائِمًا كَانَ زَيْدٌ وَلَا يَجُوْزُ ذٰلِكَ فِي مَا فِي اَوَّلِهِ مَا فَلَا يُقَالُ قَائِمًا مَا زَالَ زَيْدٌ وَفِي لَيْسَ خِلَافٌ وَبَاقِي الْكَلَامِ فِي هٰذِهِ الْاَفْعَالِ يَجِيْئُ فِي الْقِسْمِ الثَّانِي اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى

ترجمہ:کان اوراس کے ملحقات کااسم اوروہ یہ ہیں: صَارَوَاَصْبَحَ وَاَمْسٰی وَاَضْحٰی وَظَلَّ وَبَاتَ وَرَاحَ وَاٰضَ وَعَادَوَغَدَا وَمَازَالَ وَمَابَرِحَ وَمَافَتِئَ وَمَاانْفَكَّ وَمَادَامَ وَلَيْسَ پس یہ افعال ایسے ہی مبتدااور خبرپر داخل ہوتے ہیں اور مبتداء کورفع دیتے ہیں اوراسے کان کااسم کہتے ہیں اور خبر کونصب دیتے ہیں اوراسے کان کی خبر کہتے ہیں ۔پس کان کااسم ان کے داخل ہونے کے بعد مسندالیہ ہوتاہے جیسے كَانَ زَيْدٌقَائِمًا اور تمام میں ان کی خبروں کاان کے اسماءپر مقدم کرناجائزہے جیسے اورایسے ہی نفس افعال پر بھی مقدم کرناجائزہے پہلے میں وسعت ہونے کی وجہ سے جیسے قَائِمًا كَانَ زَيْدٌ اوریہ اس میں جائزنہیں ہے جس کی ابتداءمیں ماہو۔پس یہ نہیں کہاجائے گا قَائِمًا مَازَالَ زَيْدٌ اور لیس کے بارے میں اختلاف ہے۔اوران افعال کے بارے میں باقی کلام دوسری قسم میں آئے گا۔ان شاءاللہ تعالیٰ

تشریح:

اِسْمُ كَانَ وَاَخَوَاتِهَا۔۔الخ"کی وضاحت:

یہاں سے مصنف علیہ الرحمہ مرفوعات کی چھٹی قسم بیان کررہے ہیں اوروہ ہے افعال ناقصہ کااسم ۔یہ افعال جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں۔مبتدأ کورفع اور خبر کونصب دیتے ہیں۔مبتدأ کو"فعل ناقص کااسم"اور خبر کو"فعل ناقص کی خبر"کہتے ہیں۔جیسے "كَانَ زَيْدٌقَائِمًا"اس مثال میں "كَانَ" فعل ناقص ہے اور"زَيْدٌ" فعل ناقص کااسم ہے اوراسی بناء پر وہ مرفوع ہے۔اور "قَائِمًا" فعل ناقص کی خبرہے اوراسی بناءپروہ منصوب ہے۔

افعال ناقصہ سترہ(۱۷)ہیں:

۱۔كَانَ ۲۔صَارَ ۳۔ظَلَّ ۴۔بَاتَ ۵۔أَصْبَحَ ۶۔أَضْحٰی ۷۔أَمْسٰی ۸۔عَادَ ۹۔اٰضَ ۱۰۔غَدَا ۱۱۔رَاحَ ۱۲۔مَازَالَ ۱۳۔مَاانْفَكَّ ۱۴۔مَابَرِحَ ۱۵۔مَافَتِئَ ۱۶۔مَادَامَ ۱۷۔لَيْسَ۔

افعال ناقصہ کے چند ضروری قواعد:

1. ان کے اسم اور خبر کے وہی احکام ہیں جو مبتدأ اور خبر کے ہیں۔اتنافرق ہے کہ مبتدأ کی خبر مرفوع اور ان کی خبر منصوب ہوتی ہے۔

2. جس طرح مبتدا کی خبر کو مبتدا پر مقدم کرنا جائز ہے اسی طرح افعال ناقصہ کی خبر کو بھی ان کے اسماء پر مقدم کرنا جائز ہے۔ جیسے: **كَانَ قَائِماً زَيْدٌ**۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ یہ افعال ہیں اور افعال قوی عامل ہونے کی وجہ سے مقدم و مؤخر دونوں میں بھی عمل کرسکتے ہیں۔

3. افعال ناقصہ میں سے جن افعال کے شروع میں لفظ "**مَا**" نہیں آتا ان میں خود ان افعال پر بھی خبر کو مقدم کرنا جائز ہے۔ جیسے: **قَائِماً كَانَ زَيْدٌ**۔

4. جن افعال کے شروع میں لفظ "**مَا**" آتا ہے ان میں خود ان افعال پر خبر کو مقدم کرنا جائز نہیں ہے۔ جیسے **قَائِمًا مَازَالَ زَيْدٌ** کہنا درست نہیں ہے۔

5. **لیس** کے بارے میں اختلاف ہے کہ اس کی خبر کو اس پر مقدم کرسکتے ہیں یا نہیں، جمہور کے نزدیک تقدیم جائز ہے، جبکہ بعض منع فرماتے ہیں۔

متن: فَصْلٌ اِسْمُ مَاوَلَاالْمُشَبَّهَتَيْنِ بِلَيْسَ وَهُوَ الْمُسْنَدُاِلَيْهِ بَعْدَ دُخُوْلِهَا نَحْوُ مَازَيْدٌقَائِمًا وَلَارَجُلٌ اَفْضَلُ مِنْكَ وَيُخْتَصُّ لَابِالنَّكِرَةِ وَيَعُمُّ مَابِالْمَعْرِفَةِ وَالنَّكِرَةِ فَصْلٌ خَبْرُلَالِنَفْيِ الْجِنْسِ وَهُوَالْمُسْنَدُبَعْدَدُخُوْلِهَانَحْوُلَارَجُلَ قَايِمٌ

ترجمہ: **مَاوَلَا مُشَبَّهَتَيْنِ بِلَيْسَ** کا اسم وہ ان کے داخل ہونے کے بعد مسندالیہ ہوتا ہے جیسے **مَازَيْدٌقَائِمًا** اور **لَارَجُلٌ اَفْضَلُ مِنْكَ** اور "لا" کو نکرہ کے ساتھ خاص کیا گیا ہے اور "ما" معرفہ اور نکرہ دونوں کو عامل ہے۔ **فصل**: لائے نفی جنس کی خبر اور وہ اس کے داخل ہونے کے بعد مسند ہوتی ہے جیسے **لَارَجُلَ قَائِمٌ**

تشریح:

ماولَا مشبّھتان بِلَیْسَ کا اسم:

وہ مَا اور لَا جو نفی کا معنی دینے اور مبتدا و خبر پر داخل ہونے میں لَیْسَ کے مشابہ ہوتے ہیں۔ جیسے: **مَازَيْدٌ قَائِماً، لَارَجُلٌ اَفْضَلُ مِنْكَ**۔ چونکہ یہ دونوں مبتدا و خبر پر داخل ہونے اور نفی کا معنی دینے میں لَیْسَ کی طرح ہوتے ہیں اس لیے انہیں "**ماولَا مشبّھتان بِلَیْسَ**" کہا جاتا ہے۔ اور اسی لیے یہ دونوں لَیْسَ کا سا عمل بھی کرتے ہیں یعنی مبتدا کو رفع دیتے ہیں جسے "ما یا لا کا اسم" کہا جاتا ہے اور خبر کو نصب دیتے ہیں جسے "ما یا لَا" کی خبر کہا جاتا ہے۔

مااور لامیں فرق:

"لَا" نکرہ کے ساتھ خاص ہے یعنی صرف نکرہ میں عمل کرتا ہے معرفہ میں نہیں کرتا۔ جیسے: **لَا شَجَرٌ مُثْمِراً فِی الْحَدِیْقَةِ، لَا زَیْدٌ شَاعِرٌ**۔ اور "مَا" دونوں میں عمل کرتا ہے۔ جیسے: **مَاھٰذَا بَشَراً، مَا رَجُلٌ قَائِماً**۔

لائے نفی جنس کی تعریف:

وہ حرف جو اپنے بعد واقع ہونے والی جنس سے خبر کی نفی کرتا ہے۔ جیسے: (**لَا رَیْبَ فِیْہِ**) (اس میں کوئی شک کی جگہ نہیں) اس آیت کریمہ میں لفظ "لا" نے قرآن کریم سے جنس ریب کی نفی کردی اور ظاہر کردیا کہ یہ کتاب عظیم اصلا محل شک نہیں۔

لائے نفی جنس کی خبر کے احکام:

لائے نفی جنس جملہ اسمیہ پر داخل ہوتا ہے مبتدأ کو "لَا کا اسم" اور خبر کو "لَا کی خبر" کہتے ہیں۔ جیسے: آیت کریمہ میں ''رَیْبَ'' لائے نفی جنس کا اسم اور ''فِیْہِ'' اس کی خبر ہے۔ اس کے اسم اور خبر کے وہی احکام ہیں جو مبتدأ و خبر کے ہیں۔ اس کی خبر ہمیشہ مرفوع ہوتی ہے۔ جیسے: **لَا رَجُلَ قَائِمٌ**۔

اَلْمَقْصَدُ الثَّانِی فِی الْمَنْصُوْبَاتِ

اَلْاَسْمَاءُ الْمَنْصُوْبَةُ اِثْنَا عَشَرَ قِسْمًا اَلْمَفْعُوْلُ الْمُطْلَقُ وَبِہٖ وَفِیْہِ وَلَہٗ وَمَعَہٗ وَالْحَالُ وَالتَّمْیِیْزُ وَالْمُسْتَثْنٰی وَاِسْمُ اِنَّ وَاَخَوَاتِھَا وَخَبْرُ کَانَ وَاَخَوَاتِھَا وَالْمَنْصُوْبُ بِلَا الَّتِیْ لِنَفْیِ الْجِنْسِ وَخَبْرُ مَا وَلَا الْمُشَبَّھَتَیْنِ بِلَیْسَ **فَصْلٌ** اَلْمَفْعُوْلُ الْمُطْلَقُ وَھُوَ مَصْدَرٌ بِمَعْنٰی فِعْلٍ مَذْکُوْرٍ قَبْلَہٗ وَیُذْکَرُ لِلتَّاکِیْدِ کَضَرَبْتُ ضَرْبًا اَوْ لِبَیَانِ النَّوْعِ نَحْوُ جَلَسْتُ جِلْسَةَ الْقَارِیْ اَوْ لِبَیَانِ الْعَدَدِ کَجَلَسْتُ جَلْسَةً اَوْ جَلْسَتَیْنِ اَوْ جَلَسَاتٍ وَقَدْ یَکُوْنُ مِنْ غَیْرِ لَفْظِ الْفِعْلِ الْمَذْکُوْرِ نَحْوُ قَعَدْتُ جُلُوْسًا وَاَنْبَتَ نَبَاتًا وَقَدْ یُحْذَفُ فِعْلُہٗ لِقِیَامِ قَرِیْنَةٍ جَوَازًا کَقَوْلِكَ لِلْقَادِمِ خَیْرَ مَقْدَمٍ اَیْ قَدِمْتَ قُدُوْمًا خَیْرَ مَقْدَمٍ وَوُجُوْبًا سِمَاعًا نَحْوُ سَقْیًا وَشُکْرًا وَحَمْدًا وَرَعْیًا اَیْ سَقَاكَ اللہُ سَقْیًا وَشَکَرْتُكَ شُکْرًا وَحَمِدْتُكَ حَمْدًا وَرَعَاكَ اللہُ رَعْیًا

ترجمہ: دوسرا مقصد منصوبات کے بارے میں: اسمائے منصوبہ کی بارہ قسمیں ہیں: مفعول مطلق، مفعول بہ، مفعول فیہ، مفعول لہ اور مفعول معہ، حال، تمییز اور مستثنیٰ، اور ان اور اس کے اخوات کا اسم اور کان اور اس کے اخوات کی خبر اور لائے نفی جنس کے ساتھ منصوب اور ماولا مشابھتان بلیس کی خبر **فصل:** مفعول مطلق وہ مصدر ہے جو ایسے فعل کے ہم معنی ہو جو اس سے پہلے مذکور ہو۔ اور مفعول مطلق کو ذکر کیا جاتا ہے تاکید کے لیے جیسے ضَرَبْتُ ضَرْبًا ۔۔یا۔۔بیان نوع کے لیے جیسے جَلَسْتُ جِلْسَةَ الْقَارِیْ ۔۔یا۔۔بیان عدد کے لیے جیسے جَلَسْتُ جَلْسَةً اَوْجَلْسَتَیْنِ اَوْجَلْسَاتٍ ۔ کبھی فعل مذکور کے لفظ کے غیر سے مفعول مطلق ہوتا ہے جیسے قَعَدْتُ جُلُوْسًا وَاَنْبَتَ نَبَاتًا۔ اور کبھی قرینہ کے قیام کی وجہ سے اس کے فعل کو جوازی طور پر حذف کر دیا جاتا ہے جیسے آنے والے کے لیے تیرا کہنا خَیْرَمَقْدَمٍ اَیْ قَدِمْتَ قُدُوْمًا خَیْرَمَقْدَمٍ ۔ اور کبھی وجوباً سماعی طور پر بھی حذف کر دیا جاتا ہے جیسے سَقْیًاوَشُکْرًااَوحَمْدًااَوَرَعْیًااَیْ سَقَاكَ اللہ سَقْیًا وَشَکَرْتُكَ شُکْرًااَوحَمِدْتُكَ حَمْدًااَوَرَعَاكَ اللہ رَعْیًا۔

تشریح:

منصوبات کو مرفوعات کے بعد اور مجرورات سے پہلے ذکر کرنے کی وجہ۔۔۔

مصنف علیہ الرحمہ نے منصوبات کو مرفوعات کے بعد اس لیے ذکر کیا کہ یہ دونوں عامل واحد میں مشترک ہیں اور وہ ہے فعل۔ جیسے ضرب زید عمرا۔ منصوبات کو مجرورات پر مقدم کرنے کی وجہ یہ ہے کہ منصوبات مجرورات کی نسبت زیادہ ہیں اور جو چیز کثیر ہو اسے زیادہ اہمیت دی جاتی ہے اس لیے منصوبات کی اہمیت کے پیش نظر انہیں مجرورات پر مقدم کر دیا گیا۔

منصوبات کس کی جمع ہے؟

منصوبات جمع ہے منصوب کی نہ کہ منصوبۃ کی کیونکہ منصوب اسم کی صفت ہے اور اسم مذکر غیر عاقل ہے اور مذکر غیر عاقل کی جمع الف اور تاء کے ساتھ آتی ہے۔

سوال: مصنف علیہ الرحمہ نے دیگر منصوبات کی طرح لا نفی جنس کا اسم کیوں نہیں کہا؟

جواب: چونکہ لائے نفی جنس کا اسم بہت کم منصوب ہوتا ہے۔اور اگر اسے بھی دیگر منصوبات کی طرح کہہ دیا جاتا تو شبہ پیدا ہوتا کہ شاید لائے نفی جنس کا اسم ہر حال میں یا اکثر حال میں منصوب ہوتا ہے جبکہ ایسا نہیں ہے۔لہٰذا مصنف علیہ الرحمہ نے اس سے عدول کر کے المنصوب بلا التی لنفی الجنس کہہ دیا۔

مفعول مطلق کو دیگر مفاعیل پر مقدم کرنے کی وجہ۔۔

دیگر مفاعیل کسی نہ کسی قید سے مقید ہیں جبکہ مفعول مطلق کسی قید سے مقید نہیں ہے اور جو چیز مطلق ہوتی ہے وہ مقید پر مقدم ہوتی ہے اس لیے مفعول مطلق کو دیگر مفاعیل پر مقدم کر دیا گیا۔

مفعول مطلق کی تعریف:

مفعول مطلق وہ مصدر ہے جو اس سے پہلے فعل مذکور کا ہم معنی ہو چاہے وہ فعل حقیقتاً مذکور ہو یا حکماً۔

حقیقتاً کی مثال: جیسے ضَرَبْتُ ضَرْبًا میں ضَرْبًا مفعول مطلق ہے جس سے پہلے فعل حقیقتاً مذکور ہے۔

حکماً کی مثال: جیسے "فَاِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ" (محمد:4) میں "ضَرْبَ الرِّقَاب" مفعول مطلق ہے۔اس کی اصل تھی اِضْرِبُوْا ضَرْبَ الرِّقَابِ، پس اِضْرِبُوْا کو مصدر پر نصب کے قرینے کی وجہ سے حذف کر دیا گیا ہے اور قاعدہ ہے "اَلْمَحْذُوْفُ کَالْمَذْکُوْرِ" یعنی محذوف مذکور کی طرح ہوتا ہے۔لہٰذا معلوم ہوا کہ مفعول مطلق کا فعل حکماً مذکور ہو سکتا ہے۔

مفعول مطلق کی تعریف کے فوائد قیود:

مصدر: جنس ہے جو تمام مصادر کو شامل ہے۔

بمعنی فعل مذکور: اس سے ضَرَبْتُہٗ تَادِیْبًا میں جو "تَادِیْبًا" ہے خارج ہو گیا کیونکہ یہ فعل مذکور کا ہم معنی نہیں ہے۔

مذکور قبلہ: اس سے اَلضَّرْبُ وَاقِعٌ عَلٰی زَیْدٍ میں "اَلضَّرْب" خارج ہو گیا کیونکہ الضرب سے پہلے کوئی فعل نہیں ہے۔

مفعول مطلق کی اقسام: اس کی تین قسمیں ہیں جو درج ذیل ہیں

1. **مفعول مطلق تاکیدی:** وہ مفعول مطلق جو اپنے فعل کے معنی سے کسی زائد معنی پر دلالت نہ کرے۔ جیسے ضَرَبْتُ ضَرْبًا

2. **مفعول مطلق نوعی:** وہ مفعول مطلق جو اپنے فعل کے معنی سے کسی زائد معنی پر دلالت کرتے ہوئے کسی صورت وشکل پر دلالت کرے۔ جیسے **جَلَسْتُ جِلْسَةَ الْقَارِی**

3. **مفعول مطلق عددی:** وہ مفعول مطلق جو اپنے فعل کے معنی سے کسی زائد معنی پر دلالت کرتے ہوئے تعداد بیان کرے۔ جیسے **جَلَسْتُ جَلْسَةً اَوْ جَلْسَتَیْنِ اَوْ جَلْسَاتٍ**

"قد یکون من غیر لفظ--الخ" کی وضاحت:

یہاں سے مصنف علیہ الرحمہ امام مبرد اور کسائی کا مذہب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ کبھی مفعول مطلق ماقبل فعل مذکور کا غیر ہوتا ہے۔ ماقبل فعل اور مصدر کے درمیان تغایر تین طرح ہو سکتا ہے۔

1. باب اور مادہ دونوں میں مغایرت ہو جیسے **اَوْجَسَ فِی نَفْسِهٖ خِیْفَةً مُّوْسیٰ**، اس مثال میں "**خیفة**" مفعول مطلق ہے اور "**اوجس**" ماقبل فعل مذکور ہے ان دونوں کا باب اور مادہ یعنی حروف اصلیہ ایک دوسرے سے مختلف ہے۔
2. صرف باب میں مغایرت ہو جیسے **اَنْبَتَ نَبَاتًا**، اس مثال میں "**نباتا**" مفعول مطلق ہے جو ثلاثی مجرد باب **نَصَرَ یَنْصُرُ** کا مصدر ہے جبکہ "**انبت**" ماقبل فعل مذکور ثلاثی مزید فیہ کے باب افعال کا مصدر ہے۔
3. صرف مادہ یعنی حروف اصلیہ میں مغایرت ہو جیسے **جَلَسْتُ قُعُوْدًا**، اس مثال میں "**قعودا**" مفعول مطلق ہے اور "**جلست**" ماقبل فعل مذکور ہے ان دونوں کے حروف اصلیہ کے درمیان تغایر پایا جا رہا ہے۔

مفعول مطلق کے فعل کے حذف کی صورتیں:

مفعول مطلق کے فعل کو حذف کرنے کی دو صورتیں ہیں۔ جوازی اور وجوبی۔

جوازی: جب مفعول مطلق کے فعل کو حذف کرنے پر قرینہ حالیہ یا مقالیہ پایا جائے تو اسے حذف کرنا جائز ہے۔

قرینہ حالیہ کی مثال: جیسے کوئی سفر سے آئے تو کہے کہا جائے **خَیْرَ مَقْدَمٍ**۔ یہ اصل میں تھا **قَدِمْتَ قُدُوْمًا خَیْرَ مَقْدَمٍ**، اس میں **قَدِمْتَ** فعل کو حذف کر دیا گیا کیونکہ مخاطب کے آنے والی حالت اس بات پر دلالت کر رہی ہے کہ مخاطب کے آنے پر دلالت کرنے والا فعل محذوف ہے پھر **قُدُوْمًا** کو حذف کر کے اس کی صفت **خَیْرَ مَقْدَمٍ** کو اس کے قائم مقام کر دیا گیا۔

قرینہ مقالیہ کی مثال: جیسے کسی نے پوچھا کَیْفَ ضَرَبْتَ؟(تونے کس کیفیت سے مارا؟)تو جواب میں ضَرَبْتُ فعل کو حذف کر کے صرف "ضَرْبًا شَدِیْدًا" کہہ دینا کافی ہے کیونکہ سائل کا سوال خود ہی "ضَرَبْتُ" فعل کے حذف ہونے پر دلالت کر رہا ہے۔

وجوبی: کبھی مفعول مطلق کے ما قبل فعل مذکور کو وجوباً حذف کر دیا جاتا ہے یہ وجوب سماعی ہے یعنی اہل عرب سے سنا ہی اسی طرح گیا ہے۔ جیسے سقیا، شکرا، حمدا اور رعیا، ان سب کی اصل بالترتیب یہ تھی **سَقَاکَ اللّٰہُ سَقْیًا، شَکَرْتُکَ شُکْرًا، حَمِدْتُکَ حَمْدًا، رَعَاکَ اللّٰہُ رَعْیًا**۔ ان مصادر کے افعال کو کثرت استعمال کی وجہ سے تخفیف کے حصول کے لیے حذف کیا گیا ہے۔

فَصْلٌ اَلْمَفْعُوْلُ بِهٖ وَهُوَ اِسْمٌ مَاوَقَعَ عَلَيْهِ فِعْلُ الْفَاعِلِ كَضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًا وَقَدْ يُتَقَدَّمُ عَلَى الْفَاعِلِ كَضَرَبَ عَمْرًا زَيْدٌ وَقَدْ يُحْذَفُ فِعْلُهٗ لِقِيَامِ قَرِيْنَةٍ جَوَازًا نَحْوُ زَيْدًا فِيْ جَوَابِ مَنْ قَالَ مَنْ اَضْرِبُ وَوُجُوْبًا فِيْ اَرْبَعَةِ مَوَاضِعَ اَلْاَوَّلُ سِمَاعِيٌّ نَحْوُ اِمْرَأً وَنَفْسَهٗ وَاِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ وَاَهْلًا وَسَهْلًا وَالْبَوَاقِيْ قِيَاسِيَةٌ اَلثَّانِيْ اَلتَّحْذِيْرُ وَهُوَ مَعْمُوْلٌ بِتَقْدِيْرِ اِتَّقِ تَحْذِيْرًا مِمَّا بَعْدَهٗ نَحْوُ اِيَّاكَ وَالْاَسَدَ اَصْلُهٗ اِتَّقِكَ وَالْاَسَدَ اَوْ ذُكِرَ الْمُحَذَّرُ مِنْهُ مُكَرَّرًا نَحْوُ اَلطَّرِيْقَ اَلطَّرِيْقَ

ترجمہ: فصل مفعول بہ وہ اسم ہے جس پر فاعل کا فعل واقع ہو جیسے **ضرب زید عمروا**، اور کبھی فاعل پر مفعول بہ کو مقدم کر دیا جاتا ہے جیسے **ضرب عمرا زید**، اور کبھی قرینہ پائے جانے کی وجہ سے اس کے فعل کو حذف کر دیا جاتا ہے جوازی طور پر۔ جیسے زیدا کہنا اس کے جواب میں جو کہے **من اضرب**؟ اور چار جگہوں میں مفعول بہ کو وجوبی طور پر حذف کیا جاتا ہے۔ پہلی جگہ سماعی ہے جیسے امراء ونفسہ اور انتھوا خیرالکم اور اھلا وسھلا اور باقی جگہیں قیاسی ہیں۔ دوسری قسم تحذیر ہے اور وہ معمول ہے اتق کی تقدیر کے ساتھ ڈراتے ہوئے اس سے جو اس کے بعد ہے جیسے **ایاک والاسد** اس کی اصل **اتقک والاسد** تھی یا جس سے ڈرایا گیا ہو اسے مکرر ذکر کیا گیا ہو جیسے **الطریق الطریق**

تشریح:

مفعول بہ کی تعریف:

وہ اسم جس پر فاعل کا فعل واقع ہو۔ جیسے: ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًا (زید نے عمرو کو مارا)۔اس مثال میں عمرو مفعول بہ ہے جس پر زید فاعل کا مارنے والا فعل واقع ہوا ہے۔

مفعول بہ کی اقسام:

اس کی دو قسمیں ہیں: ۱۔صریح ۲۔غیر صریح

1۔صریح کی تعریف:

وہ اسم جو بغیر تاویل کے اور بلا واسطہ حرفِ جر مفعول بہ واقع ہو۔ جیسے: أَکَلْتُ خُبْزاً, رَأَیْتُه

2۔غیر صریح کی تعریف:

وہ اسم جو بتاویل یا بواسطہ حرفِ جر مفعول بہ واقع ہو۔اس کی چند صورتیں ہیں:

۱۔جملہ مفرد کی تاویل میں ہو کر مفعول بہ بنے۔ جیسے: عَلِمْتُ أَنَّکَ عَالِمٌ

۲۔جملہ مصدر کی تاویل میں ہو کر مفعول بہ بنے۔ جیسے: زَعَمْتُ أَنْ تَفُوْزَ

۳۔کوئی اسم حرفِ جر کے واسطے سے مفعول بن رہا ہو۔ جیسے: (أنعَمْتَ عَلَيْهِم)

مفعول بہ کی فاعل پر تقدیم:

اصل ترتیب تو یہ ہے کہ فعل کے بعد فاعل اور پھر مفعول بہ ہو لیکن کبھی مفعول بہ کو فاعل پر مقدم کر دیا جاتا ہے اور یہ اس وجہ سے جائز ہے کہ فعل قوی عامل ہوتا ہے اس کا معمول مقدم ہو یا مؤخر دونوں صورتوں میں یہ عمل کر لیتا ہے۔

مفعول بہ کے فعل کے حذف کی صورتیں:

مفعول بہ کے فعل کو حذف کرنے کی دو صورتیں ہیں۔ جوازی اور وجوبی

جوازی: جب مفعول بہ کے فعل کو حذف کرنے پر قرینہ حالیہ یا مقالیہ پایا جائے تو اسے حذف کرنا جائز ہے۔

قرینہ حالیہ کی مثال: جیسے کوئی مکہ جانے کا ارادہ رکھتا ہو اور مکے جا رہا ہو تو اسے کہنا "**مكة**" یہ مفعول بہ ہے جس کا فعل "اُرِیْدُ" محذوف ہے جس کے حذف پر قرینہ حالیہ دلالت کر رہا ہے۔

قرینہ مقالیہ کی مثال: جیسے کوئی سوال کرے مَنْ اَضْرِبُ؟ تو جواب میں صرف "زَیْدًا" کہہ دینا کافی ہے کیونکہ سائل کے سوال میں مارنے کے بارے میں پوچھا جارہا ہے جو اس بات پر قرینہ ہے کہ جواب میں مارنے والے فعل کو حذف کر دیا گیا ہے۔

وجوبی: مفعول بہ چار جگہوں پر وجوبی طور پر محذوف ہوتا ہے۔ پہلی جگہ سماعی ہے اس کی مثالیں یہ ہیں:

پہلی مثال: جیسے "اِمْرَاَوَنَفْسَهٗ" اس مثال میں "امراً" مفعول بہ ہے جس کے فعل "اُتْرُکْ" کو وجوباً حذف کر دیا گیا ہے۔ اس مثال میں اگر واؤ عاطفہ لیں تو اس کی اصل تھی "اُتْرُکْ اِمْرَاًاُتْرُکْ اِمْرَاً" اور اگر واؤ بمع مصاحبت لیں تو اس کی اصل تھی "اُتْرُکْ اِمْرَاًمَعَ النَّفْسِ"۔

دوسری مثال: جیسے "اِنْتَهُوْاخَیْرًالَّکُمْ" اس مثال میں "خَیْرًا" مفعول بہ ہے جس کے فعل "اقْصِدُوْا" کو وجوباً محذوف کر دیا گیا ہے۔ کیونکہ جس سے منع کیا جارہا ہے وہ خیر نہیں ہے بلکہ کوئی اور چیز ہے اور وہ ہے تین خداؤں کو ماننا، چونکہ نصاریٰ تین خداؤں کے قائل تھے تو انہیں اس سے روکا گیا ہے۔ اصل یوں تھی "اِنْتَهُوْاعَنِ التَّثْلِیْثِ وَاقْصِدُوْاخَیْرًالَّکُمْ"۔

تیسری مثال: جیسے "اَهْلاًوَسَهْلاً" ان دونوں مفعولوں کے فعل کو وجوباً حذف کر دیا گیا ہے اصل عبارت یوں تھی "اَتَیْتَ اَهْلًاوَوَطَیْتَ سَهْلًا" یعنی تو اپنے اہل میں آیا اور تونے نرم زمین کو روندا۔

مفعول بہ کے فعل کے وجوبی حذف کی دوسری جگہ تحذیر:

"**الثانی التحذیر**" سے مصنف علیہ الرحمہ نے مفعول بہ کے فعل کو وجوبی طور پر قیاساً حذف کرنے کی جگہ تحذیر کو بیان کر رہے ہیں۔

تحذیر کی تعریف:

تحذیر کے لغوی معنی ڈرانا، متنبہ کرنا ہیں، جبکہ اصطلاح میں اس سے مراد مخاطب کو کسی ناپسندیدہ و بری چیز سے ڈرانا اور اس سے بچنے کے لیے متنبہ کرنا ہے۔ جیسے **اَلْأَسَدَ، اَلْاَسَدَ** وغیرہ۔ یہ اصل میں **اِحْذَرِالْأَسَدَ، اِحْذَرِالْأَسَدَ** (شیر سے بچ)۔ تھا پھر **اِحْذَرْ** فعل کو حذف کر دیا گیا۔

جسے ڈرایا جائے اسے محذر اور جس چیز سے ڈرایا جائے اسے محذر منہ کہتے ہیں۔ اور محذر منہ سے پہلے **اِتَّقِ، بَاعِدْ، اِحْذَرْ** وغیرہ افعال محذوف نکالے جاتے ہیں۔ اس کے استعمال کی مندرجہ ذیل تین صورتیں ہیں۔

1. ایک ہی اسم کو مکرر ذکر کرنا جیسے: **اَلطَّرِیْقَ اَلطَّرِیْقَ**

2. تحذیر کے لیے لائے جانے والے اسموں کو حرف عطف واؤ کے ذریعے ذکر کرنا جائز ہے۔ جیسے: **اَلْبَرْدَ وَالْمَطَرَ** (بارش اور سردی سے بچ)

3. جو اسم تحذیر کے لیے لائے جائے اسے اکیلے ہی ذکر کرنا۔ جیسے: **اَلْأَسَدَ** (شیر سے بچ)

تحذیر کے استعمال کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ محذر منہ سے پہلے ضمیر منصوب منفصل ذکر کر دی جاتی ہے۔ جیسے **اِیَّاکَ وَالظُّلْمَ** یہ اصل میں **اِیَّاکَ بَاعِدْ وَاِحْذَرِ الظُّلْمَ** تھا۔

ایّاک والاسد کی اصل:

مصنف علیہ الرحمہ نے تحذیر کی مثال **اِیَّاکَ وَالْأَسَدَ** ذکر کی یہ اصل میں **اِتَّقِکَ وَالْأَسَدَ** تھا۔ **اِتَّقِ** فعل کو وقت کی تنگی کی وجہ سے حذف کر دیا گیا اور ضمیر منصوب متصل کو متصل بہ ہونے کی وجہ سے منفصل سے بدل دیا اور بن گیا: **اِیَّاکَ وَالْأَسَدَ**۔

متن: اَلثَّالِثُ مَا اُضْمِرَ عَامِلُهٗ عَلٰی شَرِیْطَةِ التَّفْسِیْرِ وَهُوَ كُلُّ اِسْمٍ بَعْدَهٗ فِعْلٌ اَوْ شِبْهُهٗ يَشْتَغِلُ ذٰلِكَ الْفِعْلُ عَنْ ذٰلِكَ الْاِسْمِ بِضَمِيْرِهٖ اَوْ مُتَعَلِّقِهٖ بِحَيْثُ لَوْ سُلِّطَ عَلَيْهِ هُوَ اَوْ مُنَاسِبُهٗ لَنَصَبَهٗ نَحْوُ زَيْدًا ضَرَبْتُهٗ فَاِنَّ زَيْدًا مَنْصُوْبٌ بِفِعْلٍ مَحْذُوْفٍ مُضْمَرٍ وَهُوَ ضَرَبْتُ يُفَسِّرُهُ الْفِعْلُ الْمَذْكُوْرُ بَعْدَهٗ وَهُوَ ضَرَبْتُهٗ وَلِهٰذَا الْبَابِ فُرُوْعٌ كَثِيْرَةٌ

ترجمہ: تیسری جگہ جس کے عامل کو تفسیر کی شرط پر مضمر رکھا گیا ہو اور وہ ہر ایسا اسم ہے جس کے بعد فعل یا شبہ فعل ہو اس حال میں یہ فعل اس اسم سے اعراض کرنے والا ہو اس کی ضمیر یا اس کے متعلق میں عمل کرنے کی وجہ سے اس حیثیت سے کہ اگر اس فعل یا اس کے مناسب کو اس پر مسلط کر دیا جائے تو وہ اسے نصب دے جیسے زیدا ضربتہ کہ بیشک زید ایسے فعل کی وجہ سے منصوب ہے جو محذوف و مضمر ہے اور وہ ضربت ہے، اس کی تفسیر کر رہا ہے وہ فعل جو اس کے بعد مذکور ہے اور وہ ضربتہ ہے اور اس باب کی کثیر فروع ہیں۔

تشریح:

مفعول بہ کے فعل کو حذف کرنے کی تیسری جگہ:

"مااضمرعامله علی شریطة التفسیر" یعنی وہ مفعول بہ جس کے عامل ناصب کو اس شرط پر حذف کر دیا گیا ہو کہ اس عامل کی تفسیر آگے آ رہی ہے۔ عامل کا حذف اس لیے ضروری ہے کہ یہاں مفسَّر اور مفسِّر کا اجتماع ہو رہا ہے جو ناجائز ہے۔

ماضمرعامله علی شریطة التفسیر کی وضاحت:

جب کسی اسم کے بعد کوئی فعل یا شبہ فعل ہو اور یہ فعل یا شبہ فعل اپنے مابعد ضمیر یا اس سے متصل اسم میں اسطرح عمل کر رہا ہو کہ اگر اسکے مابعد معمول کو حذف کر دیا جائے تو یہ (فعل یا شبہ فعل) ماقبل اسم کو نصب دے اس عمل کو نحویوں کی اصطلاح میں اشتغال بھی کہتے ہیں، اور فعل یا شبہ فعل سے ماقبل آنیوالے اسم کو مشغول عنہ کہتے ہیں۔ جیسے زَیْدًا ضَرَبْتُه (میں نے زید کو مارا) زَیْدًا ضَرَبْتُ أَخَاه، (میں نے زید کے بھائی کو مارا) ان مثالوں میں زَیْدًا مشغول عنہ ہے۔ اور اسکے مابعد فعل بھی ہے جو ضمیر یا اس سے متصل اسم میں اس طرح عمل کر رہا ہے کہ اگر اسکے مابعد معمول کو حذف کر دیا جائے تو یہ ماقبل اسم کو نصب دیگا۔ اصل عبارت اس طرح تھی ضَرَبْتُ زَیْدًا ضَرَبْتُه، اور ضَرَبْتُ زَیْدًا ضَرَبْتُ أَخَاه، پھر زَیْدًا سے پہلے ضَرَبْتُ کو حذف کر دیا گیا، کیونکہ مابعد فعل اس کی تفسیر بیان کر رہا ہے۔ یہاں پہلے فعل کو حذف کرنا واجب ہے۔

متن: اَلرَّابِعُ اَلْمُنَادٰی وَهُوَ اِسْمٌ مَدْعُوٌّ بِحَرْفِ النِّدَاءِ لَفْظًا نَحْوُ یَا عَبْدَاللّٰهِ اَیْ اَدْعُوْ عَبْدَاللّٰهِ وَحَرْفُ النِّدَاءِ قَائِمٌ مَقَامَ اَدْعُوْ وَحُرُوْفُ النِّدَاءِ خَمْسَةٌ یَا وَاَیَا وَهَیَا وَاَیْ وَالْهَمْزَةُ الْمَفْتُوْحَةُ وَقَدْ یُحْذَفُ حَرْفُ النِّدَاءِ لَفْظًا نَحْوُ یُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا وَاعْلَمْ اَنَّ الْمُنَادٰی عَلٰی اَقْسَامٍ فَاِنْ کَانَ مُفْرَدًا مَعْرِفَةً یُبْنٰی عَلٰی عَلَامَةِ الرَّفْعِ کَالضَّمَّةِ وَنَحْوِهَا نَحْوُ یَا زَیْدُ وَیَا رَجُلُ وَیَا زَیْدَانِ وَیَا زَیْدُوْنَ وَیُخْفَضُ بِلَامِ الْاِسْتِغَاثَةِ نَحْوُ یَا لَزَیْدٍ وَیُفْتَحُ بِاِلْحَاقِ اَلِفِهَا نَحْوُ یَا زَیْدَاهْ وَیُنْصَبُ اِنْ کَانَ مُضَافًا نَحْوُ یَا عَبْدَاللّٰهِ اَوْ مُشَابِهًا لِلْمُضَافِ نَحْوُ یَا طَالِعًا جَبَلًا اَوْ نَکِرَةً غَیْرَ مُعَیَّنَةٍ کَقَوْلِ الْاَعْمٰی یَا رَجُلًا خُذْ بِیَدِیْ وَاِنْ کَانَ مُعَرَّفًا بِاللَّامِ قِیْلَ یَا اَیُّهَا الرَّجُلُ وَیَا اَیَّتُهَا الْمَرْاَةُ

ترجمہ: چوتھی جگہ منادیٰ ہے اور وہ ایسا اسم ہے جو حرف نداء کے ذریعے پکارا گیا ہو درحال کہ وہ حرف نداء ملفوظ ہو جیسے یا عبد اللہ یعنی میں عبد اللہ کو بلاتا ہوں اور حرف نداء اعود کے قائم مقام ہے۔ اور حروف نداء پانچ

ہیں: یا، ایا، ھیا، ای اور ہمزہ مفتوحہ۔ کبھی حرف نداء کو لفظی طور پر محذوف کر دیا جاتا ہے جیسے یُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ ھٰذَا اور تو جان کہ منادیٰ کی چند قسمیں ہیں: اگر منادیٰ مفرد معرفہ ہو تو علامتِ رفع پر مبنی ہو گا جیسے ضمہ اوراس کی طرح جیسے یَازَیْدُ وَیَارَجُلُ وَیَازَیْدَانِ وَیَازَیْدُوْنَ اور لام استغاثہ کی وجہ سے جر دیا جاتا ہے جیسے یَالَزَیْدٍ اور الف استغاثہ کی وجہ سے فتحہ دیا جاتا ہے جیسے یَازَیْدَاہُ اور نصب دیا جاتا ہے اگر مضاف ہو جیسے یَاعَبْدَاللهِ یا مشابہ مضاف ہو جیسے یَاطَالِعًا جَبَلًا یا نکرہ غیر معینہ ہو جیسے نابینا کا قول یَارَجُلًا خُذْ بِیَدِیْ اور اگر معرف باللام ہو تو کہا جائے گا یَااَیُّھَاالرَّجُلُ وَیَااَیَّتُھَاالْمَرْاَۃُ

تشریح:

منادیٰ کی تعریف:

منادیٰ اسم مفعول کا صیغہ ہے یعنی جسے پکارا جائے اسے منادیٰ کہتے ہیں جبکہ اصطلاحی طور پر منادیٰ اس اسم کو کہتے ہیں جسے حرف نداء لفظی کے ساتھ پکارا گیا ہو جیسے یَاعَبْدَاللهِ ، اس مثال میں عَبْدَاللہ منادیٰ ہے جسے یا حرف نداء کے ساتھ پکارا گیا ہے جو اَدْعُوْ فعل محذوف کے قائم مقام ہے یعنی اصل میں یَاعَبْدَاللہ، اَدْعُوْعَبْدَاللهِ تھا۔ اَدْعُوْ فعل کو اختصار کی وجہ سے حذف کر دیا اور یا حرف نداء کو اس کے قائم مقام کر دیا گیا۔ یہ یاد رکھیے کہ حروف نداء اَدْعُوْ فعل کے قائم مقام ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ منادیٰ اَدْعُوْ فعل محذوف کا مفعول بہ ہونے کی وجہ سے محلا ہمیشہ منصوب ہوتا ہے اگرچہ بعض اوقات لفظا مرفوع ہوتا ہے۔ جیسے یَازَیْدُ یعنی اَدْعُوْزَیْدًا۔

حرف نداء کو حذف کرنا:

کبھی قرینہ پائے جانے پر تخفیف کی غرض سے حرف نداء کو بھی حذف کر دیا جاتا ہے لیکن یہ اس وقت ہو گا جب منادیٰ اسم جنس، اسم اشارہ،، مستغاث اور مندوب نہ ہو۔ جیسے یُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ ھٰذَا اس مثال میں اَعْرِضْ صیغہ امر حرف نداء کے حذف پر قرینہ ہے اور وہ اس طرح کہ حرف نداء کو مقدر نہ مانیں تو یُوْسُفُ مبتداء بن جائے گا اور مابعد اَعْرِضْ عَنْ ھٰذَا ا خبر ہونی چاہیے لیکن اَعْرِضْ عَنْ ھٰذَا کو خبر نہیں بنا سکتے کیونکہ اَعْرِضْ صیغہ امر انشاء ہے۔ اور انشاء کو بغیر تاویل کے خبر بنانا درست نہیں ہے لہٰذا ماننا پڑے گا کہ یُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ ھٰذَا سے پہلے حرف نداء یا مقدر ہے۔

منادیٰ کی اقسام واعراب:

منادیٰ کی پانچ اقسام ہیں۔

1. **مفرد معرفہ:** یعنی جب منادیٰ معرفہ ہو، مضاف اور مشابہ مضاف نہ ہو۔تو اس صورت میں مرفوع ہو گا۔ جیسے یَازَیْدُ وَیَارَجُلُ وَیَازَیْدَانِ وَیَازَیْدُوْنَ ۔
2. **نکرہ معینہ:** یعنی جب نکرہ معین ہو۔تو اس صورت میں بھی مرفوع ہو گا۔ جیسے یَا رَجُلُ۔
3. **نکرہ غیر معینہ:** یعنی جب منادیٰ نکرہ غیر معین ہو گا تو اس صورت میں منصوب ہو گا۔ جیسے کسی اندھے کا کہنا یَا رَجُلاً خُذْ بِیَدِیْ (اے کوئی آدمی میرا ہاتھ پکڑ)۔
4. **مضاف:** یعنی جب منادیٰ مضاف ہو تو اس صورت میں بھی منصوب ہو گا۔ جیسے یَا سَیِّدَ الْبَشَرِ۔
5. **مشابہ مضاف:** یعنی وہ اسم جو مضاف تو نہ ہو لیکن مضاف کی طرح دوسرے اسم سے ملے بغیر مکمل نہ ہو اور اپنے مابعد میں عامل ہو تو اس صورت میں بھی منصوب ہو گا جیسے یَا طَالِعًا جَبَلاً (اے پہاڑ پر چڑھنے والے)۔

منادیٰ کے ساتھ لام استغاثہ اور الف استغاثہ کا الحاق:

منادیٰ سے پہلے لام استغاثہ ہو تو منادیٰ مجرور ہو گا جیسے یَا لَزَیْدٍ اور اگر اس کے آخر میں الف استغاثہ ہو تو مفتوح ہو گا جیسے یَا زَیْدَاہُ۔ مصیبت کے وقت کسی کو مدد کیلئے نداء کرنا، استغاثہ کہلاتا ہے۔ جیسے یَا لَلْقَوِیِّ لِلضَّعِیْف (اے قوت والے ضعیف کی خبر لے) اور جس سے مدد طلب کی جائے اسے مستغاث کہتے ہیں۔اور جس کے لیے مدد طلب کی جائے اسے مستغاث لہ کہتے ہیں۔ مستغاث پر جو لام آتا ہے وہ مفتوح ہو تا ہے اور مستغاث لہ پر آنے والا لام مکسور ہو تا ہے۔

منادیٰ معرف باللام ہو تو۔۔

اگر منادی معرف باللام ہو تو حرف نداء اور منادی کے درمیان مذکر کی صورت میں اَیُّھَا اور مؤنث کی صورت میں اَیَّتُھَا کا اضافہ کرتے ہیں۔ جیسے یَا اَیُّھَا الاِنْسَانُ اور یَا اَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ۔

متن: وَیَجُوْزُ تَرْخِیْمُ الْمُنَادیٰ وَھُوَ حَذْفُ فِی اٰخِرِہٖ لِلتَّخْفِیْفِ کَمَا تَقُوْلُ فِی مَالِكٍ یَا مَالُ وَفِی مَنْصُوْرٍ یَا مَنْصُ وَفِی عُثْمَانَ یَا عُثْمُ وَیَجُوْزُ فِی اٰخِرِ الْمُنَادیٰ الْمُرَخَّمِ اَلضَّمُّ وَالْحَرْکَۃُ الْاَصْلِیَّۃُ کَمَا تَقُوْلُ فِی یَا حَارِثُ یَا حَارُ وَیَا حَارِ وَاعْلَمْ اَنَّ یَا مِنْ حُرُوْفِ النِّدَاءِ قَدْ تُسْتَعْمَلُ فِی الْمَنْدُوْبِ اَیْضًا وَھُوَ الْمُتَفَجَّعُ عَلَیْہِ بِیَا اَوْ وَا کَمَا یُقَالُ یَا زَیْدَاہُ وَوَا زَیْدَاہُ فَوَا مُخْتَصَّۃٌ

بِالْمَنْدُوْبِ وَیَا مُشْتَرَكَةٌ بَیْنَ النِّدَاءِ وَالْمَنْدُوْبِ وَحُكْمُهُ فِي الْاِعْرَابِ وَالْبِنَاءِ مِثْلُ حُكْمِ الْمُنَادیٰ

ترجمہ:اور منادیٰ کی ترخیم جائز ہے اور وہ اس کے آخر سے تخفیف کے لیے حذف کر دینا ہے جیسے تمہارا کہنا مالک میں یامال اور منصور میں کہنا یامنص اور عثمان میں یاعثم۔اور منادیٰ مرخم کے آخر میں ضمہ اور حرکت اصلیہ بھی جائز ہے جیسے تمہارا کہنا یاحارثُ یاحارُ اور یاحارِ۔اور تو جان کہ حروف نداء میں سے یا کبھی مندوب میں بھی استعمال کیا جاتا ہے اور وہ جس پر یا۔یا۔واو کے ذریعے غم کا اظہار کیا گیا ہو جیسے کہا جائے یَازَیْدَاهْ وَوَازَیْدَاهْ پس وامندوب کے ساتھ خاص ہے اور یانداء اور مندوب میں مشترک ہے اور اس کا حکم اعراب وبناء میں منادیٰ کی طرح ہے۔

تشریح:

ترخیم منادیٰ:

منادٰی کے آخری حرف کو تخفیف کے لئے گرا دینے کو ترخیم کہتے ہیں۔اور ایسے منادٰی کو منادٰی مرخم کہتے ہیں۔ جیسے یَامَالِكُ سے یَا مَالِ اور یَاحَارِثُ سے یَاحَارُ۔

ترخیم کی شرائط:ترخیم کی شرائط یہ ہیں۔

1. منادٰی مضاف نہ ہو۔
2. تین حروف سے زائد ہو۔چنانچہ عُمَرُ میں ترخیم نہیں ہو سکتی۔
3. مبنی بر ضمہ ہو۔

منادٰی مرخم کا اعراب:

ترخیم کے بعد منادی کو اصل حرکت کے مطابق مضموم بھی پڑھ سکتے ہیں اور اس حرکت کے ساتھ بھی جو فی الحال آخری حرف پر موجود ہے۔جیسے یا فاطمةُ کو یا فَاطِمُ اور یا فاطِمَ۔

مندوب:

کسی مردے یا مصیبت پر یَا۔۔یا۔۔وَا کے ذریعے پکار کر رونے کو ندبہ کہتے ہیں۔ جیسے یَازَیْدَاہْ (ہائے زید)۔ جس پر رویا جائے اسے مندوب کہتے ہیں۔ حرفِ ندبہ واؤ، مندوب کے ساتھ ہی خاص ہے۔ جبکہ یا منادیٰ اور مندوب دونوں میں مستعمل ہے۔ مندوب میں اعراب وبناء کا وہی حکم ہے جو منادیٰ کا ہے۔

فَصْلٌ اَلْمَفْعُوْلُ فِيْهِ هُوَ اِسْمٌ مَا وَقَعَ فِعْلُ الْفَاعِلِ فِيْهِ مِنَ الزَّمَانِ وَالْمَكَانِ وَيُسَمّٰى ظَرْفًا وَظُرُوْفُ الزَّمَانِ عَلٰى قِسْمَيْنِ اَلْمُبْهَمُ وَهُوَ مَا لَا يَكُوْنُ لَهٗ حَدٌّ مَعَيَّنٌ كَدَهْرٍ وَحِيْنَ وَالْمَحْدُوْدُ وَهُوَ مَا يَكُوْنُ لَهٗ حَدٌّ مَعَيَّنٌ كَيَوْمٍ وَلَيْلَةٍ وَشَهْرٍ وَسَنَةٍ وَكُلُّهَا مَنْصُوْبٌ بِتَقْدِيْرِ فِيْ تَقُوْلُ صُمْتُ دَهْرًا اَوْسَافَرْتُ شَهْرًا اَيْ فِيْ دَهْرٍ وَشَهْرٍ وَظُرُوْفُ الْمَكَانِ كَذٰلِكَ مُبْهَمٌ وَهُوَ مَنْصُوْبٌ اَيْضًا بِتَقْدِيْرِ فِيْ نَحْوُ جَلَسْتُ خَلْفَكَ وَاَمَامَكَ وَالْمَحْدُوْدُ وَهُوَ مَا لَا يَكُوْنُ مَنْصُوْبًا بِتَقْدِيْرِ فِيْ بَلْ لَابُدَّ مِنْ ذِكْرِ فِيْ فِيْهِ نَحْوُ جَلَسْتُ فِي الدَّارِ وَفِي السُّوْقِ وَفِي الْمَسْجِدِ

ترجمہ: مفعول فیہ وہ اسم ہے جس زمان یا مکان میں فعل واقع ہو اوراسے ظرف کہتے ہیں اور ظروف زمان دو قسموں پر مشتمل ہے۔ مبہم وہ ہے جس کی معین حد نہ ہو جیسے دھر اور حین اور محدود وہ ہے جس کی حد معین ہو جیسے یوم، لیلۃ، شہر اور سنۃ۔ اور یہ تمام فی کے مقدر ہونے کی وجہ سے منصوب ہیں تو کہے گا صُمْتُ دَهْرًا اَوْسَافَرْتُ شَهْرًا یعنی زمانے میں اور شہر میں اور ظروف زمان اسی طرح مبہم ہیں اور وہ ایسے ہی فی کے مقدر ہونے کے ساتھ منصوب ہوتے ہیں جیسے جَلَسْتُ خَلْفَكَ وَاَمَامَكَ اور محدود وہ ہے جو فی کے مقدر ہونے کے ساتھ منصوب نہ ہو بلکہ اس میں فی کا ذکر ضروری ہے جیسے جَلَسْتُ فِي الدَّارِ وَفِي السُّوْقِ وَفِي الْمَسْجِدِ۔

تشریح:

مفعول فیہ کی تعریف:

وہ اسم جو اس زمان یا مکان پر دلالت کرے جس میں فعل واقع ہو۔ جیسے: دَخَلْتُ الْمَدِيْنَةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔ اسے "ظرف" بھی کہتے ہیں۔

ظرف کی اقسام

ظرف کی دو قسمیں ہیں: ا۔ ظرف زمان ۲۔ ظرف مکان

1. **ظرف زمان:** وہ اسم جو اس زمانے پر دلالت کرے جس میں فعل واقع ہو۔ جیسے: **ضَرَبْتُ زَيْدًا يَوْمَ الْجُمُعَةِ**۔

2. **ظرف مکان:** وہ اسم جو اس مکان پر دلالت کرے جس میں فعل واقع ہو۔ جیسے: **دَخَلْتُ الْمَدِيْنَةَ**۔

ظرف زمان کی اقسام:

ظرف زمان کی دو قسمیں ہیں: ا۔ ظرف زمان مبہم ۲۔ ظرف زمان محدود

1. **ظرف زمان مبہم:** وہ اسم جو ایسے زمانے پر دلالت کرے جس کی کوئی حد معین نہ ہو۔ جیسے: **صُمْتُ دَهْراً** (میں نے ایک زمانے تک روزے رکھے)

2. **ظرف زمان محدود:** وہ اسم جو ایسے زمانے پر دلالت کرے جس کی کوئی حد معین ہو۔ جیسے: **صُمْتُ شَهْراً** (میں نے ایک ماہ تک روزے رکھے)

ظرف زمان کے احکام:

(1)۔۔۔۔۔ظرف زمان اگر مبہم (غیر محدود) ہو تو اس پر فِيْ کے حذف کے ساتھ نصب واجب ہے۔ جیسے: **صُمْتُ دَهْراً**۔

(2)۔۔۔۔۔ظرف زمان اگر محدود ہو تو اس پر فِيْ کے حذف کے ساتھ نصب بھی جائز ہے اور فِيْ کے ذکر کے ساتھ جر بھی جائز ہے۔ جیسے: **قُمْتُ يَوْمًا، (اِنَّآ أَنْزَلْنَاهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ)**۔

ظرف مکان کی اقسام:

ظرف مکان کی بھی دو قسمیں ہیں: ا۔ مبہم ۲۔ محدود

1. **ظرف مکان مبہم:** وہ اسم جو ایسی جگہ پر دلالت کرے جس کی کوئی حد معین نہ ہو۔ جیسے: **جَلَسْتُ أَمَامَ الْأَمِيْرِ** (میں امیر کے سامنے بیٹھا)

2. **ظرف مکان محدود:** وہ اسم جو ایسی جگہ پر دلالت کرے جس کی کوئی حد معین ہو۔ جیسے: **دَخَلْتُ الْمَدْرَسَةَ**۔

ظرف مکان کے احکام:

(۱)۔۔۔۔۔اگر ظرف مکان مبہم ہو تو فِيْ کے حذف کے ساتھ منصوب ہو گا۔ جیسے: **جَلَسْتُ أَمَامَ الْأَمِيْرِ**۔

(۲)۔۔۔۔۔اگر ظرف مکان محدود ہو تو فِيْ کے ذکر کے ساتھ مجرور ہو گا۔ جیسے: **ذَهَبْتُ فِي الْمَدْرَسَةِ**۔

فَصْلٌ: اَلْمَفْعُوْلُ لَهٗ هُوَ اِسْمٌ مَا لِاَجْلِهٖ يَقَعُ الْفِعْلُ الْمَذْكُوْرُ قَبْلَهٗ وَيُنْصَبُ بِتَقْدِيْرِ اللَّامِ نَحْوُ ضَرَبْتُهٗ تَادِيْبًا اَىْ لِلتَّادِيْبِ وَ قَعَدْتُ عَنِ الْحَرْبِ جُبْنًا اَىْ لِلْجُبْنِ عِنْدَ الزُّجَاجِ هُوَ مَصْدَرٌ تَقْدِيْرُهٗ اَدَّبْتُهٗ تَادِيْبًا وَ جَبَنْتُ جُبْنًا

ترجمہ: مفعول لہ وہ اسم جس کی وجہ سے وہ فعل واقع ہو جو اس سے پہلے مذکور ہو اور اسے لام کے مقدر ہونے کی وجہ سے نصب دیا جاتا ہے جیسے ضَرَبْتُهٗ تَادِيْبًا یعنی لِلتَّادِيْبِ اور قَعَدْتُ عَنِ الْحَرْبِ جُبْنًا یعنی لِلْجُبْنِ ۔امام زجاج کے نزدیک وہ مصدر ہے اس کی اصل یہ ہے اَدَّبْتُهٗ تَادِيْبًا اور جَبُنْتُ جُبْنًا

تشریح:

مفعول لہ کی تعریف:

وہ مفعول ہے جسے حاصل کرنے کے لیے یا جس کے وجود کی وجہ سے فعل مذکور کو اس سے پہلے ذکر کیا گیا ہو۔ جیسے ضَرَبْتُهٗ تَادِيْبًا (میں نے اسے ادب سکھانے کے لیے مارا) اس مثال میں تَادِيْبًا مفعول لہ ہے جسے حاصل کرنے کے لیے فعل مذکور اس سے پہلے واقع ہے۔ دوسری مثال: " قَعَدْتُ عَنِ الْحَرْبِ جُبْنًا " اس مثال میں "**جُبْنًا**" مفعول لہ ہے جس کے وجود کی وجہ سے فعل مذکور اس سے پہلے واقع ہے۔ مفعول لہ کو **مَفْعُوْلٌ لِأَجْلِهٖ** بھی کہتے ہیں۔

سوال: مصنف علیہ الرحمہ نے مفعول لہ کی تعریف میں فعل کا ذکر کیا ہے جبکہ ضَرْبُ زَيْدٍ عَمْرًا لِلتَّادِيْبِ، زَيْدٌ ضَارِبٌ عَمْرًا تَادِيْبًا اور عَمْرٌو مَضْرُوْبٌ تَادِيْباً ان تینوں مثالوں میں کہیں بھی فعل نہیں ہے۔ لہذا مصنف علیہ الرحمہ کی تعریف جامع مانع نہیں ہے؟

جواب: مصنف علیہ الرحمہ کی فعل سے مراد، لغوی فعل ہے جو مصدر، اسم فاعل اور اسم مفعول کو بھی شامل ہے۔ اور آپ کی مثالوں میں مفعول لہ سے پہلے بالترتیب مصدر، اسم فاعل اور اسم مفعول پایا جا رہا ہے۔ لہذا تعریف جامعیت میں کوئی فرق نہیں ہے۔

مفعول لہ کی پہچان:

مفعول لہ کی ایک پہچان یہ بھی ہے کہ وہ ایسا مصدر ہوتا ہے جو ماقبل فعل کے متعلق سوال کا جواب ہوتا ہے۔ جیسے جب یہ کہا جائے **ضَرَبْتُه**، (میں نے اسے مارا) تو اگر سوال کیا جائے **لِمَاذَا ضَرَبْتَ**؟ کہ (تو نے کیوں مارا؟) تو جواب میں **تَادِيْبًا** کہیں گے۔

مفعول لہ کی قسمیں:

جمہور اور مصنف علیہ الرحمہ کے درمیان مفعول لہ کی اقسام کے بارے میں اختلاف ہے جمہور کے نزدیک مفعول لہ کی ایک ہی قسم ہے جبکہ منصف علیہ الرحمہ کے نزدیک اس کی دو قسمیں ہیں: مفعول لہ صریح اور مفعول لہ غیر صریح

مفعول لہ صریح: جو لام کے مقدر ہونے کی وجہ سے منصوب ہو۔

مفعول له غیر صریح: جو لام مذکور ہونے کی وجہ سے مجرور ہو۔ دونوں کی مثال: جیسے (يَجْعَلُوْنَ أَصَابِعَهُمْ فِيْ أٰذَانِهِمْ مِنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ) ترجمہ کنز الایمان: "اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس رہے ہیں، کڑک کے سبب، موت کے ڈر سے"۔ اس مثال میں "حَذَرَ الْمَوْتِ" مفعول لہ صریح ہے اور "مِنَ الصَّوَاعِقِ" مفعول لہ غیر صریح ہے۔

مفعول لہ منصوب ہونے کی شرائط:

1. مفعول لہ کے منصوب ہونے کے کے پہلی شرط یہ ہے کہ لام مقدر ہو۔
2. مفعول لہ مصدر ہو۔ اگر مصدر نہیں ہو گا تو منصوب بھی نہیں ہو گا، جیسے **وَالْأَرْضَ وَضَعَهَا لِلْأَنَامِ** (اللہ نے زمین کو مخلوق کے لئے بنایا)۔ اس مثال میں ''**للانام**'' مصدر نہ ہونے کی وجہ سے منصوب نہیں ہے۔
3. فعل اور مفعول کا زمانہ ایک ہو نیز دونوں کا فاعل بھی ایک ہی ہو۔ اگر ایسا نہ ہو تو مفعول لہ منصوب نہیں ہو گا۔ جیسے **اَكْرَمْتُكَ الْيَوْمَ لِوَعْدِيْ بِذٰلِكَ أَمْسِ**۔ (میں نے آج آپ کی عزت کی کیونکہ کل میں نے اس کا وعدہ کیا تھا) اس مثال میں فعل کا زمانہ آج ہے اور مفعول (**لوعدی بذلک أمس**) کا زمانہ گزشتہ ہے۔ **أَكْرَمْتُهٗ لِاِكْرَامِهٖ أَخِيْ** (میں نے اس کی عزت کی اس لیے کہ اس نے میرے بھائی کی تعظیم کی) اس مثال میں فعل (**اکرمت**) کا فاعل متکلم ہے جبکہ مفعول لہ (**لاکرامه**) کا فاعل غائب ہے۔ لہٰذا ان دونوں مثالوں میں مفعول لہ منصوب نہیں ہو سکتا۔

امام زجّاج کے نزدیک مفعول لہ کی حیثیت:

امام زجاج کے نزدیک مفعول لہ کی کوئی حیثیت نہیں ہے اور کلام عرب میں جہاں کہیں بھی مفعول لہ استعمال ہوتا ہے وہ مفعول مطلق ہوتا ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ جب مفعول لہ کو تاویل کے ذریعے مفعول مطلق بنانا ممکن ہے تو پھر ایک نئی قسم بنانے کی کیا حاجت ہے۔ لہٰذا ان کے نزدیک دونوں مثالوں کی تاویل یوں ہو گی: اَدَّبْتُهٗ تَادِيْبًا وَ جَبَنْتُ جُبْنًا ۔

امام زجاج کا رد:

امام زجاج کو یہ جواب دیا گیا کہ مفعول لہ کا ذکر علت کی وجہ سے ہوتا ہے جبکہ مفعول مطلق میں یہ چیز نہیں پائی جاتی لہٰذا ماننا پڑے گا کہ مفعول لہ اپنی الگ سے حیثیت رکھتا ہے۔

فَصْلٌ اَلْمَفْعُوْلُ مَعَهٗ هُوَ مَايُذْكَرُ بَعْدَ الْوَاوِ بِمَعْنٰى مَعَ لِمُصَاحَبَةِ مَعْمُوْلِ الْفِعْلِ نَحْوُ جَاءَالْبَرْدُ وَالْجُبَّاتِ وَجِئْتُ اَنَا وَزَيْدًا اَىْ مَعَ الْجُبَّاتِ وَمَعَ زَيْدٍ فَاِنْ كَانَ الْفِعْلُ لَفْظًا وَجَازَ الْعَطْفُ يَجُوْزُ فِيْهِ الْوَجْهَانِ اَلنَّصْبُ وَالرَّفْعُ نَحْوُ جِئْتُ اَنَا وَزَيْدًا وَزَيْدٌ وَاِنْ لَمْ يَجُزِ الْعَطْفُ

تَعَيَّنَ النَّصْبُ نَحْوُ جِئْتُ وَزَيْدًا وَاِنْ كَانَ الْفِعْلُ مَعْنًى وَجَازَ الْعَطْفُ تَعَيَّنَ الْعَطْفُ نَحْوُ مَالِزَيْدٍ وَعَمْرٍو وَاِنْ لَمْ يَجُزِ الْعَطْفُ تَعَيَّنَ النَّصْبُ نَحْوُ مَالَكَ وَزَيْدًا وَمَاشَانُكَ وَعَمْرًا لِاَنَّ الْمَعْنٰى مَاتَصْنَعُ

ترجمہ: مفعول معہ وہ اسم ہے جسے واؤ بمعنی مع کے بعد ذکر کیا گیا فعل کے معمول کی مصاحبت کی وجہ سے جیسے: جَاءَالْبَرْدُ وَالْجُبَّاتِ وَجِئْتُ اَنَا وَزَيْدًا اَىْ مَعَ الْجُبَّاتِ وَمَعَ زَيْدٍ ۔ پس اگر فعل لفظاً ہو اور عطف بھی جائز ہو تو اس میں دونوں وجہیں نصب اور رفع جائز ہیں جیسے ۔ جِئْتُ اَنَا وَزَيْدًا وَزَيْدٌ ۔ اور اگر عطف جائز نہ ہو تو نصب متعین ہو جائے گا جیسے جِئْتُ وَ زَيْدًا۔ اور اگر فعل معنی ہو اور عطف بھی جائز ہو تو عطف متعین ہو جائے گا جیسے مَالِزَيْدٍ وَعَمْرٍو اور اگر عطف جائز نہ ہو تو نصب متعین ہو جائے گا جیسے مَالَكَ وَزَيْدًا وَمَاشَانُكَ وَعَمْرًا کیونکہ فعل معنوی ماتصنع ہے۔

تشریح:

مفعول معہ کی تعریف:

وہ اسم جو ایسی واؤ کے بعد واقع ہو جو مع کے معنی میں ہو۔ یہ واؤ مصاحبت کے لیے ہوتی ہے یعنی اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اس کا مدخول ما قبل فعل کے معمول کے ساتھ ہے۔ چاہے معمول فعل، فاعل ہو یا مفعول بہ ہو۔ فاعل کی مثال: جیسے " جَاءَالْبَرْدُ وَالْجُبَّاتِ "(سردی جبوں کے ساتھ آئی)۔ اس مثال میں "**اَلْجُبَّاتِ**" مفعول معہ ہے جو واؤ بمعنی مع کے بعد واقع ہے اور ما قبل فعل "**جَاءَ**" کے فاعل "**اَلْبَرْدُ**" کا مجیئت (یعنی آنے) والے فعل میں ساتھی اور مصاحب ہے۔ مفعول بہ کی مثال: جیسے "كَفَاكَ وَزَيْدًا دِرْهَمٌ" اس مثال میں "**زید**" مفعول معہ ہے جو واؤ بمعنی مع کے بعد واقع ہے اور ما قبل فعل "**کفیٰ**" کے مفعول بہ "**ک**" ضمیر کا کفایت والے فعل میں ساتھی اور مصاحب ہے۔

مفعول معہ کا اعراب:

1. اگر مفعول معہ کا فعل لفظاً عبارت میں موجود ہو اور عطف بھی جائز ہو تو مفعول معہ پر معطوف علیہ کے مطابق اعراب اور نصب دونوں پڑھ سکتے ہیں۔ جیسے: جِئْتُ أَنَا وَزَيْدٌ اور زَيْداً۔ نصب مفعولیت کی بناء پر اور دوسرا اعراب عطف کی بناء پر دینا درست ہو گا۔

2. اوراگر عطف جائزنہ ہو تو نصب ضروری ہو گا خواہ ماقبل فعل لفظاً ہو یا معنیً۔ جیسے: جِئْتُ وَزَيْدًا۔ کیونکہ اسم ظاہر کا عطف ضمیر مرفوع متصل پر اس وقت جائز ہوتا ہے جب اس کی تاکید ضمیر مرفوع منفصل کے ساتھ لگائی گئی ہو اور یہاں ضمیر متصل کی تاکید نہیں لگائی گئی لہٰذا "زید" کا "تُ" ضمیر متصل پر عطف جائز نہیں ہے۔

3. اگر فعل معنوی ہو (یعنی وہ فعل جو لفظوں میں موجود تو نہ ہو لیکن لفظ سے سمجھا جا رہا ہو) اور عطف جائز ہو تو معطوف علیہ کے مطابق ہی اعراب آئے گا۔ جیسے: مَالِزَيْدٍ وَعَمْرٍو۔ اس مثال میں عمرو کا زید پر عطف جائز ہونے کی وجہ سے عمرو، مجرور ہے کیونکہ فعل معنوی عامل ضعیف ہے اور ہے بھی مخفی۔ جبکہ زید سے پہلے لام جارہ عامل قوی ہے کیونکہ یہ لفظی ہونے کے ساتھ ساتھ ظاہر بھی ہے۔

4. اوراگر فعل معنوی ہو لیکن عطف جائز نہ ہو تو نصب دیا جائے گا۔ اگرچہ عامل خفی ضعیف ہے لیکن اسے عمل دینے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں لہٰذا اسے ہی عمل دیدیا گیا۔ جیسے مَالَكَ وَزَيْدًا وَمَاشَانُكَ وَعَمْرًا ۔ ان دونوں میں زید اور عمرو کا عطف "ک" ضمیر متصل پر ناجائز ہے۔ کیونکہ ضمیر مجرور پر بغیر اعادہ حرف جر کے عطف جائز نہیں ہوتا۔ اور یہاں دنوں مثالوں میں حرف جر کا اعادہ نہیں ہے لہٰذا عطف جائز نہیں ہے۔ اوراگر دوسری مثال میں عمرو کا عطف شانک پر ڈالیں تب بھی ناجائز ہے کیونکہ مقصود تو مخاطب اور عمرو دونوں کی شان کے بارے میں سوال کرنا ہے نہ کہ ایک کی شان اور دوسرے کی ذات کے بارے میں ۔ اوراگر شانک پر عطف کریں تو ایک کی شان اور دوسرے کی ذات کے بارے میں سوال ہو گا جو مقصود کے خلاف ہے۔ مذکورہ دونوں مثالوں میں فعل معنوی ہونے کی دلیل یہ ہے کہ دونوں مثالوں میں ما استفہامیہ ہے اور استفہام اکثر فعل کا ہوتا ہے لہٰذا اس سے فعل سمجھا جا رہا ہے لہٰذا معنی یہ ہو گا: مَاتَصْنَعُ وَزَيْدٌ (تو کیا کرتا ہے زید کے ساتھ) اور مَاتَصْنَعُ وَعَمْرٌو (تو کیا کرتا ہے عمرو کے ساتھ) اسی طرح "مَالِزَيْدٍ وَعَمْرٍو" کا معنی ہے مَايَصْنَعُ زَيْدٌ وَعَمْرٌو (زید اور عمرو کیا کرتے ہیں۔)

تنبیہ: اگر کوئی اسم لفظ مَعَ کے بعد آئے گا تو وہ مفعول معہ نہیں ہو گا۔ جیسے: ذَهَبْتُ مَعَ زَيْدٍ۔

فَصْلٌ اَلْحَالُ لَفْظٌ يَدُلُّ عَلٰى بَيَانِ هَيْئَةِ الْفَاعِلِ اَوِ الْمَفْعُوْلِ بِهٖ اَوْ كِلَيْهِمَا نَحْوُ جَاءَنِيْ زَيْدٌ رَاكِبًا وَضَرَبْتُ زَيْدًا مَشْدُوْدًا وَلَقِيْتُ عَمْرًا رَاكِبَيْنِ وَقَدْ يَكُوْنُ الْفَاعِلُ مَعْنَوِيًّا نَحْوُ زَيْدٌ فِي الدَّارِ قَائِمًا لِاَنَّ مَعْنَاهُ زَيْدٌ اِسْتَقَرَّ فِي الدَّارِ قَائِمًا وَكَذَا الْمَفْعُوْلُ بِهٖ نَحْوُ هٰذَا زَيْدٌ قَائِمًا فَاِنَّ مَعْنَاهُ الْمُشَارُ اِلَيْهِ قَائِمًا هُوَ زَيْدٌ وَالْعَامِلُ فِي الْحَالِ فِعْلٌ اَوْ مَعْنٰى فِعْلٍ وَالْحَالُ نَكِرَةٌ اَبَدًا وَذُوالْحَالِ مَعْرِفَةٌ غَالِبًا كَمَا رَاَيْتَ فِي الْاَمْثِلَةِ الْمَذْكُوْرَةِ فَاِنْ كَانَ ذُوالْحَالِ

نَكِرَةً يَجِبُ تَقْدِيمُ الْحَالِ عَلَيْهِ نَحْوُ جَاءَنِي رَاكِبًا رَجُلٌ لِئَلَّا تَلْتَبِسَ بِالصِّفَةِ فِي حَالَةِ النَّصْبِ فِي مِثْلِ قَوْلِكَ رَأَيْتَ رَجُلًا رَاكِبًا وَقَدْ تَكُونُ الْحَالُ جُمْلَةً خَبَرِيَّةً نَحْوُ جَاءَنِي زَيْدٌ وَغُلَامُهُ رَاكِبٌ أَوْيَرْكَبُ غُلَامُهُ وَمِثَالُ مَاكَانَ عَامِلُهَا مَعْنَى الْفِعْلِ نَحْوُ هٰذَا زَيْدٌ قَائِمًا مَعْنَاهُ أُنَبِّهُ وَأُشِيْرُ وَقَدْ يُحْذَفُ الْعَامِلُ لِقِيَامِ قَرِيْنَةٍ كَمَا تَقُوْلُ لِلْمُسَافِرِ سَالِمًا غَانِمًا أَيْ تَرْجِعُ سَالِمًا غَانِمًا

ترجمہ: حال وہ لفظ ہے جو فاعل یا مفعول بہ یا دونوں کی ہیئت پر دلالت کرے جیسے جَاءَنِي زَيْدٌ رَاكِبًا وَضَرَبْتُ زَيْدًا مَشْدُوْدًا وَلَقِيْتُ عَمْرًا رَاكِبَيْنَ۔ اور کبھی فاعل معنوی ہوتا ہے جیسے زَيْدٌ فِي الدَّارِ قَائِمًا۔ کیونکہ اس کا معنی ہے زَيْدٌ اِسْتَقَرَّ فِي الدَّارِ قَائِمًا (زید قرار پکڑے ہوئے ہیں گھر میں اس حال میں کہ وہ کھڑا ہے)۔ اور اسی طرح مفعول بہ ہے جیسے هٰذَا زَيْدٌ قَائِمًا ۔ کیونکہ اس کا معنی ہے وہ جس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے در حال کہ وہ کھڑا ہونے والا ہے وہ زید ہے۔ اور حال میں عامل فعل ہے یا معنی فعل ہے۔ اور حال ہمیشہ نکرہ ہوتا ہے اور ذوالحال اکثر معرفہ ہوتا ہے جیسا کہ تو نے مذکورہ مثالوں میں دیکھا۔ پس اگر ذوالحال نکرہ ہو تو حال کی اس پر تقدیم واجب ہے جیسے جَاءَنِي رَاكِبًا رَجُلٌ ۔ تاکہ حالت نصب میں صفت کے ساتھ التباس نہ ہو جائے تیرے قول کی " رَأَيْتَ رَجُلًا رَاكِبًا " مثل میں۔ اور کبھی حال جملہ خبریہ ہوتا ہے جیسے جَاءَنِي زَيْدٌ وَغُلَامُهُ رَاكِبٌ أَوْيَرْكَبُ غُلَامُهُ۔ اور اس حال کی مثال جس میں عامل معنی فعل ہو جیسے هٰذَا زَيْدٌ قَائِمًا اس کا معنی "أُشِيْرُ" اور "أُنَبِّهُ" ہے۔ اور کبھی عامل کو قرینہ پائے جانے کی وجہ سے حذف کر دیا جاتا ہے جیسے تیرا مسافر کے لیے کہنا: سَالِمًا غَانِمًا أَيْ تَرْجِعُ سَالِمًا غَانِمًا (تم سلامتی کے ساتھ کامیاب ہو کر واپس آؤ)۔

تشریح:

حال کی تعریف:

حال وہ اسم ہے جو فاعل یا مفعول یا دونوں کی حالت فاعلی یا مفعولی کو بیان کرے۔ جیسے جَاءَنِیْ زَیْدٌ رَاکِبًا (زید میرے پاس آیا اس حال میں کہ وہ سوار تھا) اس مثال میں " رَاکِبًا" حال ہے۔ اور یہ " زَیْدٌ "کی حالت فاعلی کو بیان کر رہا ہے۔ "ضَرَبْتُ زَیْدًا مَشْدُوْدًا" (میں نے زید کو مارا اس حال میں کہ وہ بندھا ہوا تھا) اس مثال میں " مَشْدُوْدًا" حال ہے اور یہ "زَیْدًا" مفعول کی حالت مفعولی کو بیان کر رہا ہے۔ "لَقِیْتُ عَمْرًا رَاکِبَیْنَ "(میں نے عمرو سے ملاقات کی اس حال میں کہ میں اور عمرو دونوں سوار تھے۔) اس مثال میں "راکبین" حال ہے۔ اور یہ "تُ" ضمیر کی حالت فاعلی اور "عمرو" کی حالت مفعولی بیان کر رہا ہے۔

فاعل اور مفعول بہ معنوی بھی ہو سکتا ہے:

فاعل اور مفعول بہ کے لیے ضروری نہیں کہ وہ لفظی ہی ہوں بلکہ معنوی بھی ہو سکتے ہیں۔

فاعل معنوی کی مثال: جیسے "زَیْدٌ فِی الدَّارِ قَائِمًا "اس مثال میں "قَائِمًا" فاعل معنوی سے حال ہے جو لفظوں میں تو موجود نہیں ہے لیکن کلام میں سمجھا جا رہا ہے اس لیے کہ اس کا معنی ہے "زَیْدٌ اِسْتَقَرَّ فِی الدَّارِ قَائِمًا "اور "قَائِمًا" "اِسْتَقَرَّ" کی ضمیر فاعل سے حال ہے۔

مفعول معنوی کی مثال: جیسے ھٰذَا زَیْدٌ قَائِمًا (یہ زید ہے اس حال میں کہ وہ کھڑا ہونے والا ہے)۔ اس مثال میں "قَائِمًا "مفعول معنوی "زَیْد" سے حال ہے اس لیے کہ لفظ کے اعتبار سے یہ مبتداء کی خبر ہے لیکن "ھَا" حرف تنبیہ سے جو معنی تنبیہ اور "ذَا" اسم اشارہ سے جو معنی اشارہ سمجھے جا رہا ہے اس معنی تنبیہ اور اشارہ کے اعتبار سے " زَیْد" مفعول بہ معنوی ہے کہ "ھٰذا" معنی فعل کو متضمن ہے اصل عبارت یوں تھی "اُشِیْرُ اِلٰی زَیْدٍ"--یا--"اُنَبِّهُ اِلٰی زَیْدٍ حَالَ کَوْنِهٖ قَائِمًا" پس زید بواسطہ حرف جر مفعول بہ معنوی ہے اور "قَائِمًا" اس کا حال۔

حال کا عامل:

حال میں عامل ہمیشہ فعل ہوتا ہے چاہے وہ ملفوظ ہو یا مقدر ہو یا چاہے معنی فعل ہو (یعنی اسم فاعل، اسم مفعول، صفت مشبہ، اسم تفضیل، مصدر، ظرف، جار مجرور اور اسمائے افعال میں سے کوئی ایک ہو) اسی طرح ہر وہ کلمہ جس سے معنی فعل مستنبط ہو حال کا عامل ہوتا ہے۔ جیسے حرف نداء، حرف تنبیہ، اسم اشارہ، تمنی، ترجی اور تشبیہ وغیرہ مثلاً "ھٰذَا زَیْدٌ قَائِمًا" سے "اُنَبِّهُ" اور "اُشِیْرُ" اور "یَا زَیْدُ قَائِمًا" سے "اَدْعُو" اور "لَعَلَّهٗ فِی الدَّارِ قَائِمًا" سے "تَرَجَّیْتُ" سمجھا جاتا ہے۔

حال کے احکام:

1. حال ہمیشہ نکرہ ہوتا ہے۔ کیونکہ حال حقیقت میں محکوم بہ ہوتا ہے اور محکوم بہ میں اصل نکرہ ہونا ہے۔ اور ذوالحال اکثر معرفہ یا نکرہ مخصوصہ ہوتا ہے۔ کیونکہ ذوالحال حقیقت میں محکوم علیہ ہوتا ہے اور محکوم علیہ میں اصل معرفہ ہونا ہے۔ اور اگر کبھی حال معرفہ ہو تو یہ نکرہ کی تاویل میں ہو گا۔ جیسے اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ (میں اللہ عزوجل پر ایمان لایا

اس حال میں کہ وہ ایک ہے)اس مثال میں "وَحْدَہٗ" حال ہے جو کہ معرفہ ہے لیکن یہ "مُنْفَرِدًا" کی تاویل میں ہے۔ اور "مُنْفَرِدًا" نکرہ ہے۔

2. اگر ذوالحال نکرہ ہو تو حال کو اس پر مقدم کریں گے۔ جیسے " جَاءَنِی رَاکِبًا رَجُلٌ "اس مثال میں رَاکِبًا، رَجُلٌ کا حال واقع ہو رہا ہے۔ اور "رَجُلٌ" کیونکہ نکرہ ہے۔ اس لئے "رَاکِبًا" حال کو ذوالحال پر مقدم کیا گیا۔ اگر ایسا نہ کیا جائے تو ذوالحال کے منصوب ہونے کی صورت میں حال کا صفت کے ساتھ التباس ہو جائے گا۔ جیسے " رَاَیْتَ رَجُلًا رَاکِبًا" اس مثال میں حال کے ساتھ ساتھ یہ احتمال بھی پایا جارہا ہے کہ "راکبا، رجلا" کی صفت ہو کیونکہ دونوں منصوب ہیں اور مطابقت بھی پائی جارہی ہے۔ لہٰذا اس التباس سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ حال کو ذوالحال پر مقدم کر دیا جائے۔

سوال: ذوالحال کے مرفوع ہونے کی صورت میں التباس کا خوف نہیں ہے لیکن پھر بھی حال کو مقدم کر دیا جاتا ہے۔ کیوں؟

جواب: ذوالحال مرفوع ہونے کی صورت میں حال کو باب کی موافقت کی وجہ سے مقدم کیا جاتا ہے۔

3. کبھی جملہ خبریہ بھی حال واقع ہوتا ہے۔ جیسے " جَاءَنِی زَیْدٌ وَغُلَامُہٗ رَاکِبٌ اَوْیَرْکَبُ غُلَامُہٗ "(میرے پاس زید آیا اس حال میں کہ اس کا غلام سوار تھا۔۔یا۔۔اس کا غلام سوار تھا)۔ پہلی مثال میں " غُلَامُہٗ رَاکِبٌ "جملہ اسمیہ خبریہ زَیْدٌ "فاعل سے حال بن رہا ہے۔ اور دوسری مثال میں " یَرْکَبُ غُلَامُہٗ "جملہ فعلیہ خبریہ " زَیْدٌ "فاعل سے حال بن رہا ہے۔ اور حال کا عامل معنی فعل ہو تو اس کی مثال: جیسے ھٰذَا زَیْدٌ قَائِمًا اس کا معنی "اُشِیْرُ" اور "اُنَبِّہُ" ہے۔

4. جب جملہ حال بن رہا ہو تو اس صورت میں حال اور ذوالحال کے درمیان تعلق پیدا کرنے کیلئے ایک رابطے کا ہونا ضروری ہے اور یہ رابطہ واؤ یا ضمیر یا دونوں ہو سکتے ہیں۔ جیسے " لَا تَضْرِبِ الرَّجُلَ وَھُوَمَظْلُوْمٌ " (آدمی کو نہ مار اس حال میں کہ وہ مظلوم ہے) اس مثال میں تعلق کیلئے واؤ اور ضمیر دونوں موجود ہیں۔ اور " کُنْتُ نَبِیًّا وَّ آدَمُ بَیْنَ الْمَاءِ وَ الطِّیْنِ " (میں نبی تھا اس حال میں کہ آدم پانی اور مٹی کے درمیان تھے) اس مثال میں تعلق پیدا کرنے کیلئے واؤ موجود ہے۔ "ضَرَبْتُ زَیْدًا ھُوَقَائِمٌ " اس میں "ھُوَ" تعلق پیدا کرنے کیلئے موجود ہے۔

5. کبھی قرینہ پائے جانے کی وجہ سے حال کا عامل حذف کر دیا جاتا ہے۔ جیسے تیرا مسافر کے لیے کہنا: " سَالِمًا غَانِمًا "اس مثال میں قرینہ حالیہ پایا جارہا ہے اور وہ ہے مسافر کا واپس لوٹ کر آنا۔ اس کے لیے " تَرْجِعُ " فعل محذوف ہے۔ عبارت یوں بنے گی "تَرْجِعُ سَالِمًا غَانِمًا "(تم سلامتی کے ساتھ کامیاب ہو کر واپس آؤ) ۔" تَرْجِعُ "کی " ھو" ضمیر سے "سالمًا" حال بن رہا ہے۔

فَصْلٌ اَلتَّمْيِيْزُ هُوَ نَكِرَةٌ تُذْكَرُ بَعْدَ مِقْدَارٍ مِّنْ عَدَدٍ اَوْ كَيْلٍ اَوْ وَزْنٍ اَوْ مُسَاحَةٍ اَوْ غَيْرِ ذٰلِكَ مِمَّا فِيْهِ اِبْهَامٌ تَرْفَعُ ذٰلِكَ الْاِبْهَامُ نَحْوُ عِنْدَهٗ عِشْرُوْنَ دِرْهَمًا وَقَفِيْزَانِ بُرًّا وَمَنْوَانِ سَمْنًا وَجَرِيْبَانِ قُطْنًا وَعَلَى التَّمْرَةِ مِثْلُهَا زُبْدًا وَقَدْ يَكُوْنُ عَنْ غَيْرِ مِقْدَارٍ نَحْوُ هٰذَا خَاتَمٌ حَدِيْدًا وَسِوَارٌ ذَهَبًا وَفِيْهِ الْخَفْضُ اَكْثَرُ وَقَدْ يَقَعُ بَعْدَ الْجُمْلَةِ لِرَفْعِ الْاِبْهَامِ عَنْ نِسْبَتِهَا نَحْوُ طَابَ زَيْدٌ نَفْسًا اَوْ عِلْمًا اَوْ اَبًا

ترجمہ: تمیز وہ نکرہ ہے جو مقدار کے بعد ذکر کیا جاتا ہے وہ مقدار عدد ہو یا کیل ہو یا وزن ہو یا مساحت ہو یا ان میں سے کوئی اور ایسی چیز جس میں پوشیدگی ہو۔ تمیز اس پوشیدگی کو دور کرتی ہے۔ جیسے عِنْدَهٗ عِشْرُوْنَ دِرْهَمًا وَقَفِيْزَانِ بُرًّا وَمَنْوَانِ سَمْنًا وَجَرِيْبَانِ قُطْنًا وَعَلَى التَّمْرَةِ مِثْلُهَا زُبْدًا اور کبھی تمیز غیر مقدار سے بھی ہوتی ہے جیسے هٰذَا خَاتَمٌ حَدِيْدًا وَسِوَارٌ ذَهَبًا۔ اور اس میں اکثر کسرہ آتی ہے۔ اور کبھی تمیز جملہ کے بعد واقع ہوتی ہے تاکہ نسبت سے پوشیدگی دور کرے جیسے طَابَ زَيْدٌ نَفْسًا اَوْ عِلْمًا اَوْ اَبًا۔

تشریح:

تمییز کی صورتیں:

تمیز کا لغوی معنی ہے اٹھانا، جدا کرنا جبکہ اصطلاحی تعریف وہ ہے جو مصنف علیہ الرحمہ نے کی ہے۔ اس تعریف کے اعتبار سے تمیز کی تین صورتیں بنتی ہیں: (1) مفرد مقدار سے پوشیدگی دور کرنا۔ (2) مفرد غیر مقدار سے پوشیدگی دور کرنا۔ (3) جملہ کی نسبت سے پوشیدگی دور کرنا۔ ان میں سے ہر ایک کی وضاحت پیش خدمت ہے:

(1) مفرد مقدار سے پوشیدگی دور کرنا:

وہ تمیز جسے مقدار کے بعد ذکر کیا گیا ہو تاکہ مقدار سے ابہام دور کیا جائے۔ جیسے عِنْدَهٗ عِشْرُوْنَ دِرْهَمًا۔

مقدار کی قسمیں:

مقدار کہتے ہیں "مَا يُقَدَّرُ بِهِ الشَّيْئُ" یعنی جس سے کسی چیز کا اندازہ کیا جائے۔ اس کی پانچ قسمیں ہیں:

1. **عدد:** جیسے عِنْدَہٗ عِشْرُوْنَ دِرْھَمًا۔ اس مثال میں "عِشْرُوْنَ" اسم عدد ہے جس میں اس اعتبار سے ابہام پایا جارہا ہے کہ اس کا مصداق کون ہے لیکن "دِرْھَمًا" نے اس ابہام کو ختم کر دیا اور معلوم ہو گیا کہ اس کے پاس بیس درہم ہیں۔

2. **کیل** (یعنی پیمانہ): جیسے عِنْدِیْ قَفِیْزَانِ بُرًّا۔ اس مثال میں "قَفِیْزَانِ" قفیز کا تثنیہ ہے جو کہ ایک قسم کا پیمانہ ہے اس میں مصداق کے اعتبار سے ابہام تھا جسے "بُرًّا" تمیز نے دور کر دیا ہے۔

3. **وزن:** جیسے عِنْدِیْ مَنَوَانِ سَمْنًا۔ اس مثال میں "مَنَوَانِ" "مَنٌّ" کا تثنیہ ہے جو وزن کے لیے استعمال ہوتا ہے اس میں ابہام تھا جسے "سَمْنًا" تمیز نے دور کر دیا ہے۔

4. **مساحت** (یعنی پیائش کرنا): جیسے عِنْدِیْ جَرِیْبَانِ قُطْنًا۔ اس مثال میں "جَرِیْبَانِ" "جَرِیْبٌ" کا تثنیہ ہے جو پیائش کے لیے استعمال ہوتا ہے اس میں ابہام تھا جسے "قُطْنًا" تمیز نے دور کر دیا ہے۔

5. **مقیاس** (وہ چیز جس سے اندازہ کیا جائے): جیسے عَلَی التَّمْرَۃِ مِثْلُھَا زُبَدًا (کھجور پر اسی کی مثل مکھن ہے۔)۔ اس مثال میں "مِثْلُھَا" مقیاس ہے اور "زُبَدًا" اس کی تمیز ہے جو "مِثْلُھَا" سے ابہام کو دور کر رہی ہے۔

(2) مفرد غیر مقدار سے پوشیدگی دور کرنا۔

وہ تمیز جو مقدار کی پانچ قسموں میں سے کسی کے ساتھ بھی تعلق نہ رکھتی ہو۔ جیسے ھٰذَا خَاتَمٌ حَدِیْدًا وَسِوَارٌ ذَھَبًا۔ اس تمیز کو منصوب پڑھنا بھی جائز ہے لیکن کثرت استعمال میں اضافت کی وجہ سے مجرور ہوتی ہے۔

(3) جملہ کی نسبت سے پوشیدگی دور کرنا۔

وہ تمیز جو جملے میں پائی جانے والی نسبت کو دور کرتی ہے۔ جیسے طَابَ زَیْدٌ نَفْسًا۔ اس مثال میں "طَابَ" کی نسبت زید کی طرف ہے اس میں ابہام تھا اور "نَفْسًا" نے اس ابہام کو دور کر دیا ہے۔ اسی طرح "طَابَ زَیْدٌ عِلْمًا" میں "عِلْمًا" نے نسبت سے ابہام کو دور کر دیا ہے۔ اور "طَابَ زَیْدٌ اَبًا" میں "اَبًا" نے نسبت سے ابہام کو دور کر دیا ہے۔

فَصْلٌ اَلْمُسْتَثْنٰی لَفْظٌ یُذْکَرُ بَعْدَ اِلَّا وَاَخَوَاتِھَا لِیُعْلَمَ اَنَّہٗ لَا یُنْسَبُ اِلَیْہِ مَانُسِبَ اِلٰی مَاقَبْلِھَا وَھُوَ عَلٰی قِسْمَیْنِ مُتَّصِلٌ وَھُوَ مَااُخْرِجَ عَنْ مُتَعَدَّدٍ بِاِلَّا وَاَخَوَاتِھَا نَحْوُ جَاءَنِی الْقَوْمُ اِلَّا زَیْدًا وَمُنْقَطِعٌ وَ ھُوَ الْمَذْکُوْرُ بَعْدَ اِلَّا وَاَخَوَاتِھَا غَیْرَ مُخْرَجٍ عَنْ مُتَعَدَّدٍ لِعَدَمِ

دُخُوْلِهٖ فِي الْمُسْتَثْنٰى مِنْهُ نَحْوُ جَاءَنِي الْقَوْمُ اِلَّا حِمَارًا وَاعْلَمْ اَنَّ اِعْرَابَ الْمُسْتَثْنٰى عَلٰى

اَرْبَعَةِ اَقْسَامٍ فَاِنْ كَانَ مُتَّصِلًا وَقَعَ بَعْدَ اِلَّا فِي كَلَامٍ مُوْجَبٍ اَوْ مُنْقَطِعًا كَمَا مَرَّ اَوْ مُقَدَّمًا

عَلَى الْمُسْتَثْنٰى مِنْهُ نَحْوُ مَا جَاءَنِي اِلَّا زَيْدًا اَحَدٌ اَوْ كَانَ بَعْدَ خَلَا وَعَدَا عِنْدَ الْاَكْثَرِ اَوْ بَعْدَ

مَا خَلَا وَمَا عَدَا وَلَيْسَ وَلَا يَكُوْنُ نَحْوُ جَاءَنِي الْقَوْمُ خَلَا زَيْدًا --الخ-- كَانَ مَنْصُوْبًا وَاِنْ كَانَ

بَعْدَ اِلَّا فِي كَلَامٍ غَيْرِ مُوْجَبٍ وَهُوَ كُلُّ كَلَامٍ يَكُوْنُ فِيْهِ نَفْيٌ وَنَهْيٌ وَاِسْتِفْهَامٌ وَالْمُسْتَثْنٰى

مِنْهُ مَذْكُوْرٌ يَجُوْزُ فِيْهِ الْوَجْهَانِ اَلنَّصْبُ وَالْبَدَلُ عَمَّا قَبْلَهَا نَحْوُ مَا جَاءَنِي اَحَدٌ اِلَّا زَيْدًا وَاِلَّا

زَيْدٌ وَاِنْ كَانَ مُفَرَّغًا بِاَنْ يَّكُوْنَ بَعْدَ اِلَّا فِي كَلَامٍ غَيْرِ مُوْجَبٍ وَالْمُسْتَثْنٰى مِنْهُ غَيْرُ مَذْكُوْرٍ

كَانَ اِعْرَابُهٗ بِحَسَبِ الْعَوَامِلِ تَقُوْلُ مَا جَاءَنِي اِلَّا زَيْدٌ وَمَا رَاَيْتَ اِلَّا زَيْدًا وَمَا مَرَرْتَ اِلَّا بِزَيْدٍ

وَاِنْ كَانَ بَعْدَ غَيْرَ وَسِوٰى وَسَوَاءَ وَحَاشَا عِنْدَ الْاَكْثَرِ كَانَ مَجْرُوْرًا نَحْوُ جَاءَنِي الْقَوْمُ غَيْرَ

زَيْدٍ وَسِوٰى زَيْدٍ وَسِوَاءَ زَيْدٍ وَحَاشَا زَيْدٍ وَاعْلَمْ اَنَّ اِعْرَابَ غَيْرُ كَاِعْرَابِ الْمُسْتَثْنٰى بِاِلَّا

تَقُوْلُ جَاءَنِي الْقَوْمُ غَيْرَ زَيْدٍ وَغَيْرَ حِمَارٍ وَمَا جَاءَنِي غَيْرَ زَيْدٍ نِ الْقَوْمُ وَمَا جَاءَنِي اَحَدٌ

غَيْرَ زَيْدٍ وَغَيْرُ زَيْدٍ وَمَا جَاءَنِي غَيْرُ زَيْدٍ وَمَا رَاَيْتَ غَيْرَ زَيْدٍ وَمَا مَرَرْتُ بِغَيْرِ زَيْدٍ وَاعْلَمْ اَنَّ

لَفْظَةَ غَيْرَ مَوْضُوْعَةٌ لِلصِّفَةِ قَدْ تُسْتَعْمَلُ لِلْاِسْتِثْنَاءِ كَمَا اَنَّ لَفْظَةَ اِلَّا مَوْضُوْعَةٌ

لِلْاِسْتِثْنَاءِ وَقَدْ تُسْتَعْمَلُ لِلصِّفَةِ كَمَا فِي قَوْلِهٖ تَعَالٰى لَوْ كَانَ فِيْهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا اَيْ

غَيْرُ اللّٰهِ وَكَذٰلِكَ قَوْلُكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

ترجمہ: مستثنیٰ وہ لفظ ہے جو اِلّا اور اس کے ملحقات کے بعد ذکر کیا گیا ہو تا کہ جانا جائے کہ جو چیز اس کے ما قبل کی طرف منسوب کی گئی ہے وہ اس کی طرف منسوب نہیں ہے۔اوروہ دوقسموں پر مشتمل

ہے۔ متصل: جو اِلّا اور اس کے ملحقات کے ذریعے متعدد سے خارج کیا گیا ہو جیسے جَاءَنِی الْقَوْمُ اِلَّا زَیْدًا۔ یا منقطع: وہ جو اِلّا اور اس کے ملحقات کے بعد ذکر کیا گیا ہو لیکن اسے متعدد سے خارج نہ کیا گیا ہو اس کے مستثنیٰ منہ میں داخل نہ ہونے کی وجہ سے۔ جیسے جَاءَنِی الْقَوْمُ اِلَّا حِمَارًا ۔ تو جان کہ مستثنیٰ کا اعراب چار قسموں پر مشتمل ہے۔ پس اگر مستثنیٰ متصل اِلَّا کے بعد کلام موجب میں واقع ہو یا مستثنیٰ منقطع ہو جیسا کہ گزر چکا یا مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ پر مقدم ہو جیسے مَاجَاءَنِی اِلَّا زَیْدًا اَحَدٌ ۔ یا مستثنیٰ خلا اور عدا کے بعد واقع ہو اکثر کے نزدیک یا ماخلا، ماعدا، لیس اور لا یکون کے بعد واقع ہو جیسے جَاءَنِی الْقَوْمُ خَلَا زَیْدًا۔ وغیرہ تو مستثنیٰ منصوب ہو گا۔ اور اگر مستثنیٰ اِلَّا کے بعد کلام غیر موجب میں ہو اور کلام غیر موجب ہر وہ کلام ہے جس میں نفی، نہی اور استفہام ہو، اور مستثنیٰ منہ مذکور ہو تو اس میں دو وجہیں جائز ہیں۔ نصب اور ما قبل سے بدل جیسے مَاجَاءَنِی اَحَدٌ اِلَّا زَیْدًا وَاِلَّا زَیْدٌ ۔ اور اگر مستثنیٰ مفرغ ہو اس طرح کہ اِلَّا کے بعد کلام غیر موجب میں ہو اور مستثنیٰ منہ مذکور نہ ہو تو اس کا اعراب عوامل کے مطابق ہو گا جیسے تو کہے: مَاجَاءَنِی اِلَّا زَیْدٌ وَمَارَاَیْتَ اِلَّا زَیْدًا وَمَامَرَرْتَ اِلَّا بِزَیْدٍ ۔ اور اگر مستثنیٰ غیر، سویٰ، سواء اور حاشا کے بعد ہو تو اکثر کے نزدیک مجرور ہو گا جیسے جَاءَنِی الْقَوْمُ غَیْرَ زَیْدٍ وَسِوٰی زَیْدٍ وَسَوَاءَ زَیْدٍ وَحَاشَا زَیْدٍ ۔ اور تو جان لے کہ غیر کا اعراب مستثنیٰ باِلَّا کے اعراب کی طرح ہے جیسے تو کہے جَاءَنِی الْقَوْمُ غَیْرَ زَیْدٍ وَغَیْرَ حِمَارٍ وَمَاجَاءَنِی غَیْرَ زَیْدٍ الْقَوْمُ وَمَاجَاءَنِی اَحَدٌ غَیْرُزَیْدٍ وَغَیْرُ زَیْدٍ وَمَاجَاءَنِی غَیْرُ زَیْدٍ وَمَارَاَیْتَ غَیْرَ زَیْدٍ وَمَامَرَرْتُ بِغَیْرِ زَیْدٍ ۔ اور تو جان لے کہ بیشک لفظ غیر صفت کے لیے وضع کیا گیا ہے اور کبھی استثناء کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جیسے لفظ اِلّا استثناء کے لیے وضع کیا گیا ہے اور کبھی صفت کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان میں: لَوْكَانَ فِیْهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا یعنی اللہ تعالیٰ کے علاوہ اسی طرح تمہارا قول لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔

تشریح:

استثناء کی تعریف:

استثناء کا لغوی معنی کسی چیز کو الگ کرنا ہے، جبکہ اصطلاح میں حرف استثناء کے ساتھ کسی کو ما قبل کے حکم سے نکال دینا استثناء کہلاتا ہے۔ جیسے جَاءَنِی الْقَوْمُ اِلَّا زَیْدًا (میرے پاس قوم آئی سوائے زید کے) اس مثال میں "**زَیْد**" کو حرف استثناء **اِلَّا** کے ذریعے ما قبل کے حکم سے خارج کیا گیا ہے۔ جسے خارج کیا جائے اس کو مستثنیٰ اور جس سے خارج کیا جائے اسے مستثنیٰ منہ اور جس حرف کے ذریعے استثناء کیا جائے اس کو حرف استثناء کہتے ہیں۔ جیسے مذکورہ مثال میں **اَلْقَوْمُ** مستثنیٰ منہ اور **زَیْدًا** مستثنیٰ اور **اِلَّا** حرف استثناء ہے۔

حروف استثناء:

حروف استثناء گیارہ ہیں: 1۔اِلَّا 2۔غَیْرَ 3۔سِوٰی 4۔سِوَاءَ 5۔خَلاَ 6۔مَاخَلاَ 7۔عَدَا 8۔مَاعَدَا 9۔حَاشَا 10۔لَیْسَ 11۔لاَیَکُوْنُ۔

مستثنی کی اقسام:

مستثنی کی دو قسمیں ہیں: 1۔ مستثنی متصل 2 ۔ مستثنی منقطع

مستثنی متصل کی تعریف:

مستثنی متصل اسے کہتے ہیں جو مستثنی منہ کے حکم میں داخل ہو لیکن حرف استثناء کے ذریعے اسے نکال دیا گیا ہو۔ جیسے جَاءَنِی الْقَوْمُ اِلَّازَیْدًا ،**زید** ، قوم کے حکم میں داخل تھا لیکن **اِلَّا** حرف استثناء کے ذریعے اس کو نکال دیا گیا۔

مستثنی منقطع کی تعریف:

مستثنی منقطع اسے کہتے ہیں جو مستثنی منہ کے حکم میں داخل نہ ہو۔ جیسے جَاءَنِی الْقَوْمُ اِلَّا حِمَارًا، اس مثال میں **حِمَارًا**، مستثنی ہے جو کہ مستثنی منہ **اَلْقَوْمُ** کے حکم میں داخل نہیں۔

مستثنٰی کے اعراب کو بیان کرنے سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ جس کلام میں استثناء ہو اسکی دو قسمیں ہیں: 1۔ کلام موجب 2۔ کلام غیر موجب

کلام موجب:

جس میں نفی، نہی یا استفہام نہ پایا جائے۔ جیسے جَاءَ الْقَوْمُ اِلَّازَیْدًا۔

کلام غیر موجب:

جس میں نفی، نہی یا استفہام ہو۔ جیسے مَا جَاءَ الْقَوْمُ اِلَّازَیْدًا۔

مستثنی کا اعراب:

مستثنی کے اعراب کی چار صورتیں ہیں: 1۔ منصوب 2۔ منصوب یا ماقبل کے مطابق 3۔ عامل کے مطابق 4۔ مجرور

منصوب:

1. جب مستثنی اِلَّا کے بعد کلام موجب میں واقع ہو، جیسے جَاءَنِی الْقَوْمُ اِلَّازَیْدًا۔
2. جب مستثنی، مستثنی منہ سے پہلے اور کلام غیر موجب میں واقع ہو۔، جیسے مَاجَاءَنِی اِلَّازَیْدًا اَحَدٌ۔
3. جب مستثنی منقطع ہو۔ جیسے جَاءَ الْقَوْمُ اِلَّاحِمَارًا۔
4. جب مستثنی مَاخَلاَ، مَاعَدَا ،لَیْسَ یالاَیَکُوْنُ کے بعد واقع ہو۔ جیسے جَاءَ الْقَوْمُ مَاخَلاَزَیْدًا۔
5. جب مستثنی خَلاَ اور عَدَا کے بعد واقع ہو تو اکثر علماء کے مذہب پر منصوب ہو گا۔ جیسے جَاءَ الْقَوْمُ عَدَازَیْدًا۔

منصوب یا ماقبل کے مطابق:

جب مستثنیٰ کلام غیر موجب میں اِلاَّ کے بعد واقع ہو اور مستثنیٰ منہ مذکور اور مقدم ہو تو دو طرح سے پڑھنا درست ہے منصوب اور ما قبل کے مطابق، جیسے مَاجَاءَنِی اَحَدٌ اِلَّازَیْدًا وَاِلَّازَیْدٌ (میرے پاس کوئی ایک بھی نہیں آیا سوائے زید کے)۔

عامل کے مطابق:

جب مستثنیٰ مفرغ ہو (یعنی مستثنیٰ منہ مذکور نہ ہو) اور کلام غیر موجب میں واقع ہو تو اس صورت میں اس کا اعراب عامل کے مطابق ہو گا۔ جیسے مَاجَاءَنِی اِلَّازَیْدٌ وَمَارَاَیْتُ اِلَّازَیْدًا وَمَامَرَرْتُ اِلَّا بِزَیْدٍ۔

مجرور:

جب مستثنیٰ لفظ غَیْرَ، سِوٰی، سواءَ کے بعد واقع ہو تو مستثنیٰ کو مجرور پڑھیں گے۔ اور اکثر نحویوں کے نزدیک حَاشَا کے بعد بھی مجرور پڑھیں گے۔ جیسے جَاءَنِی الْقَوْمُ غَیْرَزَیْدٍ، جَاءَنِی الْقَوْمُ سِوٰی زَیْدٍ، جَاءَنِی الْقَوْمُ سواءَ زَیْدٍ، جَاءَنِی الْقَوْمُ حَاشَا زَیْدٍ۔

غیر کے اعراب:

لفظ غَیْرُ کا اعراب اِلاَّ کے بعد واقع ہونے والے مستثنیٰ کی طرح ہوتا ہے۔ جیسے: جَاءَنِی الْقَوْمُ غَیْرَزَیْدٍ وَغَیْرَ حِمَارٍ وَمَاجَاءَنِی غَیْرَ زَیْدٍ الْقَوْمُ وَمَاجَاءَنِی اَحَدٌ غَیْرُزَیْدٍ وَغَیْرَزَیْدٍ وَمَاجَاءَنِی غَیْرُزَیْدٍ وَمَارَاَیْتُ غَیْرَزَیْدٍ وَمَامَرَرْتُ بِغَیْرِزَیْدٍ

لفظ غیر کی وضع:

لفظ غیر کی اصل وضع صفت کے معنی کے لیے ہے لیکن کبھی کبھی استثناء کے معنی کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے جس طرح لفظ اِلّا کی وضع استثناء کے معنی کے لیے ہے لیکن کبھی غیر اور صفت کے معنی کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔

اِلَّا، صفت کے معنی میں استعمال ہونے کی مثال: جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان "لَوْکَانَ فِیْهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللهُ لَفَسَدَتَا" یہ عبارت یوں ہو گی: "اٰلِهَةٌ غَیْرُ اللهِ لَفَسَدَتَا" اور اِلَّا، "اٰلِهَةٌ" کی صفت ہے چونکہ اِلّا حرف ہونے کی وجہ سے اس اعراب کو قبول نہیں کرتا جس کا وہ مستحق تھا اس لیے اس کا اعراب مابعد کو دیدیا۔

فَصْلٌ خَبْرُ کَانَ وَاَخَوَاتِهَا هُوَالْمُسْنَدُ بَعْدَ دُخُوْلِهَا نَحْوُ کَانَ زَیْدٌ قَائِمًا وَحُکْمُهُ کَحُکْمِ خَبْرِالْمُبْتَدَاءِ اِلَّا اَنَّهُ یَجُوْزُ تَقْدِیْمُهُ عَلٰی اَسْمَائِهَا مَعَ کَوْنِهِ مَعْرِفَةً بِخِلَافِ خَبْرِالْمُبْتَدَاءِ نَحْوُ کَانَ الْقَائِمَ زَیْدٌ

فَصْلٌ اِسْمُ اِنَّ وَاَخَوَاتِهَا هُوَالْمُسْنَدُ اِلَیْهِ بَعْدَ دُخُوْلِهَا نَحْوُ اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ

ترجمہ: کان اوراس کے ملحقات کی خبر وہ ان کے داخل ہونے کے بعد مسند ہوتی ہے جیسے کَانَ زَیْدٌ قَائِمًا اوراس کا حکم، مبتداء کی خبر کے حکم کی طرح ہے مگر یہ کہ خبر کی ان کے اسماءپر تقدیم جائز ہے معرفہ ہونے کے باوجود، بخلاف مبتداء کی خبر جیسے کَانَ الْقَائِمَ زَیْدٌ۔ **فصل:** اِنَّ اوراس کے ملحقات کا اسم وہ ان کے داخل ہونے کے بعد مسند ہوتا ہے جیسے اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ۔

تشریح:

افعال ناقصہ کی خبر:

افعال ناقصہ کی خبر احکام، شرائط اوراقسام میں مبتداء کی خبر کی طرح ہے یعنی جس طرح مبتداء کی خبر مفرد، جملہ، نکرہ اور معرفہ آسکتی ہے اسی طرح ان کی خبر بھی آسکتی ہے۔ اور جس طرح مبتداء کی خبر وحد، متعدد، مذکوراور محذوف ہوتی ہے اسی طرح ان کی خبر بھی ہوتی ہے۔ لیکن مبتداء کی خبر معرفہ ہونے کی صورت میں مبتداء پر مقدم نہیں ہوسکتی جبکہ افعال ناقصہ کی خبر معرفہ ہونے کے باوجود بھی ان کے اسماء پر مقدم ہوسکتی ہے۔

سوال: مبتداء کی خبر اورافعال ناقصہ کی خبر کے درمیان فرق کیوں ہے؟

جواب: مبتداءاور خبر دونوں کا اعراب ایک جیسا ہے لہذا تقدیم کی صورت میں التباس ہوسکتا تھا جبکہ افعال ناقصہ کے اسم اور خبر کا اعراب مختلف ہے اس لیے التباس کا کوئی خوف نہیں ہے لہذا تقدیم بھی جائز ہو گی۔

منصوبات کی دسویں قسم اِنَّ اوراس کے ملحقات کا اسم ہے جو حروف مشبہ بالفعل کے داخل ہونے کی وجہ سے منصوب ہوتا ہے جیسے اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ ۔

فَصْلٌ اَلْمَنْصُوْبُ بِلَاالَّتِیْ لِنَفْیِ الْجِنْسِ ھُوَ الْمُسْنَدُ اِلَیْہِ بَعْدَ دُخُوْلِھَا یَلِیْھَا نَکِرَۃً مُضَافَۃً نَحْوُ لَاغُلَامَ رَجُلٍ فِی الدَّارِ اَوْمُشَابِھًا لَھَا نَحْوُ لَاعِشْرِیْنَ دِرْھَمًا فِی الْکِیْسِ فَاِنْ کَانَ بَعْدَ لَانَکِرَۃٌ مُفْرَدَۃٌ تُبْنٰی عَلَی الْفَتْحِ نَحْوُ لَارَجُلَ فِی الدَّارِ وَاِنْ کَانَ مَعْرِفَۃً اَوْنَکِرَۃً مَفْصُوْلًا بَیْنَہٗ وَبَیْنَ لَاکَانَ مَرْفُوْعًا وَیَجِبُ تَکْرِیْرُ لَامَعَ اِسْمٍ اٰخَرَ تَقُوْلُ لَازَیْدٌ فِی الدَّارِ وَلَاعَمْرٌو وَلَافِیْھَا

رَجُلٌ وَلَا اِمْرَاَۃٌ وَیَجُوْزُ فِیْ مِثْلِ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ خَمْسَۃُ اَوْجُہٍ فَتْحُھُمَا وَرَفْعُھُمَا وَفَتْحُ الْاَوَّلِ وَنَصْبُ الثَّانِیْ وَفَتْحُ الْاَوَّلِ وَرَفْعُ الثَّانِیْ وَرَفْعُ الْاَوَّلِ وَفَتْحُ الثَّانِیْ وَقَدْ یُحْذَفُ اِسْمُ لَا لِقَرِیْنَۃٍ نَحْوُ لَاعَلَیْکَ اَیْ لَابَاْسَ عَلَیْکَ

ترجمہ: اس کے بارے میں فصل جولائے نفی جنس کے ساتھ منصوب ہو،وہ اس کے داخل ہونے کے بعد مسند الیہ ہوتا ہے اس حال میں کہ اس سے ایسا نکرہ ملاہوا ہو جو مضاف ہو جیسے لَاغُلَامَ رَجُلٍ فِی الدَّارِ۔ یا اس سے مشابہ ہو جیسے لَاعِشْرِیْنَ دِرْھَمًا فِی الْکِیْسِ۔ پس اگر لا کے بعد نکرہ مفردہ ہو تو وہ مبنی علی الفتح ہو گا جیسے لَارَجُلَ فِی الدَّارِ۔ اور اگر اس کے بعد معرفہ ہو یا ایسا نکرہ ہو کہ اس اسم اور لا کے درمیان فاصلہ کیا گیا ہو تو مرفوع ہو گا۔ اور لا کا تکرار دوسرے اسم کے ساتھ واجب ہو گا جیسے تو کہے لَازَیْدٌ فِی الدَّارِ وَلَاعَمْرٌو وَلَافِیْھَا رَجُلٌ وَلَا اِمْرَاَۃٌ اور لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ جیسی مثالوں میں پانچ وجہیں جائز ہیں: دونوں کا فتح، دونوں کا رفع، پہلے کا فتح دوسرے کا نصب، پہلے کا فتح دوسرے کا رفع اور پہلے کا رفع اور دوسرے کا فتح اور کبھی لا کا اسم قرینہ کی وجہ سے حذف کر دیا جاتا ہے جیسے لَاعَلَیْکَ اَیْ لَابَاْسَ عَلَیْکَ۔

تشریح:

لائے نفی جنس کا اسم:

مصنف علیہ الرحمہ نے اِسْمُ لَاالَّتِیْ ۔۔الخ، کے بجائے اَلْمَنْصُوْبُ بِلَاالَّتِیْ ۔۔الخ، کہا کیونکہ لائے نفی جنس کا اسم ہر حال میں منصوب نہیں ہوتا اور اگر اِسْمُ لَاالَّتِیْ ۔۔الخ، کہہ دیا جاتا تو وہم ہو سکتا تھا کہ شاید باقی منصوبات کی طرح لائے نفی جنس کا اسم بھی ہر حال میں منصوب ہوتا ہے۔

لائے نفی جنس کا اسم منصوب ہو گا:

لائے نفی جنس کا اسم دو صورتوں میں منصوب ہو گا:

1۔ جب لا کے بعد بلا فاصلہ نکرہ مضاف ہو۔ جیسے لَاغُلَامَ رَجُلٍ فِی الدَّارِ۔ اس مثال میں لائے نفی جنس کا اسم "غلام" منصوب ہے نکرہ اور متصل مضاف ہونے کی وجہ سے۔

2۔ جب لا کے بعد بلا فاصلہ نکرہ مشابہ مضاف ہو (یعنی مضاف تو نہ ہو لیکن وہ ایسا کلمہ ہو جو اپنا معنی دینے میں مضاف کی طرح مابعد کا محتاج ہو۔) جیسے: لَاعِشْرِيْنَ دِرْهَمًا فِي الْكِيْسِ۔ اس مثال میں "عشرین" مشابہ مضاف ہے کیونکہ اس کا معنی بغیر تمیز کے مکمل نہیں ہوتا لہٰذا یہ نکرہ اور متصل مشابہ مضاف ہونے کی جوہ سے منصوب ہے۔

لائے نفی جنس کا اسم مبنی علی الفتح ہو گا:

اگر لا کے بعد نکرہ مفردہ ہو یعنی نہ مضاف ہو اور نہ ہی مشابہ مضاف ہو تو وہ مبنی علی الفتح ہوتا ہے۔ جیسے: لَارَجُلَ فِي الدَّارِ۔

لائے نفی جنس کا اسم مرفوع ہو گا:

لائے نفی جنس کا اسم دو صورتوں میں مرفوع ہو گا:

1. جب لا کا اسم معرفہ ہو جیسے لَازَيْدٌ فِي الدَّارِ وَلَاعَمْرٌو۔ (نہ زید گھر میں ہے اور نہ ہی عمرو)۔
2. جب لا اور اس کے اسم کے درمیان فاصلہ ہو جیسے: لَافِيْهَا رَجُلٌ وَلَاامْرَأَةٌ (نہ اس میں مرد ہے اور نہ ہی عورت۔) ان دونوں صورتوں میں دوسرے اسم کے ساتھ لا تکرار ضروری ہوتا ہے اور لا کا عمل باطل ہو جاتا ہے۔

سوال: لائے نفی جنس کا اسم معرفہ ہو یا دونوں کے درمیان فاصلہ ہو تو اسم مرفوع کیوں ہوتا ہے اور لا کا تکرار کیوں ضروری ہے؟

جواب: لا کی وضع نکرہ کی نفی کے لیے ہے لہٰذا جب اس کے بعد معرفہ آئے گا تو اس کا عمل باطل ہو جائے گا اور نکرہ مفصولہ میں عمل اس لیے نہیں کرے گا کہ لا ضعیف عامل ہے جو فاصلہ کی وجہ سے عمل نہیں کر پاتا۔ لہٰذا ان دونوں صورتوں میں لا کے عمل نہ کرنے کی وجہ سے اس کا اسم اپنی اصل حالت لوٹ آئے گا اور وہ ہے مرفوع بالا بتداء۔ ان دونوں صورتوں میں لا کا تکرار نفی کی تاکید کے لیے ہوتا ہے اور دوسرے اسم کا تکرار جواب کو سوال کے مطابق کرنے کے لیے ہوتا ہے مثلاً **لَازَيْدٌ فِي الدَّارِ وَلَا عَمْرٌو**، اس کے جواب میں کہنا: **اَزَيْدٌ فِي الدَّارِ اَمِ امْرَاَةٌ**۔

لائے نفی جنس کا اسم نکرہ ہو اور لا کا تکرار ہو تو:

اگر لائے نفی جنس کے بعد اسم نکرہ ہو اور دوسرے نکرہ کے ساتھ لَا کا تکرار ہو تو مابعد اسم کو مرفوع اور منصوب دونوں طرح پڑھنا جائز ہے۔ جیسے: **لَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ** اسے **لَا رَفَثٌ وَلَا فُسُوْقٌ** بھی پڑھ سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ **لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ** میں پانچ صورتیں جائز ہیں۔ اگر پہلے اسم نکرہ کو فتحہ دیں تو دوسرے پر فتحہ، نصب اور رفع تینوں جائز ہیں۔ جیسے: لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ، قُوَّةً، قُوَّةٌ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ، اور اگر پہلے اسم کو رفع دیں تو دوسرے کو رفع اور فتحہ دینا جائز ہیں۔ جیسے: لَاحَوْلٌ وَلَا قُوَّةٌ، قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔

لائے نفی جنس کے اسم کا حذف کرنا:

قرینہ موجود ہو تو لَا کے اسم کو حذف کر دینا جائز ہے۔ جیسے: **لَا عَلَیْکَ** یہ اصل میں **لَا بَأْسَ عَلَیْکَ** ہے، حذف اسم پر قرینہ یہ ہے کہ لائے نفی جنس اسم پر داخل ہوتا ہے جبکہ یہاں حرف "**عَلٰی**" پر داخل ہے اس سے معلوم ہوا کہ اس کا اسم محذوف ہے۔

فَصْلٌ خَبْرُ مَاوَلَا الْمُشَبَّهَتَيْنِ بِلَيْسَ هُوَ الْمُسْنَدُ بَعْدَ دُخُوْلِهَا نَحْوُ مَا زَيْدٌ قَايِمًا وَلَا رَجُلٌ حَاضِرًا وَاِنْ وَقَعَ الْخَبْرُ بَعْدَ اِلَّا نَحْوُ مَا زَيْدٌ اِلَّا قَايِمٌ اَوْ تَقَدَّمَ الْخَبْرُ عَلَى الْاِسْمِ نَحْوُ مَا قَايِمٌ زَيْدٌ اَوْ زِيْدَتْ اِنْ بَعْدَ مَا نَحْوُ مَا اِنْ زَيْدٌ قَايِمٌ بَطَلَ الْعَمَلُ كَمَا رَاَيْتَ فِي الْاَمْثِلَةِ وَهٰذَا لُغَةُ اَهْلِ الْحِجَازِ اَمَّا بَنُوْ تَمِيْمٍ فَلَا يَعْمَلُوْنَهُمَا اَصْلًا قَالَ الشَّاعِرُ عَنْ لِسَانِ بَنِي تَمِيْمٍ شِعْرٌ وَمُهَفْهَفٍ كَالْغُصْنِ قُلْتُ لَهٗ اِنْتَسِبْ-- فَاَجَابَ مَا قَتَلَ الْمُحِبُّ حَرَامٌ بِرَفْعِ حَرَامٍ

ترجمہ: ماولا مشابہ بلیس کی خبر وہ مسند ہوتی ہے ان کے داخل ہونے کے بعد جیسے مَازَیْدٌ قَائِمًا وَلَا رَجُلٌ حَاضِرًا اور اگر خبر اِلّا کے بعد واقع ہو جیسے مَازَیْدٌ اِلَّا قَائِمٌ یا خبر اسم پر مقدم ہو جیسے مَاقَائِمٌ زَیْدٌ یا ما کے بعد اِن کا اضافہ کیا گیا ہو جیسے مَااِنْ زَیْدٌ قَائِمٌ تو عمل باطل ہو جائے گا جیسے آپ نے مثالوں میں دیکھ لیا۔ اور یہ اہل حجاز کی لغت ہے جبکہ بنو تمیم ان دونوں کو اصلاً ہی عمل نہیں دیتے شاعر نے بنو تمیم کی زبان پر شعر کہا: وَمُهَفْهَفٍ كَالْغُصْنِ قُلْتُ لَهٗ اِنْتَسِبْ۔۔ فَاَجَابَ مَاقَتَلَ الْمُحِبُّ حَرَامٌ بِرَفْعِ حَرَامٍ۔

تشریح:

ماولا مشبهتان بلیس کی خبر:

منصوبات کی بارہویں قسم ماولا مشبھتان بلیس کی خبر ہے۔ یہ وہ اسم ہے جو ان دونوں کے داخل ہونے کے بعد مسند ہوتا ہے جیسے: مَازَیْدٌ قَائِمًا وَلَا رَجُلٌ حَاضِرًا ۔ ان دونوں مثالوں میں "ما اور "ما اور لا کے داخل ہونے کے بعد مسند ہیں۔

ما اور لا میں فرق:

1. لَا نکرہ کے ساتھ خاص ہے یعنی صرف نکرہ میں عمل کرتا ہے معرفہ میں نہیں کرتا۔ جیسے: لَا شَجَرٌ مُثْمِرًا فِي الْحَدِيْقَةِ، لَا زَیْدٌ شَاعِرٌ۔ اور مَا دونوں میں عمل کرتا ہے۔ جیسے: مَا هٰذَا بَشَرًا، مَا رَجُلٌ قَائِماً۔

2. مَا صرف زمانہ حال میں کسی چیز کی نفی کرتا ہے جبکہ لَا مطلقاً نفی کے لیے ہے۔

درج ذیل صورتوں میں ان کا عمل باطل ہو جاتا ھے:

1. ان کی خبر اِلَّا کے بعد واقع ہو۔ جیسے: مَازَیْدٌ اِلَّا قَائِمٌ ۔اس صورت میں عمل اس لیے باطل ہوا کہ ان دونوں حروف کی لیس کے ساتھ مشابہت نفی میں ہے لہٰذا جب اِلَّا کی وجہ سے نفی ختم ہو گئی تو عمل بھی باطل ہو گیا۔
2. مَا اور لَا کی خبر اِن کے اسم سے پہلے آجائے۔ جیسے: مَاقَائِمٌ زَیْدٌ۔اس صورت میں ان کا عمل اس لیے باطل ہوا کہ یہ عامل ضعیف ہیں۔ لہٰذا یہ اسی وقت عمل کریں گے جب دونوں معمول اپنی ترتیب کے مطابق ہوں۔
3. مَا اور اس کے اسم کے درمیان اِنْ زائدہ سے فاصلہ آجائے۔ جیسے: مَااِنْ زَیْدٌ قَائِمٌ۔اس صورت میں ان کا عمل اس لیے باطل ہوا کہ یہ عامل ضعیف ہیں۔ جب ان کے اور اسم کے درمیان کلمہ ان کے ذریعے فاصلہ ہو گا تو یہ اپنے ضعف کی وجہ سے عمل نہیں کریں گے۔

مااور لاکاعمل:

مااور لا کا عامل ہونا اہل حجاز کے نزدیک ہے جبکہ بنو تمیم والے ان دونوں کو بالکل ہی عامل نہیں مانتے۔ اہل حجاز کے قول کی تائید قرآن پاک سے بھی ہوتی ہے جیسے فرمایا گیا: **مَاهٰذَا بَشَرًا**۔

اور بنو تمیم کی دلیل زہیر نامی شاعر کا شعر ہے:

وَ مُهَفْهَفٍ كَالْغُصْنِ قُلْتُ لَهٗ اِنْتَسِبْ۔۔۔فَاَجَابَ مَا قَتْلُ الْمُحِبِّ حَرَامٌ

ترجمہ: اور میں نے بعض باریک کمر والوں سے کہا جو نزاکت میں ٹہنیوں کی مانند ہیں کہ تم اپنا نسب بیان کرو۔۔ پس اس نے جواب دیا کہ میرے نزدیک عاشق کا قتل حرام نہیں ہے۔

اس شعر میں "ما" عمل نہیں کر رہا کیونکہ اس کا مابعد "قَتْلُ الْمُحِبِّ" ہے مبتداء ہونے اور "حَرَامٌ" خبر ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے۔

اَلْمَقْصَدُ الثَّالِثُ فِی الْمَجْرُوْرَاتِ

اَلْاَسْمَاءُ الْمَجْرُوْرَةُ هِیَ الْمُضَافُ اِلَیْهِ فَقَطْ وَهُوَ كُلُّ اِسْمٍ نُسِبَ اِلَیْهِ شَیْءٌ بِوَاسِطَةِ حَرْفِ الْجَرِّ لَفْظًا نَحْوُ مَرَرْتُ بِزَیْدٍ وَیُعَبَّرُ عَنْ هٰذَا التَّرْكِیْبِ فِی الْاِصْطِلَاحِ بِاَنَّهٗ جَارٌّ وَمَجْرُوْرٌ اَوْ تَقْدِیْرًا نَحْوُ

غُلَامُ زَیْدٍ تَقْدِیْرُہٗ غُلَامٌ لِزَیْدٍ وَیُعَبَّرُ عَنْہُ فِی الْاِصْطِلَاحِ بِاَنَّہٗ مُضَافٌ وَمُضَافٌ اِلَیْہِ وَیَجِبُ تَجْرِیْدُ الْمُضَافِ عَنِ التَّنْوِیْنِ اَوْ مَایَقُوْمُ مَقَامَہٗ وَھُوَ نُوْنُ التَّثْنِیَّۃِ وَالْجَمْعِ نَحْوُ جَاءَنِیْ غُلَامُ زَیْدٍ وَغُلَامَا زَیْدٍ وَمُسْلِمُوْ مِصْرٍ وَاعْلَمْ اَنَّ الْاِضَافَۃَ عَلٰی قِسْمَیْنِ مَعْنَوِیَّۃٌ وَلَفْظِیَّۃٌ اَمَّا الْمَعْنَوِیَّۃُ فَھِیَ اَنْ یَّکُوْنَ الْمُضَافُ غَیْرَ صِفَۃٍ مُضَافَۃٍ اِلٰی مَعْمُوْلِھَا وَھِیَ اِمَّا بِمَعْنَی اللَّامِ نَحْوُ غُلَامُ زَیْدٍ اَوْ بِمَعْنٰی مِنْ نَحْوُ خَاتَمُ فِضَّۃٍ اَوْ بِمَعْنٰی فِیْ نَحْوُ صَلٰوۃُ اللَّیْلِ وَفَائِدَۃُ ھٰذِہِ الْاِضَافَۃِ تَعْرِیْفُ الْمُضَافِ اِنْ اُضِیْفَ اِلٰی مَعْرِفَۃٍ کَمَا مَرَّ اَوْ تَخْصِیْصُہٗ اِنْ اُضِیْفَ اِلٰی نَکِرَۃٍ کَغُلَامِ رَجُلٍ وَاَمَّا اللَّفْظِیَّۃُ فَھِیَ اَنْ یَّکُوْنَ الْمُضَافُ صِفَۃً مُضَافَۃً اِلٰی مَعْمُوْلِھَا وَھِیَ فِیْ تَقْدِیْرِ الْاِنْفِصَالِ نَحْوُ ضَارِبُ زَیْدٍ وَحَسَنُ الْوَجْہِ وَفَائِدَتُھَا تَخْفِیْفٌ فِی اللَّفْظِ فَقَطْ

ترجمہ: اسمائے مجرورہ صرف مضاف الیہ ہے اور وہ ہر ایسا اسم ہے جس کی طرف کسی چیز کی حرف جر کے واسطے کے ساتھ نسبت کی گئی ہو وہ حرف جر لفظی طور پر ہو جیسے مَرَرْتُ بِزَیْدٍ۔ اصطلاح میں اس ترکیب کو تعبیر کیا جاتا ہے کہ وہ جار مجرور ہے۔ یا حرف جر تقدیری طور پر ہو جیسے غُلَامُ زَیْدٍ۔ اس کی تقدیری عبارت یوں ہے غُلَامٌ لِزَیْدٍ۔ اور اس کو اصطلاح میں تعبیر کیا جاتا ہے کہ وہ مضاف اور مضاف الیہ ہے۔ اور مضاف کا تنوین اور جو تنوین کے قائم مقام ہے اس سے خالی ہونا ضروری ہے اور وہ نونِ تثنیہ اور نونِ جمع ہے جیسے جَاءَنِیْ غُلَامُ زَیْدٍ وَغُلَامَا زَیْدٍ وَمُسْلِمُوْ مِصْرٍ۔ اور تو جان کہ اضافت دو قسموں پر مشتمل ہے معنویہ اور لفظیہ۔ بہر حال معنویہ پس وہ یہ ہے کہ مضاف ایسا صیغہ صفت نہ ہو جو اپنے معمول کی طرف مضاف ہو۔ اور یہ بمعنی لام ہو گی جیسے غُلَامُ زَیْدٍ۔ یا بمعنی من ہو گی جیسے خَاتَمُ فِضَّۃٍ۔ یا بمعنی فی ہو گی جیسے صَلٰوۃُ اللَّیْلِ۔ اور اس اضافت کا فائدہ مضاف کی تعریف ہے اگر اسے معرفہ کی طرف مضاف کیا گیا ہو جیسا کہ گزر چکا۔ یا (اضافت کا فائدہ) مضاف کی تخصیص ہے اگر اسے نکرہ کی طرف مضاف کیا گیا ہو جیسے غُلَامُ رَجُلٍ۔ اور بہر حال اضافت لفظیہ پس وہ یہ ہے کہ مضاف

ایسا صیغہ صفت ہو جو اپنے معمول کی طرف مضاف ہو اور یہ انفصال کی تقدیر میں ہے جیسے ضَارِبُ زَیْدٍ وَحَسَنُ الْوَجْہِ۔ اور اس کا فائدہ صرف لفظ میں تخفیف ہے۔

تشریح:

مجرورات:

سوال: اسمائے مجرورہ صرف مضاف الیہ ہے لیکن مصنف علیہ الرحمہ نے جمع کا صیغہ ذکر کیا ہے ایسا کیوں؟

جواب: مجرور مضاف الیہ کی انواع واقسام کافی ہیں اس لیے مصنف علیہ الرحمہ نے جمع کا صیغہ ذکر کیا۔

مضاف الیہ کی تعریف:

مضاف الیہ ہر وہ اسم ہے جس کی طرف کسی چیز (اسم یا فعل) کو حرف جر کے واسطہ کے ساتھ منسوب کیا گیا ہو، وہ حرف جر لفظی طور پر ہو۔ جیسے: مَرَرْتُ بِزَیْدٍ۔ یا حرف جر تقدیری طور پر ہو۔ جیسے: غُلَامُ زَیْدٍ۔ اس کی تقدیری عبارت یوں ہے غُلَامٌ لِزَیْدٍ۔

مضاف الیہ کے لیے ضروری ہے:

مضاف الیہ کے لیے تنوین اور جو تنوین کے قائم مقام ہے اس سے خالی ہونا ضروری ہے۔ تنوین کے قائم مقام نون تثنیہ اور نون جمع ہے۔ تینوں کی مثال بالترتیب ملاحظہ فرمائیے: جَاءَنِی غُلَامُ زَیْدٍ وَغُلَامَا زَیْدٍ وَمُسْلِمُو مِصْرٍ۔

اضافت کی اقسام:

تعریف و تخصیص حاصل ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے اضافت کی دو قسمیں ہیں۔ 1۔ اضافت معنویہ 2۔ اضافت لفظیہ

1۔۔اضافت معنویہ:

وہ اضافت ہے جس میں مضاف صفت کا صیغہ نہ ہو اور اگر ہو تو مضاف الیہ اسکا معمول نہ ہو۔ جیسے غُلَامُ زَیْدٍ۔

اضافت معنویہ کی اقسام:

اضافت معنویہ میں مضاف الیہ سے پہلے حروف جارہ من، فی یا لام میں سے کوئی ایک مقدر ہوتا ہے اس اعتبار سے اضافت کی تین قسمیں ہیں۔ 1۔ اضافت لامیہ 2۔ اضافت منّیہ 3۔ اضافت فیویہ

1. **اضافت لامیہ:** وہ اضافت ہے جس میں مضاف الیہ سے پہلے حرف جر لام مقدر ہو، اس صورت میں مضاف الیہ نہ ظرف ہوتا ہے اور نہ ہی مضاف کی جنس سے۔ جیسے غُلَامُ زَیْدٍ اصل میں غُلَامٌ لِزَیْدٍ۔ تھا۔
2. **اضافت منیہ:** وہ اضافت ہے جس میں مضاف الیہ سے پہلے حرف جر من مقدر ہو اس صورت میں مضاف مضاف الیہ کی جنس سے ہوتا ہے۔ جیسے خَاتَمُ فِضَّةٍ (چاندی کی انگوٹھی) یہ اصل میں خَاتَمٌ مِنْ فِضَّةٍ تھا۔

3. **اضافت فیویہ:** وہ اضافت ہے جس میں مضاف الیہ سے پہلے حرف جر فی مقدر ہو اس صورت میں مضاف الیہ مضاف کیلئے ظرف ہوتا ہے۔ جیسے صَلٰوۃُ اللَّیْل (رات کی نماز) اصل میں صَلٰوۃٌ فِی اللَّیْل تھا۔

اضافت معنویہ تعریف وتخصیص کا فائدہ دیتی ھے:

اضافت معنویہ میں نکرہ کی معرفہ کی طرف اضافت کی جائے تو نکرہ معرفہ بن جاتا ہے۔ جیسے: غُلَامُ زَیْدٍ۔ اور اگر نکرہ کی نکرہ کی طرف اضافت کی جائے تو نکرہ مخصوصہ بن جاتا ہے۔ جیسے: غُلَامُ رَجُلٍ۔

2۔۔ اضافت لفظیہ:

وہ اضافت ہے جس میں صفت کا صیغہ (اسم فاعل، اسم مفعول، صفت مشبہ، اسم تفضیل) اپنے معمول (فاعل، مفعول بہ) کی طرف مضاف ہو۔ جیسے ضَارِبُ زَیْدٍ۔ اس مثال میں ضَارِبُ اسم فاعل اپنے معمول زید کی طرف مضاف ہے۔ زید لفظاً مجرور ہے لیکن معنی کے اعتبار سے مفعول بہ ہے۔

تقدیر انفصال سے مراد:

اضافت لفظیہ معنی کے اعتبار سے تقدیر انفصال ہے یعنی بظاہر تو مضاف اور مضاف الیہ کا اتصال ہے۔ لیکن حقیقت میں انفصال ہے کیونکہ مضاف الیہ باعتبار معنی کے فاعل ہو کر مرفوع ہے یا مفعول بہ ہو کر منصوب ہے حقیقت میں مجرور نہیں ہے۔

اضافت لفظیہ تخفیف کا فائدہ دیتی ھے:

اضافت لفظیہ فقط تخفیف کا فائدہ دیتی ہے۔ یہ تخفیف تین طریقوں میں سے کسی ایک کے ساتھ ہو گی۔

1. مضاف کے آخر سے تنوین اور نون تثنیہ وجمع گر جاتے ہیں۔ جیسے: ضَارِبُ زَیْدٍ وَ ضَارِبَا زَیْدٍ وَ ضَارِبُوا زَیْدٍ۔
2. یا مضاف الیہ سے ضمیر کو حذف کر کے مضاف میں مستتر مان لی جائے گی۔ جیسے اَلْقَائِمُ الْغُلَامِ اصل میں اَلْقَائِمُ الْغُلَامُہٗ تھا۔ مضاف سے تنوین الف لام کی وجہ سے گر گئی اور اضافت کی وجہ سے غُلَامُہٗ کی ضمیر حذف کر کے اَلْقَائِمُ میں مستتر مان لی گئی۔
3. یا مضاف سے تنوین، نون تثنیہ اور نون جمع گر جائے گی اور مضاف الیہ سے ضمیر کو حذف کر کے مضاف میں مستتر مان لی جائے گی۔ جیسے: حَسَنُ الْوَجْهِ اصل میں حَسَنٌ وَجْهه تھا۔ اضافت کی وجہ سے حَسَن سے تنوین گر گئی اور وَجْهُہٗ مضاف الیہ سے ضمیر حذف کر کے اس کے عوض وجہ پر الف لام لایا گیا۔

متن: وَاعْلَمْ اَنَّكَ اِذَا اَضَفْتَ الْاِسْمَ الصَّحِيْحَ اَوِ الْجَارِيَ مَجْرَى الصَّحِيْحِ اِلٰى يَاءِ الْمُتَكَلِّمِ كَسَرْتَ اٰخِرَهٗ وَاَسْكَنْتَ الْيَاءَ اَوْفَتَحْتَهَا كَغُلَامِيْ وَدَلْوِيْ وَظَبْيِيْ وَاِنْ كَانَ اٰخِرُ الْاِسْمِ اَلِفًا تَثْبُتُ كَعَصَايَ وَرَحَايَ خِلَافًا لِلْهُذَيْلِ كَعَصِيَّ وَرَحِيِّ وَاِنْ كَانَ اٰخِرُ الْاِسْمِ

يَاءً مَكْسُوْرًا مَاقَبْلَهَا اُدْغِمَتِ الْيَاءُ فِي الْيَاءِ وَفُتِحَتِ الْيَاءُ الثَّانِيَةُ لِئَلَّا يَلْتَقِي

السَّاكِنَانِ تَقُوْلُ فِي قَاضِيْ قَاضِيَّ وَاِنْ كَانَ اٰخِرُهٗ وَاوًا مَضْمُوْمًا مَاقَبْلَهَا

قَلَبْتَهَا يَاءً وَعَمَلْتَ كَمَا عَمَلْتَ الْاٰنَ تَقُوْلُ جَاءَنِي مُسْلِمِيّ وَفِي الْاَسْمَاءِ السِّتَّةِ مُضَافَةً اِلٰى

يَاءِ الْمُتَكَلِّمِ تَقُوْلُ اَخِيْ وَاَبِيْ وَحَمِيْ وَهَنِيْ وَفِيَّ عِنْدَ الْاَكْثَرِ وَفَمِيْ عِنْدَ قَوْمٍ وَذُوْ لَا يُضَافُ اِلٰى

مُضْمَرٍ اَصْلًا وَقَوْلُ الْقَائِلِ ع: اِنَّمَا يَعْرِفُ ذَا الْفَضْلِ مِنَ النَّاسِ ذَوُوْهُ

شَاذٌّ وَاِذَا قَطَعْتَ هٰذِهِ الْاَسْمَاءَ عَنِ الْاِضَافَةِ قُلْتَ اَخٌ وَاَبٌ وَحَمٌ وَهَنٌ وَفَمٌ وَذُوْ لَا يُقْطَعُ عَنِ

الْاِضَافَةِ اَلْبَتَّةَ هٰذَا كُلُّهٗ بِتَقْدِيْرِ حَرْفِ الْجَرِّ اَمَّا مَا يُذْكَرُ فِيْهِ حَرْفُ الْجَرِّ لَفْظًا فَسَيَاْتِيْكَ فِي

الْقِسْمِ الثَّالِثِ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى

ترجمہ: اور تو جان کہ جب تو اسم صحیح یا جاری مجرىٰ صحیح کی یائے متکلم کی طرف اضافت کرے، تُو اس کے آخر کو کسرہ دے اور یاء کو ساکن کردے یا فتحہ دیدے۔ جیسے: غُلَامِيْ وَدَلْوِيْ وَظَبْيِيْ۔ اور اگر اسم کا آخر الف ہو تو ثابت رہے گا جیسے: عَصَايَ وَرَحَايَ۔ ہذیل کے خلاف۔ جیسے عَصِيَّ وَرَحِيَّ ۔ اور اگر اسم کا آخر یاء ما قبل مکسور ہو تو یاء کا یاء میں ادغام کردیا جائے گا اور دوسری یاء کو فتحہ دیدیا جائے گا تاکہ دو ساکن مل نہ جائیں تو قَاضِيْ میں کہے گا: قَاضِيَّ۔ اور اس کا آخر واؤ ما قبل مضموم ہو تو، تو اسے یاء سے بدل دیگا اور جیس طرح اب عمل دیا ہے اسی طرح عمل دیگا۔ تو کہے گا: جَاءَنِي مُسْلِمِيّ ۔ اور اسمائے ستہ جو یاء متکلم کی طرف مضاف ہوں ان میں کہے گا: اَخِيْ وَاَبِيْ وَحَمِيْ وَهَنِيْ اور اکثر کے نزدیک فِيَّ۔ اور ایک قوم کے نزدیک فَمِيْ۔ اور ذو مضمر کی طرف بالکل ہی مضاف نہیں کیا جاتا اور شاعر کا قول اِنَّمَا يَعْرِفُ ذَا الْفَضْلِ مِنَ النَّاسِ ذَوُوْهُ۔ لوگوں میں سے فضل والے ہی فضل والوں کو پہچانتے ہیں۔ شاذ ہے۔ اور جب تو ان اسماء کو اضافت سے قطع کرے گا تو کہے گا اَخٌ وَاَبٌ وَحَمٌ وَهَنٌ وَفَمٌ ۔ اور ذُوْ قطعی طور پر مضاف سے قطع نہیں کیا جاتا۔ یہ تمام حرف جر کی تقدیر کے ساتھ ہے بہر حال جس میں حرف جر لفظی طور پر ذکر کیا جاتا ہے پس وہ تیسری قسم میں آئے گا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی۔

تشریح:

اضافت کے چند ضروری قواعد:

1. جب اسم مفرد صحیح یا جاری مجریٰ صحیح کی اضافت یائے متکلم کی طرف کی جائے تو ی پر جزم اور فتحہ دونوں پڑھ سکتے ہیں۔ جیسے غُلَامِیْ وَدَلْوِیْ وَظَبْیِیَ اور ایسا لفظ اگر جملے کے آخر میں واقع ہو تو اسکے ساتھ ہ بھی بڑھا دینا جائز ہے۔ جیسے کِتَابِیَہ (میری کتاب)۔
2. اگر اسم مقصور کی یائے متکلم کی طرف اضافت کی جائے تو الف مقصورہ ثابت رہے گا جیسے عَصَایَ وَرَحَایَ۔ قبیلہ ہذیل کے نزدیک الف کو یاء سے بدل کر یاء کا یاء میں ادغام کر دیا جاتا ہے۔ جیسے عَصِیَّ وَرَحِیَّ۔
3. اگر اسم منقوص کی یائے متکلم کی طرف اضافت کی جائے تو یاء کا یاء میں ادغام کر دیا جائے گا جیسے قَاضِیْ سے قَاضِیَّ۔
4. اگر واؤ ما قبل مضموم اسم کی یائے متکلم کی طرف اضافت کی جائے تو واؤ کو یاء سے بدل کر یاء میں ادغام کر دیا جائے گا اور دوسری یاء کو فتحہ دیدیا جائے گا اجتماع ساکنین سے بچنے کے لیے۔ جیسے مُسْلِمُوْنَ سے مُسْلِمِیَّ۔ اصل میں مُسْلِمُوْنَ یَ تھا پھر اضافت کی وجہ سے ن جمع گر گیا اور واؤ کو یاء سے بدل کر یاء میں ادغام کر دیا، پھر میم کے ضمہ کو یاء کی مناسبت سے کسرہ کے ساتھ بدل دیا۔
5. جب اسمائے ستہ مکبرہ کی یائے متکلم کی طرف اضافت کی جائے تو محذوف حرف کو نہیں لوٹائیں گے۔ جیسے اَخِیْ، اَبِیْ، حَمِیْ، ھَنِیْ اور اکثر کے نزدیک فِیَّ پڑھا جائے گا اور ایک قوم کے نزدیک فَمِیْ پڑھا جائے گا۔ اور ذو کبھی بھی ضمیر کی طرف مضاف نہیں ہوتا کیونکہ اس کی وضع اس غرض سے ہے کہ اس کے ذریعے سے اسم جنس کو اسم نکرہ کی صفت قرار دیا جاسکے جیسے مال اسم جنس ہے اگر اس کو اسم نکرہ مثلاً رَجُلٌ کی صفت بنائیں تو یوں کہا جائے گا جَاءَنِی رَجُلٌ ذُوْمَالٍ، یہ نہیں کہہ سکتے جَاءَنِی رَجُلٌ مَالٌ۔ چونکہ ضمیر اسم جنس نہیں ہے اس لیے "ذو" کی اضافت اس کی طرف نائز ہے۔ اور شاعر کے قول میں "ذو" کی ضمیر کی طرف اضافت شاذ ہے۔
6. اور "ذو" چونکہ اضافت سے خالی نہیں ہوتا اس لیے اس کے علاوہ اسمائے ستہ میں سے باقی پانچوں کو اضافت سے قطع کر کے یوں پڑھیں گے: اَخٌ وَاَبٌ وَحَمٌ وَھَنٌ وَفَمٌ ۔یعنی ان کے لام کلمہ کو حذف کر کے عین کلمہ پر اعراب جاری کرینگے۔ مصنف علیہ الرحمہ نے اضافت معنویہ اور لفظیہ کے جو احکام بیان کیے ہیں وہ سب حرف جر کی تقدیر کی صورت میں ہیں حرف جر لفظی کی بحث ان شاء اللہ تیسری قسم میں آئے گی۔

اَلْخَاتِمَةُ فِی التَّوَابِعِ

اِعْلَمْ اَنَّ الَّتِیْ مَرَّتْ مِنَ الْاَسْمَاءِ الْمُعْرَبَةِ کَانَ اِعْرَابُھَا بِالْاِصَالَۃِ بِاَنْ دَخَلَتْھَا الْعَوَامِلُ مِنَ الْمَرْفُوْعَاتِ وَالْمَنْصُوْبَاتِ وَالْمَجْرُوْرَاتِ فَقَدْ یَکُوْنُ اِعْرَابُ الْاِسْمِ بِتَبْعِیَّۃِ مَاقَبْلَہٗ وَیُسَمَّی التَّابِعَ لِاَنَّہٗ یَتْبَعُ مَاقَبْلَہٗ فِی الْاِعْرَابِ وَھُوَ کُلُّ ثَانٍ مُعْرَبٍ بِاِعْرَابِ سَابِقِہٖ مِنْ جِھَۃٍ وَاحِدَۃٍ وَالتَّوَابِعُ خَمْسَۃُ اِقْسَامٍ اَلنَّعْتُ وَالْعَطْفُ بِالْحُرُوْفِ وَالتَّاکِیْدُ وَالْبَدَلُ وَعَطْفُ الْبَیَانِ

فَصْلٌ اَلنَّعْتُ تَابِعٌ یَدُلُّ عَلٰی مَعْنًی فِیْ مَتْبُوْعِہٖ نَحْوُ جَاءَنِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ اَوْ فِیْ مُتَعَلَّقِ مَتْبُوْعِہٖ نَحْوُ جَاءَنِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ اَبُوْہُ وَیُسَمّٰی صِفَۃً اَیْضاً وَ الْقِسْمُ الْاَوَّلُ یَتْبَعُ مَتْبُوْعَہٗ فِیْ عَشَرَۃِ اَشْیَاءٍ فِی الْاِعْرَابِ وَالتَّعْرِیْفِ وَالتَّنْکِیْرِ وَالْاِفْرَادِ وَالتَّثْنِیَّۃِ وَالْجَمْعِ وَالتَّذْکِیْرِ وَالتَّانِیْثِ نَحْوُ جَاءَنِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ وَرَجُلَانِ عَالِمَانِ وَرِجَالٌ عَالِمُوْنَ وَزَیْدُنِ الْعَالِمُ وَامْرَاَۃٌ عَالِمَۃٌ وَالْقِسْمُ الثَّانِیْ اِنَّمَا یَتْبَعُ مَتْبُوْعَہٗ فِی الْخَمْسَۃِ الْاَوَّلِ فَقَطْ اَعْنِی الْاِعْرَابَ وَالتَّعْرِیْفَ وَالتَّنْکِیْرَ کَقَوْلِہٖ تَعَالٰی مِنْ ھٰذِہِ الْقَرْیَۃِ الظَّالِمِ اَھْلُھَا وَفَائِدَۃُ النَّعْتِ تَخْصِیْصُ الْمَنْعُوْتِ اِنْ کَانَا نَکِرَتَیْنِ نَحْوُ جَاءَنِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ وَتَوْضِیْحُہٗ اِنْ کَانَا مَعْرِفَتَیْنِ نَحْوُ جَاءَنِیْ زَیْدُنِ الْفَاضِلُ وَقَدْ یَکُوْنُ لِمُجَرَّدِ الثَّنَاءِ وَالْمَدْحِ نَحْوُ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَقَدْ یَکُوْنُ لِلذَّمِّ نَحْوُ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ وَقَدْ یَکُوْنُ لِلتَّاکِیْدِ نَحْوُ نَفْخَۃٌ وَّاحِدَۃٌ وَاعْلَمْ اَنَّ النَّکِرَۃَ تُوْصَفُ بِالْجُمْلَۃِ الْخَبْرِیَّۃِ نَحْوُ مَرَرْتُ بِرَجُلٍ اَبُوْہُ عَالِمٌ اَوْ قَامَ اَبُوْہُ وَالْمُضْمَرُ لَا یُوْصَفُ وَلَا یُوْصَفُ بِہٖ

ترجمہ: خاتمہ توابع کے بارے میں: تو جان کہ جو اسمائے معربہ گزر چکے ہیں ان کا اعراب بالاصالت تھا کہ ان پر عوامل داخل ہوتے ہیں مرفوعات، منصوبات اور مجرورات میں سے، پس کبھی اسم کا اعراب ماقبل کی تبعیت میں

ہوتا ہے اسے تابع کہتے ہیں کیونکہ وہ اعراب کے اعتبار سے ماقبل کی پیروی کرتا ہے۔اور وہ ہر دوسرا ہے جو ایک ہی جہت سے سابق کے اعراب کے ساتھ معرب ہو۔اور توابع کی پانچ قسمیں ہیں:نعت،عطف بالحروف، تاکید،بدل اور عطف بیان۔

فصل: نعت ایسا تابع ہے جو ایسے معنی پر دلالت کرے جو اس کے متبوع میں ہو جیسے جَاءَنِی رَجُلٌ عَالِمٌ۔یا اس کے متبوع کے متعلق میں ہو جیسے جَاءَنِی رَجُلٌ عَالِمٌ اَبُوْہُ۔اور اسے بھی ایسے ہی صفت کہتے ہیں۔اور پہلی قسم دس چیزوں میں اعراب، تعریف و تنکیر،افراد، تثنیہ،جمع، تذکیر و تانیث میں اپنے متبوع کی پیروی کرتی ہے جیسے جَاءَنِی رَجُلٌ عَالِمٌ وَرَجُلَانِ عَالِمَانِ وَرِجَالٌ عَالِمُوْنَ وَزَیْدُنِ الْعَالِمُ وَامْرَاَۃٌ عَالِمَۃٌ۔اور دوسری قسم پہلی صرف پانچ چیزوں یعنی اعراب، تعریف و تنکیر میں اپنے متبوع کی پیروی کرتی ہے۔جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان: مِنْ ھٰذِہِ الْقَرْیَۃِ الظَّالِمِ اَھْلُھَا۔اور نعت کا فائدہ منعوت کی تخصیص ہے اگر دونوں نکرہ ہوں جیسے جَاءَنِی رَجُلٌ عَالِمٌ۔اور اگر دونوں معرفہ ہوں تو منعوت کی وضاحت ہے جیسے جَاءَنِی زَیْدُنِ الْفَاضِلُ۔اور کبھی صرف مدح و ثناء کے لیے جیسے بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔اور محض مذمت کے لیے جیسے اَعُوْذُ بِاللہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔اور کبھی محض تاکید کے لیے جیسے نَفْخَۃٌ وَّاحِدَۃٌ۔اور تو جان کہ نکرہ کی صفت لائی جاتی ہے جملہ خبریہ کے ساتھ جیسے مَرَرْتُ بِرَجُلٍ اَبُوْہُ عَالِمٌ اَوْ قَامَ اَبُوْہُ۔اور ضمیر نہ موصوف واقع ہوتی ہے اور نہ ہی صفت۔

تشریح:

جن اسمائے معربہ کا اعراب بالاصالۃ تھا یعنی ایسے اسماء جن پر رفع، نصب اور جر دینے والے عوامل داخل ہوں انہیں مصنف علیہ الرحمہ نے پہلے تین مقاصد میں بیان کر دیا ہے۔اور اب خاتمہ میں ان اسمائے معربہ کا ذکر کر رہے ہیں جن کا اعراب بالتبعیۃ ہے یعنی ایسے اسماء جن پر بذات خود کوئی عامل داخل نہیں ہوتا بلکہ ان پر اپنے ماقبل کی تبعیت میں اعراب ظاہر ہوتا ہے۔ایسے اسماء کو ماقبل اعراب کی پیروی کرنے کی وجہ سے تابع کہتے ہیں۔

تابع کی تعریف:

ہر وہ اسم جسے ایک ہی جہت سے اپنے ماقبل کا اعراب دیا گیا ہو۔ جیسے جَاءَ رَجُلٌ عَالِمٌ۔ اس مثال میں "عالم" تابع ہے۔ جسے ماقبل "رَجل" کا اعراب دیا گیا ہے۔ ایک جہت سے مراد یہ ہے کہ اگر پہلے اسم پر فاعل ہونیکی وجہ سے رفع ہو تو دوسرے پر بھی اسی وجہ سے رفع ہو اسی طرح نصب وجر میں بھی۔

تابع کی اقسام

تابع کی پانچ اقسام ہیں: 1۔ صفت 2۔ بدل 3۔ تاکید 4۔ عطف بحرف 5۔ عطف بیان۔

صفت

ایسا تابع جو اپنے متبوع یا اسکے متعلق میں موجود وصف پر دلالت کرے۔ متبوع کو موصوف اور تابع کو صفت کہتے ہیں۔

صفت کی اقسام:

صفت کی دو اقسام ہیں: 1۔ صفت حقیقی 2۔ صفت سببی

1۔۔۔صفت حقیقی:

وہ صفت جو اپنے متبوع (موصوف) میں موجود وصف پر دلالت کرے۔ جیسے جَاءَ رَجُلٌ عَالِمٌ، یہاں عَالِمٌ صفت حقیقی ہے جس نے اپنے متبوع (موصوف) رَجُلٌ میں موجود وصفِ علم پر دلالت کی۔

موصوف اور صفت حقیقی میں مطابقت:

صفت حقیقی اپنے موصوف کے مطابق دس چیزوں میں موافق ہو گی۔ وہ دس چیزیں یہ ہیں: 1۔ رفع 2۔ نصب۔ 3۔ جر 4۔ اِفراد 5۔ تثنیہ 6۔ جمع 7۔ تعریف 8۔ تنکیر 9۔ تذکیر 10۔ ان دس چیزوں میں سے بیک وقت چار چیزوں میں موافقت ضروری ہے۔

جیسے جَاءَنِی رَجُلٌ عَالِمٌ وَرَجُلَانِ عَالِمَانِ وَرِجَالٌ عَالِمُوْنَ وَزَیْدُنِ الْعَالِمُ وَامْرَأَۃٌ عَالِمَۃٌ۔

2۔۔۔صفت سببی:

وہ صفت جو اپنے متبوع (موصوف) میں موجود وصف پر دلالت نہ کرے۔ بلکہ متبوع (موصوف) کے متعلق میں جو وصفی معنی پائے جاتے ہوں ان پر دلالت کرے۔ جیسے جَاءَ رَجُلٌ عَالِمٌ أَبُوْہُ، یہاں عَالِمٌ صفت سببی ہے۔ جس نے رَجُلٌ کے متعلق أَبُوْہُ، میں موجود وصفِ علم پر دلالت کی۔ لیکن یاد رہے کہ ترکیب میں دونوں جگہ عَالِمٌ کو رَجُلٌ ہی کی صفت بنایا جائے گا۔

موصوف اور صفت سببی میں مطابقت:

صفت سببی کا اپنے موصوف کے مطابق پانچ چیزوں میں موافق ہونا ضروری ہے۔ لیکن بیک وقت دو چیزیں پائی جائیں گی۔ وہ پانچ چیزیں یہ ہیں: 1۔ تعریف 2۔ تنکیر 3۔ رفع 4۔ نصب 5۔ جر۔ جیسے تعریف ورفع میں جَاءَ زَیْدُنِ الْعَالِمُ أَبُوْہُ، اور تنکیر ونصب میں رَأَیْتُ رَجُلاً عَالِمًا أَبُوْہُ۔ اور جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان: مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا۔ اس مثال میں "الْقَرْيَةِ" موصوف ہے اور "الظَّالِمِ" صفت ہے یہ دونوں معرفہ ہونے اور اعراب کے ایک ہونے میں مطابقت رکھتے ہیں۔

صفت کے فوائد:

1. موصوف نکرہ ہو تو صفت لگانے سے نکرہ مخصوصہ بن جاتا ہے جیسے جَاءَنِي رَجُلٌ عَالِمٌ (میرے پاس عالم آدمی آیا)۔
2. اگر موصوف معرفہ ہو تو صفت موصوف کی وضاحت کیلئے آتی ہے۔ جیسے جَاءَنِي زَيْدُنِ الْفَاضِلُ (میرے پاس زید آیا جو فاضل ہے)۔
3. موصوف، صفت لگانے سے پہلے بھی معروف ومشہور ہو تو صفت یا تو مدح کیلئے آتی ہے۔ جیسے بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ یا مذمت کیلئے جیسے أَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔
4. کبھی صفت موصوف کی تاکید کیلئے لگائی جاتی ہے۔ جیسے نُفِخَ فِي الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ اور تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ۔

صفت کے بارے میں دو قاعدے:

1. اسم نکرہ کے بعد جملہ اسمیہ یا فعلیہ ہو تو یہ نکرہ کی صفت واقع ہوتے ہیں جیسے مَرَرْتُ بِرَجُلٍ اَبُوْهُ عَالِمٌ اَوْقَامَ اَبُوْهُ۔ اور جب جملہ صفت واقع ہو رہا ہو تو اس میں ایک ضمیر ہوتی ہے جو واحد و تثنیہ وجمع اور تذکیر و تانیث میں موصوف کے مطابق ہوتی ہے۔
2. ضمیر نہ موصوف واقع ہوتی ہے اور نہ ہی صفت۔ موصوف اس لیے واقع نہیں ہوتی کہ ضمیر اعرف المعارف ہے جس کے لیے مزید وضاحت کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اور صفت سے مقصود وضاحت ہوتی ہے لیکن یہاں فائدہ ہی نہیں ہے اس لیے اسے موصوف بنانے کی بھی حاجت نہیں ہے۔ اور صفت اس لیے نہیں واقع ہوتی کہ یہ متبوع کے معنی پر دلالت نہیں کرتی بلکہ ذات پر دلالت کرتی ہے اور وصف کے لیے ضروری ہے کہ وہ ایسے معنی پر دلالت کرے جو متبوع میں پائے جائیں۔

متن: فَصْلٌ اَلْعَطْفُ بِالْحُرُوْفِ تَابِعٌ يُنْسَبُ اِلَيْهِ مَا نُسِبَ اِلٰى مَتْبُوْعِهٖ وَكِلَاهُمَا مَقْصُوْدَانِ بِتِلْكَ النِّسْبَةِ وَيُسَمّٰى عَطْفَ النَّسَقِ وَشَرْطُهٗ اَنْ يَّكُوْنَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ مَتْبُوْعِهٖ اَحَدُ حُرُوْفِ الْعَطْفِ وَسَيَاْتِيْ ذِكْرُهَا فِي الْقِسْمِ الثَّالِثِ اِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالٰى نَحْوُ قَامَ زَيْدٌ وَعَمْرٌو وَاِذَا عُطِفَ عَلَى الضَّمِيْرِ الْمَرْفُوْعِ الْمُتَّصِلِ يَجِبُ تَاكِيْدُهٗ بِالضَّمِيْرِ الْمُنْفَصِلِ نَحْوُ ضَرَبْتُ اَنَا وَزَيْدٌ اِلَّا اِذَا فُصِّلَ نَحْوُ ضَرَبْتُ الْيَوْمَ وَزَيْدٌ وَاِذَا عُطِفَ عَلَى الضَّمِيْرِ الْمَجْرُوْرِ يَجِبُ اِعَادَةُ حَرْفِ الْجَرِّ نَحْوُ مَرَرْتُ بِكَ وَبِزَيْدٍ وَاعْلَمْ اَنَّ الْمَعْطُوْفَ فِيْ حُكْمِ الْمَعْطُوْفِ عَلَيْهِ اَعْنِيْ اِذَا كَانَ الْاَوَّلُ صِفَةً

لِشَیْءٍ اَوْخَبْرًالِاَمْرٍاَوْصِلَةً اَوْحَالًا فَالثَّانِیْ کَذٰلِكَ اَیْضًا وَالضَّابِطَةُ فِیْهِ اَنَّهٗ حَیْثُ یَجُوْزُ اَنْ یُّقَامَ الْمَعْطُوْفُ مَقَامَ الْمَعْطُوْفِ عَلَیْهِ جَازَالْعَطْفُ وَحَیْثُ لَافَلَاوَالْعَطْفُ عَلٰی مَعْمُوْلَیْ عَامِلَیْنِ مُخْتَلِفَیْنِ جَائِزٌ اِنْ کَانَ الْمَعْطُوْفُ عَلَیْهِ مَجْرُوْرًا مُقَدَّمًا وَالْمَعْطُوْفُ کَذٰلِكَ نَحْوُ فِی الدَّارِ زَیْدٌ وَالْحُجْرَةِ عَمْرٌو وَفِیْ هٰذِهِ الْمَسْئَلَةِ مَذْهَبَانِ اٰخَرَانِ وَهُمَا یَجُوْزُ مُطْلَقًا عِنْدَ الْفَرَّاءِ وَلَایَجُوْزُ مُطْلَقًا عِنْدَ سِیْبَوَیْهِ

ترجمہ: عطف بالحروف ایسا تابع ہے جس کی طرف اُسے منسوب کیا جاتا ہے جسے اس کے متبوع کی طرف منسوب کیا گیا ہو اور وہ دونوں اس نسبت سے مقصود ہوتے ہیں اور اسے عطف نسق بھی کہتے ہیں۔ اور اس کی شرط یہ ہے کہ اس کے اور اس کے متبوع کے درمیان حروف عطف میں سے کوئی ایک واقع ہو۔ اور ان حروف کا ذکر تیسری قسم میں آئے گا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی۔ جیسے قَامَ زَیْدٌ وَعَمْرٌو۔ اور جب ضمیر مرفوع متصل پر عطف کیا جائے تو ضمیر منفصل کے ساتھ اس کی تاکید لگانا واجب ہے جیسے ضَرَبْتُ اَنَا وَزَیْدٌ۔ مگر یہ کہ جب فاصلہ کیا گیا ہو جیسے ضَرَبْتُ الْیَوْمَ وَزَیْدٌ۔ اور جب ضمیر مجرور پر عطف کیا جائے تو حرف جر کا اعادہ واجب ہوتا ہے جیسے مَرَرْتُ بِكَ وَبِزَیْدٍ۔ اور تو جان کہ معطوف، معطوف علیہ کے حکم میں ہے یعنی جب اول کسی چیز کی صفت واقع ہو یا کسی امر کی صفت واقع ہو یا حال واقع ہو تو ثانی بھی ایسا ہی ہو گا۔ اور اس میں ضابطہ یہ ہے کہ جس جگہ معطوف کو معطوف علیہ کے قائم مقام کرنا جائز ہے تو عطف بھی جائز ہے اور جہاں ایسا نہ ہو تو عطف بھی جائز نہیں ہے۔ اور دو مختلف عاملوں کے معمولوں کے درمیان عطف جائز ہے اگر معطوف علیہ مجرور مقدم ہو اور معطوف بھی ایسا ہی ہو جیسے فِی الدَّارِ زَیْدٌ وَالْحُجْرَةِ عَمْرٌو۔ اور مسئلے میں دو دوسرے مذہب بھی ہیں اور وہ یہ کہ فراء کے نزدیک مطلقاً جائز ہے اور سیبویہ کے نزدیک مطلقاً ناجائز ہے۔

تشریح:

عطف بالحرف کی تعریف:

عطف کالغوی معنی ہے مائل کرنا جبکہ اصطلاحی طور پر وہ تابع ہے جس کی طرف وہ چیز منسوب کی جائے جو اس کے متبوع کی طرف کی گئی ہو اور تابع و متبوع دونوں مقصود بالنسبۃ ہوں۔ تابع کو معطوف اور متبوع کو معطوف علیہ کہتے ہیں، جیسے قَامَ زَیْدٌ وَعَمْرٌو۔۔ میں زَیْدٌ معطوف علیہ اور عَمْرٌو معطوف ہے۔

عطف بالحرف کو عطف النسق کہنے کی وجہ۔۔

نسق کا معنی ہے ترتیب دینا اور یہ بھی بعض جگہوں پر معطوف اور معطوف علیہ کے درمیان ترتیب دینے کے لیے آتا ہے اس لیے اس کا نام عطف النسق رکھ دیا گیا۔

تابع اور متبوع دونوں مقصود بالنسبت ہوتے ہیں:

تابع اور متبوع دونوں مقصود بالنسبۃ تو ہونگے لیکن ضروری نہیں کہ دونوں کی طرف نسبت کی نوعیت بھی ایک ہو جیسے جَاءَنِیْ زَیْدٌ لَاعَمْرٌو، یہاں زَیْدٌ کی طرف آنے کی اور عَمْرٌو کی طرف نہ آنے کی نسبت کی گئی ہے۔ اور یہاں یہ مقصود بھی تھا کہ زَیْدٌ کی طرف آنے کی نسبت کی جائے اور عَمْرٌو سے اسکی نفی کی جائے لہذا یہ دونوں مقصود بالنسبۃ ہوئے اگرچہ نسبت کی نوعیت مختلف ہے۔

معطوف کے چند ضروری قواعد:

1. ضمیر مرفوع متصل بارز یا مستتر پر عطف کرنا ہو تو پہلے ضمیر مرفوع منفصل کے ساتھ اسکی تاکید لانا ضروری ہے۔ جیسے ضَرَبْتُ اَنَا وَزَیْدٌ ۔ لیکن اگر معطوف علیہ اور معطوف کے درمیان کسی اجنبی کا فاصلہ ہو تو تاکید لگانے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ یہی فاصلہ تاکید کے قائم مقام ہے۔ جیسے ضَرَبْتُ الْیَوْمَ وَزَیْدٌ۔ اس مثال میں " اَلْیَوْمَ "کے ذریعے فاصلہ آگیا ہے اس لیے تاکید نہیں لگائی گئی۔
2. ضمیر مجرور پر عطف کرنا ہو تو بصریوں کے نزدیک معطوف پر حرف جر کا اعادہ ضروری ہے۔ جیسے مَرَرْتُ بِكَ وَبِزَیْدٍ۔ اور یہ اعادہ ضمیر مجرور اور حرف جر کے درمیان شدت اتصال کی وجہ سے ہے گویا دونوں کلمہ واحدہ کے منزلہ میں ہیں۔ اگر بغیر حرف جر کے عطف ڈالا جائے تو مستقل کلمے کا جزء کلمہ پر عطف لازم آئے گا جو ناجائز ہے۔ کوفیوں کے نزدیک حرف جر کا اعادہ ضروری نہیں ہے بلکہ ترک بھی جائز ہے جیسے قرآن پاک میں حرف جر کے ترک کے ساتھ " وَكُفْرٌۢ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ "آیا ہے۔
3. معطوف، معطوف علیہ کے حکم میں ہوتا ہے جو چیز معطوف علیہ کے لیے جائز ہے وہ معطوف کے لیے بھی، اور جو معطوف علیہ کے لیے ممتنع ہے وہ معطوف کے لیے بھی ممتنع ہے یعنی معطوف علیہ کسی چیز کی صفت، خبر، صلہ یا حال بنے گا تو معطوف بھی ایسا ہی ہو گا ۔ جیسے قَامَ زَیْدُنِ الْعَالِمُ وَالْعَاقِلُ، اس مثال میں "اَلْعَالِمُ" زید کی صفت ہے جو معطوف علیہ اور "اَلْعَاقِلُ" معطوف بھی زید کی صفت ہے۔ اس بات کی وضاحت کے

لیے مصنف علیہ الرحمہ نے ایک قائدہ کلیہ بیان کیاہے اوروہ یہ کہ جہاں معطوف کو معطوف علیہ کی جگہ رکھنا درست ہو وہاں عطف ڈالنا بھی جائز ہو گا اور جہاں معطوف کو معطوف علیہ کی جگہ رکھنا درست نہ ہو وہاں عطف ڈالنا جائز نہ ہو گا۔

4. ایک حرف عطف کے ذریعے دو مختلف عاملوں کے معمولوں پر دو اسموں کا عطف جائز ہے بشرطیکہ معطوف علیہ میں معمول مجرور، مرفوع یا منصوب پر مقدم ہو اوراسی طرح معطوف میں معمول مجرور، مرفوع اور منصوب پر مقدم ہو جیسے "**فِی الدَّارِ زَیْدٌ وَالْحُجْرَۃِ عَمْرٌو**، اس مثال میں "**اَلْحُجْرَۃِ**" کا عطف ہے "**الدَّارِ**" پر، اور **الدَّارِ** مجرور **فِی** عامل کی وجہ سے۔ اور "**عمرو**" کا عطف ہے "**زید**" پر، اور "**زید**" ابتداء عامل کی وجہ سے مرفوع ہے۔ یہاں دو مختلف عامل ہیں **فی** جار اور ابتداء، ان دو عاملوں کے دو مختلف معمولوں "**الدار**" اور "**زید**" کا دو مختلف اسموں "**الحجرۃ**" اور "**عمرو**" پر ایک حرف عطف کے ذریعے عطف ڈالا گیا ہے۔ اوراس میں مجرور معمول مرفوع پر مقدم ہے اس لیے یہ عطف جائز ہے۔ آخر میں مصنف علیہ الرحمہ نے بیان کیا کہ اس مسئلے میں مزید دو مذہب ہیں ایک امام فراء کا وہ یہ کہ یہ عطف مطلقاً جائز ہے چاہے مجرور مقدم ہو یا مؤخر، اور سیبویہ کے نزدیک یہ عطف مطلقاً ناجائز ہے چاہے مجرور مقدم ہو یا مؤخر۔ کیونکہ ایک حرف عطف ایک عامل کے قائم مقام ہو سکتا ہے دو عاملوں کے قائم مقام نہیں ہو سکتا ضعف کی وجہ سے۔

فَصْلٌ اَلتَّاكِيْدُ تَابِعٌ يَدُلُّ عَلٰى تَقْرِيْرِ الْمَتْبُوْعِ فِي مَا نُسِبَ اِلَيْهِ اَوْ عَلٰى شُمُوْلِ الْحُكْمِ لِكُلِّ فَرْدٍ مِنْ اِفْرَادِ الْمَتْبُوْعِ وَالتَّاكِيْدِ عَلٰى قِسْمَيْنِ لَفْظِيٌّ وَهُوَ تَكْرِيْرُ اللَّفْظِ اَلْاَوَّلُ نَحْوُ جَاءَنِي زَيْدٌ زَيْدٌ وَجَاءَ جَاءَ زَيْدٌ وَمَعْنَوِيٌّ وَهُوَ بِاَلْفَاظٍ مَعْدُوْدَةٍ وَهِيَ النَّفْسُ وَالْعَيْنُ لِلْوَاحِدِ وَالْمُثَنّٰى وَالْمَجْمُوْعِ بِاِخْتِلَافِ الصِّيْغَةِ وَالضَّمِيْرِ نَحْوُ جَاءَنِي زَيْدٌ نَفْسُهٗ وَالزَّيْدَانِ اَنْفُسُهُمَا اَوْ نَفْسَاهُمَا وَالزَّيْدُوْنَ اَنْفُسُهُمْ وَكَذٰلِكَ عَيْنُهٗ وَاَعْيُنُهُمَا اَوْ عَيْنَاهُمَا وَاَعْيُنُهُمْ جَاءَتْنِي هِنْدٌ نَفْسُهَا وَجَائَتْنِي الْهِنْدَانِ نَفْسُهُمَا اَوْ نَفْسَاهُمَا وَجَاءَتْنِي الْهِنْدَاتُ اَنْفُسُهُنَّ كِلَا وَكِلْتَا لِلْمُثَنّٰى خَاصَّةً نَحْوُ قَامَ الرَّجُلَانِ كِلَاهُمَا وَقَامَتِ الْمَرْاَتَانِ كِلْتَاهُمَا وَكُلٌّ وَاَجْمَعُ وَاَكْتَعُ وَاَبْتَعُ وَاَبْصَعُ لِغَيْرِ الْمُثَنّٰى بِاِخْتِلَافِ الضَّمِيْرِ فِي كُلٍّ وَالصِّيْغَةِ فِي الْبَوَاقِي تَقُوْلُ

جَاءَنِي الْقَوْمُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ اَكْتَعُوْنَ اَبْتَعُوْنَ اَبْصَعُوْنَ وَقَامَتِ النِّسَاءُ كُلُّهُنَّ جُمَعَ كُتَعُ بُتَعُ بُصَعُ وَاِذَا اَرَدْتَ تَاكِيْدَ الضَّمِيْرِ الْمَرْفُوْعِ الْمُتَّصِلِ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنِ يَجِبُ تَاكِيْدُهٗ بِالضَّمِيْرِ الْمُنْفَصِلِ نَحْوُ ضَرَبْتَ اَنْتَ نَفْسَكَ وَلَا يُؤَكَّدُ بِكُلٍّ وَاَجْمَعَ اِلَّا مَالَهٗ اَجْزَاءٌ وَاَبْعَاضٌ يَصِحُّ اِفْتِرَاقُهَا حِسًّا كَالْقَوْمِ اَوْ حُكْمًا كَمَا تَقُوْلُ اِشْتَرَيْتُ الْعَبْدَ كُلَّهٗ وَلَا تَقُوْلُ اَكْرَمْتُ الْعَبْدَ كُلَّهٗ وَاعْلَمْ اَنَّ اَكْتَعَ وَاَبْتَعَ وَاَبْصَعَ اَتْبَاعٌ لِاَجْمَعَ وَلَيْسَ لَهَا مَعْنًى هٰهُنَا بِدُوْنِهٖ فَلَا يَجُوْزُ تَقْدِيْمُهَا عَلٰى اَجْمَعَ وَلَا ذِكْرُهَا بِدُوْنِهٖ

ترجمه: تاکید ایسا تابع ہے جو متبوع کی پختگی پر دلالت کرے اس چیز میں جو متبوع کی طرف منسوب کی گئی ہو یا متبوع کے ہر ہر فرد کے لیے حکم کے شامل ہونے پر دلالت کرے۔ تاکید کی دو قسمیں ہیں: لفظی اور وہ پہلے لفظ کا تکرار کرنا ہے جیسے جَاءَنِي زَيْدٌ زَيْدٌ وَجَاءَ جَاءَ زَيْدٌ ۔ اور معنوی اور وہ گنے ہوئے الفاظ کے ساتھ ہوتی ہے اور وہ نفس اور عین ہیں واحد، تثنیہ اور جمع کے لیے صیغہ اور ضمیر کے بدلنے کے ساتھ جیسے جَاءَنِي زَيْدٌ نَفْسُهٗ وَالزَّيْدَانِ اَنْفُسُهُمَا اَوْ نَفْسَاهُمَا وَالزَّيْدُوْنَ اَنْفُسُهُمْ وَكَذٰلِكَ عَيْنُهٗ وَاَعْيُنُهُمَا اَوْ عَيْنَاهُمَا وَاَعْيُنُهُمْ جَاءَتْنِي هِنْدٌ نَفْسُهَا وَجَاءَتْنِي الْهِنْدَانِ نَفْسُهُمَا اَوْ نَفْسَاهُمَا وَجَاءَتْنِي الْهِنْدَاتُ اَنْفُسُهُنَّ۔ اور کلا اور کلتا خاص طور پر تثنیہ کے لیے آتے ہیں۔ جیسے قَامَ الرَّجُلَانِ كِلَاهُمَا وَقَامَتِ الْمَرْاَتَانِ كِلْتَاهُمَا۔ اور كُلَّ وَاَجْمَعُ وَاَكْتَعُ وَاَبْتَعُ وَاَبْصَعُ ۔ غیر تثنیہ کے لیے آتے ہیں " كُلَّ "ضمیر کے اختلاف کے ساتھ اور باقیوں میں صیغہ کے اختلاف کے ساتھ، تو کہے گا: جَاءَنِي الْقَوْمُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ اَكْتَعُوْنَ اَبْتَعُوْنَ اَبْصَعُوْنَ وَقَامَتِ النِّسَاءُ كُلُّهُنَّ جُمَعَ كُتَعُ بُتَعُ بُصَعُ ۔ اور جب تو ضمیر مرفوع متصل کی تاکید، نفس اور عین کے ساتھ لگانے کا ارادہ کرے تو اس کی تاکید ضمیر منفصل کے ساتھ لگانا واجب ہے جیسے ضَرَبْتَ اَنْتَ نَفْسَكَ ۔ اور کل اور اجمع کے ساتھ اسی کی تاکید لگائی جائے گی جس کے اجزاء اور ایسے حصے ہوں جن کا جدا ہونا درست ہو حسی طور پر جیسے قوم یا حکمی طور پر جیسے تو کہے: اِشْتَرَيْتُ الْعَبْدَ كُلَّهٗ

۔اور تو نہیں کہے گا: اَکْرَمْتُ الْعَبْدَ کُلَّہٗ۔ اور تو جان کہ اَکْتَعُ ، اَبْتَعُ ، اَبْصَعُ ۔ تابع ہیں اَجْمَعُ کے۔ یہاں ان کے اجمع کے علاوہ کوئی معنی نہیں ہے پس ان سب کا "اجمع" پر مقدم کرنا اور اجمع کے بغیر ذکر کرنا جائز نہیں ہے۔

تشریح:

تاکید کی تعریف:

تاکید وہ تابع ہے جو متبوع کی طرف کسی چیز کی نسبت کو پختہ کرنے کے لئے لایا جائے۔ جیسے جَاءَنِیْ زَیْدٌ نَفْسُہ، (میرے پاس زید بذات خود آیا) یا اس بات کو واضح کرنے کیلئے لایا جاتا ہے کہ حکم متبوع کے تمام افراد کو شامل ہے۔ جیسے فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِکَةُ کُلُّھُمْ أَجْمَعُوْنَ (تو تمام ملائکہ نے ایک ساتھ سجدہ کیا)۔ پہلی مثال میں زید کے آنے کی نسبت کو" نفسُہ" نے پختہ کیا جبکہ دوسری مثال میں "کُلُّھُمْ" نے تمام ملائکہ کے سجدہ کرنے کو واضح کیا۔ جسکی تاکید بیان کی جائے اسے مؤکَّد کہتے ہیں۔ مؤکَّد اور تاکید دونوں کا اعراب ایک جیسا ہوتا ہے۔

تاکید کی اقسام

تاکید کی دو قسمیں ہیں: 1۔ تاکید لفظی 2۔ تاکید معنوی

تاکید لفظی:

وہ تاکید ہے جس میں لفظ تکرار کے ساتھ لایا جائے۔ جیسے جَاءَنِیْ زَیْدٌ زَیْدٌ وَجَاءَ جَاءَ زَیْدٌ۔

تاکید معنوی:

وہ تاکید ہے جو چند مخصوص الفاظ کے لانے سے حاصل ہو۔ وہ الفاظ یہ ہیں: نَفْسٌ ، عَیْنٌ ، کِلاَ ، کِلْتَا ، کُلٌّ ، أَجْمَعُ ، أَکْتَعُ ، أَبْتَعُ ، أَبْصَعُ

نفس اور عین:

صیغے اور ضمیر کی تبدیلی کے ساتھ واحد ، تثنیہ اور جمع تینوں کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے جَاءَنِیْ زَیْدٌ نَفْسُہٗ وَالزَّیْدَانِ اَنْفُسُھُمَا اَوْنَفْسَاھُمَا وَالزَّیْدُوْنَ اَنْفُسُھُمْ ۔ اسی طرح عَیْنٌ کی مثال جیسے: عَیْنُہٗ وَاَعْیُنُھُمَا اَوْعَیْنَاھُمَا وَاَعْیُنُھُمْ۔ مونث کیلئے مونث کی ضمیر لگا کر استعمال کرتے ہیں۔ جیسے جَاءَتْنِی ھِنْدٌ نَفْسُھَا وَجَائَتْنِی الْھِنْدَانِ نَفْسُھُمَا اَوْنَفْسَاھُمَا وَجَاءَتْنِی الْھِنْدَاتُ اَنْفُسُھُنَّ ۔ اسی پر لفظ عَیْنٌ کو قیاس کریں۔

کلا و کلتا:

صرف تثنیہ مذکر و مونث کیلئے استعمال ہوتے ہیں جیسے قَامَ الرَّجُلَانِ کِلَاھُمَا وَقَامَتِ الْمَرْاَتَانِ کِلْتَاھُمَا۔

کلّ، اجمع، اکتع، ابتع، اور ابصع:

واحد اور جمع کیلئے آتے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ کُلٌّ میں ضمیر متصل کو بدلنا پڑتا ہے جبکہ باقی الفاظ میں صیغوں کو۔ جیسے: جَاءَنِی الْقَوْمُ کُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ اَکْتَعُوْنَ اَبْتَعُوْنَ اَبْصَعُوْنَ وَقَامَتِ النِّسَاءُ کُلُّهُنَّ جُمَعَ کُتَعَ بُتَعَ بُصَعَ۔ أَجْمَعُ، أَکْتَعُ، أَبْتَعُ اور أَبْصَعُ بھی کُلٌّ کے معنیٰ میں ہیں۔

تاکید کے چند ضروری قواعد:

1. ضمیر متصل بارز یا مستتر کی تاکید ضمیر مرفوع منفصل سے لائی جاتی ہے خواہ ضمائر موکدہ مرفوع ہوں یا منصوب یا مجرور، جیسے ضمیر متصل بارز کی مثال۔ قُمْتُ أَنَا، مَارَأَيْتُکَ أَنْتَ أَحَدٌ، سَلَّمْتُ عَلَيْهِ هُوَ اور ضمیر متصل مستتر کی مثال أَنْصَحُ أَنَا زَيْدًا۔
2. أَکْتَعُ، أَبْتَعُ، اور أَبْصَعُ یہ تینوں أَجْمَعُ کے تابع ہیں یعنی نہ تو أَجْمَعُ کے بغیر آتے ہیں اور نہ ہی أَجْمَعُ سے پہلے آتے ہیں۔
3. ماگر ضمیر مرفوع متصل بارز و مستتر کی تاکید معنوی نَفْسٌ یا عَيْنٌ سے لانی ہو تو پہلے ضمیر مرفوع منفصل سے تاکید لائی جاتی ہے اسکے بعد نَفْسٌ یا عَيْنٌ کا ذکر کیا جاتا ہے۔ جیسے قُمْتُ أَنَا نَفْسِی، ضَرَبَ هُوَ نَفْسُه،۔
4. اگر انکے بجائے ضمیر منصوب یا مجرور ہو تو اب نَفْسٌ یا عَيْنٌ کو تاکید کیلئے براہ راست لایا جائے گا۔ جیسے ضَرَبْتُهُمْ أَنْفُسَهُمْ، مَرَرْتُ بِهٖ نَفْسِهٖ۔
5. اسم ظاہر کو ضمیر کے ساتھ مؤکد نہیں کر سکتے۔ لہٰذا یوں کہنا غلط ہو گا، جَاءَ زَيْدٌ هُوَ۔
6. لیکن ضمیر، ضمیر اور اسم ظاہر دونوں سے مؤکد کی جاسکتی ہے جیسے جِئْتَ أَنْتَ نَفْسَکَ، أَحْسَنْتَ اِلَيْهِمْ أَنْفُسِهُمْ۔
7. عموماً أَجْمَعُ کا استعمال کُلٌّ کے بعد ہوتا ہے جیسے سَجَدَ الْمَلٰئِکَةُ کُلُّهُمْ أَجْمَعُوْنَ اور بعض اوقات اکیلا بھی آتا ہے۔ جیسے جَاءَ الْقَوْمُ أَجْمَعُ۔
8. نَفْسٌ یا عَيْنٌ سے تثنیہ کی تاکید کرنی ہو تو انکی جمع سے کرینگے، جیسے جَاءَ الرَّجُلاَنِ أَنْفُسُهُمَا یا أَعْيُنُهُمَا اور نَفْسَاهُمَا یا عَيْنَاهُمَا نہیں کہیں گے۔
9. نَفْسٌ کی جگہ عَيْنٌ بھی بولا جاتا ہے۔ کُلٌّ کی جگہ جَمِيْعٌ بھی آسکتا ہے، جیسے رَأَيْتُ زَيْدًا نَفْسَه، عَيْنَه اور جَاءَ الْقَوْمُ کُلُّهُمْ، جَمِيْعُهُمْ۔
10. کبھی جَمِيْعٌ بغیر اضافت کے استعمال ہوتا ہے اسوقت وہ بجائے تاکید کے حال واقع ہوتا ہے۔ جیسے جَاءَ الْمُسْلِمُوْنَ جَمِيْعًا۔

11. تاکید لفظی میں بعینہ سابقہ لفظ کا اعادہ ضروری نہیں۔ بلکہ ما قبل کا ہم معنی لفظ بھی لایا جاسکتا ہے۔ جیسے أَتىٰ جَاءَزَيْدٌ، اورضَرَبْنَا نَحْنُ۔

12. اگر کسی اسم ظاہر کے بعد نَفْسٌ یاعَيْنٌ حرف جر باء کی وجہ سے مجرور نظر آئے تو وہ باء ہمیشہ زائدہ ہو گی، اور مابعد اسم براہ راست تاکید بنے گا۔ جیسے جَاءَزَيْدٌ بِنَفْسِهٖ، بِعَيْنِهٖ۔

فَصْلٌ اَلْبَدْلُ تَابِعٌ يُنْسَبُ اِلَيْهِ مَانُسِبَ اِلىٰ مَتْبُوْعِهٖ وَهُوَ الْمَقْصُوْدُ بِالنِّسْبَةِ دُوْنَ مَتْبُوْعِهٖ وَاَقْسَامُ الْبَدْلِ اَرْبَعَةٌ بَدْلُ الْكُلِّ مِنَ الْكُلِّ وَهُوَ مَامَدْلُوْلُهٗ مَدْلُوْلُ الْمَتْبُوْعِ نَحْوُ جَاءَنِيْ زَيْدٌ اَخُوْكَ وَبَدْلُ الْبَعْضِ مِنَ الْكُلِّ وَهُوَ مَامَدْلُوْلُهٗ جُزْءُمَدْلُوْلِ الْمَتْبُوْعِ نَحْوُ ضَرَبْتُ زَيْدًا رَاْسَهٗ وَبَدْلُ الْاِشْتِمَالِ وَهُوَ مَامَدْلُوْلُهٗ مُتَعَلِّقُ الْمَتْبُوْعِ كَسُلِبَ زَيْدٌ ثَوْبُهٗ وَبَدْلُ الْغَلَطِ وَهُوَ مَايُذْكَرُبَعْدَالْغَلَطِ نَحْوُ جَاءَنِيْ زَيْدٌ جَعْفَرٌ وَرَاَيْتُ رَجُلًا حِمَارًا وَالْبَدْلُ اِنْ كَانَ نَكِرَةً مِنْ مَعْرِفَةٍ يَجِبُ نَعْتُهٗ كَقَوْلِهٖ تَعَالىٰ بِالنَّاصِيَةِ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ وَلَا يَجِبُ ذٰلِكَ فِيْ عَكْسِهٖ وَلَا فِي الْمُتَجَانِسَيْنِ **فَصْلٌ** عَطْفُ الْبَيَانِ تَابِعٌ غَيْرُ صِفَةٍ يُوْضِحُ مَتْبُوْعَهٗ وَهُوَ اَشْهَرُاِسْمَيْ شَيْءٍ نَحْوُ قَامَ اَبُوْ حَفْصٍ عُمَرُ وَقَامَ عَبْدُاللهِ بْنُ عَمْرٍ وَلَا يَلْتَبِسُ بِالْبَدْلِ لَفْظًا فِيْ مِثْلِ قَوْلِ الشَّاعِرِ شِعْرٌ

اَنَا اِبْنُ التَّارِكِ الْبِكْرِيْ بِشْرٍ---عَلَيْهِ الطَّيْرُ تَرْقَبُهٗ وُقُوْعًا

ترجمہ: فصل: بدل وہ تابع ہے جس کی طرف اس چیز کو منسوب کیا جاتا ہے جسے اس کے متبوع کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اور یہی مقصود بالنسبت ہوتا ہے نہ کہ اس کا متبوع۔ اور بدل کی چار اقسام ہیں: بدل کل، وہ جس کا مدلول، متبوع کا مدلول ہو جیسے جَاءَنِيْ زَيْدٌ اَخُوْكَ ۔ اور بدل بعض وہ جس کا مدلول، متبوع کے مدلول کا جزء ہو جیسے ضَرَبْتُ زَيْدًا رَاْسَهٗ۔ اور بدل اشتمال، وہ جس کا مدلول، متبوع کا متعلق ہو جیسے سُلِبَ زَيْدٌ ثَوْبُهٗ۔ اور

بدل غلط، وہ جسے غلطی کے بعد ذکر کیا گیا ہو جیسے جَاءَنِي زَيْدٌ جَعْفَرٌ وَرَأَيْتُ رَجُلًا حِمَارًا۔ اور بدل اگر نکرہ ہو معرفہ سے تو اس کی صفت لانا ضروری ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے بِالنَّاصِيَةِ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ "" اور اس کے عکس میں ضروری نہیں ہے اور نہ ہی متجانسین میں۔ فصل: عطف بیان وہ تابع ہے جو غیر صفت ہو کر اپنے متبوع کی وضاحت کرے اور وہ کسی شئی کے دوناموں میں سے زیادہ مشہور ہوتا ہے جیسے "" اور ""۔ اور لفظ کے اعتبار سے عطف بیان، بدل سے ملتبس نہیں ہوتا شاعر کے قول کی مثل میں "میں اس شخص کا بیٹا ہوں جو بکری بشر جیسے بہادر کو قتل کرنے والا ہے اس حال میں کہ موجود ہونے والے ہیں اس پر پرندے اس حال میں کہ اس کا انتظار کر رہے ہیں اس حال میں کہ گرنے والے ہیں یعنی تھوڑی سی رمق باقی ہے تو پرندے اس کی روح نکلنے کا انتظار کر رہے ہیں کہ روح نکلے اور ہم اس کو کھائیں۔

تشریح:

عطف بیان کی تعریف:

وہ تابع ہے جو صفت تو نہ ہو لیکن صفت کی طرح اپنے متبوع کو واضح کرے یہ اپنے متبوع سے زیادہ مشہور ہوتا ہے۔ جیسے أَقْسَمَ بِاللّٰهِ أَبُوْ حَفْصٍ عُمَرُ۔ اس مثال میں عمر تابع ہے جس نے متبوع ابو حفص کو واضح کیا۔ اور قَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ أَبُوْهُرَيْرَةَ، تابع کو عطف بیان اور متبوع کو مبیَّن کہتے ہیں۔

عطف بیان کے چند ضروری قواعد:

☆۔۔۔۔۔اگر کنیت اور علم ایک ساتھ آجائیں تو ان میں سے مشہور کو عطف بیان بنائیں جیسے مذکورہ بالا مثالوں میں پہلی میں عُمَرُ اور دوسری میں أَبُوْهُرَيْرَةَ عطف بیان ہیں۔

☆۔۔۔۔۔اگر متبوع معرفہ ہو تو عطف بیان اسکی وضاحت کرتا ہے جیسے مذکورہ مثالیں اور نکرہ ہو تو اسکی تخصیص کا فائدہ دیتا ہے۔ جیسے وَيُسْقٰى مِنْ مَّاءٍ صَدِيْدٍ۔ اس مثال میں صدید عطف بیان نے ماء متبوع کی تخصیص کی۔

☆۔۔۔۔۔عطف بیان تخصیص اور ازالہ وہم کیلئے بھی آتا ہے جیسے أَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ اور اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٤٧﴾ رَبِّ مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ ۔

وضاحت:

طَعَامُ مَسٰكِيْنَ نے کفارہ کی اقسام میں طعام کو خاص کر دیا ہے اور لفظ رَبِّ مُوْسٰى وَهَارُوْنَ نے فرعون پر ایمان لانے اور اسکے دعوائے ربوبیت کا ازالہ کیا ہے۔

اَلْبَابُ الثَّانِی فِی الْاِسْمِ الْمَبْنِیِّ

وَهُوَ اِسْمٌ وَقَعَ غَیْرَ مُرَکَّبٍ مَعَ غَیْرِہٖ مِثْلُ ا ب ت ث وَمِثْلُ وَاحِدٍ وَاِثْنَانِ وَثَلٰثَۃٍ وَکَلَفْظَۃِ زَیْدٍ وَحْدَہٗ فَاِنَّہٗ مَبْنِیٌّ بِالْفِعْلِ عَلَی السُّکُوْنِ وَمُعْرَبٌ بِالْقُوَّۃِ اَوْشَابَہَ مَبْنِیَّ الْاَصْلِ بِاَنْ یَّکُوْنَ فِی الدَّلَالَۃِ عَلٰی مَعْنَاہُ مُحْتَاجًا اِلٰی قَرِیْنَۃٍ کَالْاِشَارَۃِ نَحْوُ ھٰؤُلَاءِ وَنَحْوُھَا اَوْ یَکُوْنَ عَلٰی اَقَلَّ مِنْ ثَلٰثَۃِ اَحْرُفٍ اَوْ تَضَمَّنَ مَعْنَی الْحَرْفِ نَحْوُ ذَا وَمَنْ وَاَحَدَ عَشَرَ اِلٰی تِسْعَۃَ عَشَرَ وَھٰذَا الْقِسْمُ لَا یَصِیْرُ مُعْرَبًا اَصْلًا وَحُکْمُہٗ اَنْ لَا یَخْتَلِفَ اٰخِرُہٗ بِاِخْتِلَافِ الْعَوَامِلِ وَحَرَکَاتُہٗ تُسَمّٰی ضَمًّا وَفَتْحًا وَکَسْرًا وَسُکُوْنُہٗ وَقْفًا وَھُوَ عَلٰی ثَمَانِیَۃِ اَنْوَاعٍ اَلْمُضْمِرَاتُ وَاَسْمَاءُ الْاِشَارَاتُ وَالْمَوْصُوْلَاتُ وَاَسْمَاءُ الْاَفْعَالِ وَالْاَصْوَاتُ وَالْمُرَکَّبَاتُ وَالْکِنَایَاتُ وَبَعْضُ الظُّرُوْفِ

ترجمہ: دوسرا باب اسم مبنی کے بارے میں: وہ اسم جو اپنے غیر کے ساتھ مرکب نہ ہو جیسے ا ب ت ث اور جیسے واحد اثنان اور ثلاثۃ اور جیسے تنہا زید کا لفظ۔ پس یہ بالفعل مبنی بر سکون ہے اور بالقوۃ معرب ہے یا مبنی اصل کے مشابہ ہو اس طرح کہ اپنے معنی پر دلالت کرنے میں قرینہ کا محتاج ہو جیسے اشارہ، مثلاً ھٰؤُلَاءِ۔ اور اس جیسے دوسرے اسماء اشارات یا وہ تین حروف سے کم ہو یا حرف کے معنی کو متضمن ہو جیسے "ذَا اور مَنْ" اور "اَحَدَ عَشَرَ" سے "تِسْعَۃَ عَشَرَ" تک۔ اور یہ قسم بالکل معرب نہیں ہوتی اور اس کا حکم یہ ہے کہ عوامل کے بدلنے سے اس کا آخر نہیں بدلتا، اور اس کی حرکات کا نام ضمہ، فتحہ، کسرہ اور وقف رکھا جاتا ہے۔ اور اس کی آٹھ اقسام ہیں: مضمرات، اسماء اشارات، اسماء موصولات، اسماء افعال، اسماء اصوات، مرکبات، کنایات اور بعض ظروف۔

تشریح

فَصْلٌ اَلْمُضْمَرُ اِسْمٌ وُضِعَ لِيَدُلَّ عَلٰى مُتَكَلِّمٍ اَوْ مُخَاطَبٍ اَوْ غَائِبٍ تَقَدَّمَ ذِكْرُهٗ لَفْظًا اَوْ مَعْنًى اَوْ حُكْمًا وَهُوَ عَلٰى قِسْمَيْنِ مُتَّصِلٌ وَهُوَ مَا لَا يُسْتَعْمَلُ وَحْدَهٗ اِمَّا مَرْفُوْعٌ نَحْوُ ضَرَبْتُ اِلٰى ضَرَبْنَ اَوْ مَنْصُوْبٌ نَحْوُ ضَرَبَنِيْ اِلٰى ضَرَبَهُنَّ وَاِنَّنِيْ اِلٰى اِنَّهُنَّ اَوْ مَجْرُوْرٌ نَحْوُ غُلَامِيْ وَلِيْ اِلٰى غُلَامِهِنَّ وَلَهُنَّ وَمُنْفَصِلٌ وَهُوَ مَا يُسْتَعْمَلُ وَحْدَهٗ اِمَّا مَرْفُوْعٌ نَحْوُ اَنَا اِلٰى هُنَّ اَوْ مَنْصُوْبٌ نَحْوُ اِيَّايَ اِلٰى اِيَّاهُنَّ فَذٰلِكَ سِتُّوْنَ ضَمِيْرًا

ترجمہ: فصل: مضمر وہ اسم ہے جو وضع کیا گیا ہو تا کہ متکلم، مخاطب یا اس غائب پر دلالت کرے جس کا ذکر لفظاً یا حکماً پہلے گزر چکا ہو۔ اس کی دو قسمیں ہیں: متصل، اور یہ وہ ہے جو اکیلی استعمال نہیں کی جاسکتی، یا مرفوع ہو گی جیسے "ضَرَبْتُ" سے "ضَرَبْنَ" تک۔ یا منصوب ہو گی جیسے "ضَرَبَنِیْ" سے "ضَرَبَھُنَّ" اور "اِنَّنِیْ" سے "اِنَّھُنَّ" تک۔ یا مجرور ہو گی جیسے "غُلَامِیْ اور لِیْ" سے "غُلَامِھِنَّ اور لَھُنَّ" تک۔ اور منفصل، یہ وہ ہے جو اکیلی استعمال کی جاسکتی ہو، یا مرفوع ہو گی جیسے "اَنَا" سے "ھُنَّ" تک، یا منصوب ہو گی جیسے "اِیَّایَ" سے "اِیَّاھُنَّ" تک، پس یہ ساٹھ ضمیریں بن گئیں۔

تشریح:

وَاعْلَمْ اَنَّ الْمَرْفُوْعَ الْمُتَّصِلَ خَاصَّةً يَكُوْنُ مُسْتَتِرًا فِي الْمَاضِيْ لِلْغَائِبِ وَالْغَائِبَةِ كَضَرَبَ اَيْ هُوَ وَضَرَبَتْ اَيْ هِيَ وَفِي الْمُضَارِعِ الْمُتَكَلِّمِ مُطْلَقًا نَحْوُ اَضْرِبُ اَيْ اَنَا وَنَضْرِبُ اَيْ نَحْنُ وَلِلْمُخَاطَبِ كَتَضْرِبُ اَيْ اَنْتَ وَلِلْغَائِبِ وَالْغَائِبَةِ كَيَضْرِبُ اَيْ هُوَ وَتَضْرِبُ اَيْ هِيَ وَفِي الصِّفَةِ اَعْنِيْ اِسْمَ الْفَاعِلِ وَالْمَفْعُوْلِ وَغَيْرَهُمَا مُطْلَقًا وَلَا يَجُوْزُ اِسْتِعْمَالُ الْمُنْفَصِلِ اِلَّا عِنْدَ تَعَذُّرِ الْمُتَّصِلِ كَاِيَّاكَ نَعْبُدُ وَمَا ضَرَبَكَ اِلَّا اَنَا وَاَنَا زَيْدٌ وَمَا اَنْتَ اِلَّا قَائِمًا

ترجمہ: تو جان کہ مرفوع متصل خاص طور پر ماضی غائب اور غائبہ میں مستتر ہوتی ہے جیسے "ضَرَبَ" میں "هُوَ" اور "ضَرَبَتْ" میں "هِيَ"۔ اور مضارع متکلم میں مطلقاً جیسے "اَضْرِبُ" میں "اَنَا" اور "نَضْرِبُ" میں "نَحْنُ"۔ اور مخاطب میں جیسے "تَضْرِبُ" میں "اَنْتَ" اور غائب اور غائبہ میں جیسے "يَضْرِبُ" میں "هُوَ" اور "تَضْرِبُ" میں "هِيَ" اور صفت میں مطلقاً میری مراد اسم فاعل اور اسم مفعول اور ان کے علاوہ ہیں، اور متصل کے متعذر ہونے کی صورت میں ہی منفصل کا استعمال جائز ہے جیسے "اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَمَا ضَرَبَكَ اِلَّا اَنَا وَاَنَا زَيْدٌ وَمَا اَنْتَ اِلَّا قَائِمًا"

تشریح:

وَاعْلَمْ اَنَّ لَهُمْ ضَمِيْرًا يَقَعُ قَبْلَ جُمْلَةٍ تُفَسِّرُهُ وَيُسَمّٰى ضَمِيْرُ الشَّانِ فِي الْمُذَكَّرِ وَضَمِيْرُ الْقِصَّةِ فِي الْمُؤَنَّثِ نَحْوُ قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ وَاِنَّهَا زَيْنَبُ قَائِمَةٌ وَيَدْخُلُ بَيْنَ الْمُبْتَدَءِ وَالْخَبَرِ صِيْغَةُ مَرْفُوْعٍ مُنْفَصِلٍ مُطَابِقٌ لِلْمُبْتَدَءِ اِذَا كَانَ الْخَبَرُ مَعْرِفَةً اَوْ اَفْعَلَ مِنْ كَذَا وَيُسَمّٰى فَصْلٌ لِاَنَّهُ يَفْصِلُ بَيْنَ الْخَبَرِ وَالصِّفَةِ نَحْوُ زَيْدٌ هُوَ الْقَائِمُ وَكَانَ زَيْدٌ هُوَ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو وَقَالَ اللهُ تَعَالٰى كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ

ترجمہ: اور تو جان کہ بیشک ان کے لیے ایک ضمیر ہے جو جملہ سے پہلے واقع ہوتی ہے اور وہ جملہ اس کی تفسیر کرتا ہے اور مذکر میں اس ضمیر کا نام رکھا گیا ہے ضمیر شان جبکہ مؤنث میں ضمیر قصہ رکھا گیا ہے جیسے "قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ اور اِنَّهَا زَيْنَبُ قَائِمَةٌ"۔ اور اگر خبر معرفہ ہو یا اسم تفضیل مستعمل بمن ہو تو مبتداء اور خبر کے درمیان مبتداء کے مطابق مرفوع منفصل کا صیغہ داخل کیا جاتا ہے۔ اور اسے فصل کہا جاتا ہے کہ یہ خبر اور صفت کے درمیان فاصلہ کرتی ہے جیسے "زَيْدٌ هُوَ الْقَائِمُ وَكَانَ زَيْدٌ هُوَ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو" اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ"۔

تشریح

فَصْلٌ اَسْمَاءُالْاِشَارَةِ مَاوُضِعَ لِيَدُلَّ عَلٰی مُشَارٌاِلَیْہِ وَهِیَ خَمْسَةُ اَلْفَاظٍ لِسِتَّةِ مَعَانٍ وَذٰلِكَ ذَالِلْمُذَکَّرِ وَذَانِ وَذَیْنِ لِمُثَنَّاهُ وَتَاوَتِیْ وَذِیْ وَتِہٖ وَذِہٖ وَتِھِیْ وَذِھِیْ لِلْمُؤَنَّثِ وَتَانِ وَتَیْنِ لِمُثَنَّاهُ وَاُوْلَاءِ بِالْمَدِّ وَالْقَصْرِ لِجَمْعِهِمَا وَقَدْ يُلْحَقُ بِاَوَائِلِهَا هَاءُالتَّنْبِيْہِ نَحْوُ هٰذَا وَهٰذَانِ وَهٰؤُلَاءِ وَيُتَّصَلُ بِاَوَاخِرِهَا حَرْفُ الْخِطَابِ وَهُوَ اَيْضاً خَمْسَةُ اَلْفَاظٍ لِسِتَّةِ مَعَانٍ نَحْوُكَ كَمَاكُمْ كِ كُنَّ فَذٰلِكَ خَمْسَةٌ وَّعِشْرُوْنَ اَلْحَاصِلُ مِنْ ضَرْبِ خَمْسَةٍ فِيْ خَمْسَةٍ وَهِيَ ذَاكَ اِلٰى ذَاكُنَّ وَذَانِكَ اِلٰى ذَانِكُنَّ وَكَذٰلِكَ الْبَوَاقِيْ وَاعْلَمْ اَنَّ ذَالِلْقَرِيْبِ وَذٰلِكَ لِلْبَعِيْدِ وَذَاكَ لِلْمُتَوَسِّطِ

ترجمہ:اسم اشارہ جو وضع کیا گیا ہو تا کہ مشار الیہ پر دلالت کرے اور یہ چھ معانی کے لیے پانچ الفاظ ہیں اور یہ "ذَا" مذکر کے لیے،"ذَانِ اور ذَیْنِ" تثنیہ مذکر کے لیے اور "تَا،تِیْ ،تِہٖ ،ذِہٖ ،تِھِیْ اور ذِھِیْ "مؤنث کے لیے اور "تَانِ اور تَیْنِ"اور تثنیہ مؤنث کے لیے اور "اُوْلَاءِ"مد اور قصر کے ساتھ جمع مذکر و مؤنث کے لیے۔اور کبھی ان کے شروع میں ھاء تنبیہ لاحق کی جاتی ہے جیسے " هٰذَا وَهٰذَانِ وَهٰؤُلَاءِ"اور کبھی ان کے آخر میں حرف خطاب متصل کیا جاتا ہے اور یہ بھی ایسے ہی چھ معانی کے لیے پانچ ہیں جیسے "كَ كَمَاكُمْ كِ كُنَّ"پس پانچ کو پانچ میں ضرب دینے سے جو حاصل ہوئے وہ پچیس ہیں اور یہ "ذَاكَ سے ذَاكُنَّ تک،اور"ذَانِكَ " سے " ذَانِكُنَّ "تک،اور اسی طرح باقی۔اور تو جان کہ "ذَا" قریب کے لیے اور "ذٰلِكَ" بعید کے لیے اور "ذَاكَ"متوسط کے لیے ہے۔

تشریح:

فَصْلٌ اَلْمَوْصُوْلُ اِسْمٌ لَایَصْلَحُ اَنْ یَّکُوْنَ جُزْءًتَامًّامِنْ جُمْلَةٍ اِلَّا بِصِلَةٍ بَعْدَهٗ وَالصِّلَةُ جُمْلَةٌ خَبْرِیَّةٌ وَلَابُدَّمِنْ عَایِدٍفِیْهَا یَعُوْدُ اِلَی الْمَوْصُوْلِ مِثَالُهٗ اَلَّذِیْ فِیْ قَوْلِنَا جَاءَالَّذِیْ اَبُوْهٗ قَایِمٌ اَوْقَامَ اَبُوْهٗ وَاَلَّذِیْ لِلْمُذَکَّرِ وَاَللَّذَانِ وَاَللَّذَیْنِ لِمُثَنَّاهٗ وَاَلَّتِیْ لِلْمُؤَنَّثِ وَاَللَّتَانِ وَاَللَّتَیْنِ لِمُثَنَّاهَاوَاَلَّذِیْنَ وَاَلْاُلٰی لِجَمْعِ الْمُذَکَّرِوَاَللَّاتِیْ وَاَللَّوَاتِیْ وَاَللَّاءِوَاَللَّایِیْ لِجَمْعِ الْمُؤَنَّثِ

ترجمہ: فصل موصول وہ اسم جو اپنے مابعد صلہ کے بغیر جملے کا مکمل جزء بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔اور صلہ جملہ خبریہ ہوتا ہے اور ضروری ہے کہ اس میں ایک عائد ہو جو موصول کی طرف لوٹ رہی ہو اور اس کی مثال جیسے ہمارے قول" جَاءَالَّذِیْ اَبُوْهٗ قَایِمٌ اَوْقَامَ اَبُوْهٗ"میں" اَلَّذِیْ "۔اور"اَلَّذِیْ" مذکر کے اور"اَللَّذَانِ وَاَللَّذَیْنِ"تثنیہ مذکر کے لیے اور"اَلَّتِیْ" مؤنث کے لیے اور"اَللَّتَانِ وَاَللَّتَیْنِ"تثنیہ مؤنث کے لیے اور"اَلَّذِیْنَ وَاَلْاُلٰی"جمع مذکر کے کے لیے اور" وَاَللَّاتِیْ وَاَللَّوَاتِیْ وَاَللَّاءِوَاَللَّایِیْ"جمع مؤنث کے لیے۔

تشریح:

وَمَاوَمَنْ وَاَیٌّ وَاَیَّةٌ وَذُوْ بِمَعْنَی اَلَّذِیْ فِیْ لُغَةِ بَنِیْ طَیٍّ کَقَوْلِ الشَّاعِرِ شعر

فَاِنَّ الْمَاءَمَاءُاَبِیْ وَجَدِّیْ --وَبِیْرِیْ ذُوْحَفَرْتُ وَذُوْطَوَیْتُ

اَیْ اَلَّذِیْ حَفَرْتُهٗ وَاَلَّذِیْ طَوَیْتُهٗ وَالْاَلِفُ وَاللَّامُ بِمَعْنَی اَلَّذِیْ صِلَتُهٗ اِسْمُ الْفَاعِلِ وَاِسْمُ الْمَفْعُوْلِ نَحْوُ جَاءَنِی الضَّارِبُ زَیْدًا اَیْ اَلَّذِیْ یَضْرِبُ زَیْدًا اَوْجَاءَنِی الْمَضْرُوْبُ غُلَامُهٗ وَیَجُوْزُ حَذْفُ الْعَایِدِمِنَ اللَّفْظِ اِنْ کَانَ مَفْعُوْلًا نَحْوُ قَامَ الَّذِیْ ضَرَبْتُ اَیْ اَلَّذِیْ ضَرَبْتُهٗ وَاعْلَمْ اَنَّ اَیًّا وَاَیَّةً مُعْرِبَةٌ اِلَّا اِذَاحُذِفَ صَدْرُصِلَتِهَا کَقَوْلِهٖ تَعَالٰی ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ کُلِّ شِیْعَةٍ اَیُّهُمْ اَشَدُّ عَلَی الرَّحْمٰنِ عِتِیًّا اَیْ هُوَ اَشَدُّ

ترجمہ:اور مَا،مَنْ ،اَیٌّ ،اَیَّۃٌ اور ذُوْ بِمَعْنَی اَلَّذِیْ "بنی طی کی لغت میں اسم موصول ہیں جیسا کہ شاعر کا قول" فَاِنَّ الْمَاءَمَاءُاَبِیْ وَجَدِّیْ --وَبِیْرِیْ ذُوْحَفَرْتُ وَذُوْطَوَیْتُ "(پانی جس کے بارے میں جھگڑا ہورہا ہے میرے باپ دادا کا ہے یعنی وہ مجھے وراثت میں ملا ہے اور جس کنویں کے بارے جھگڑا ہورہا ہے وہ یہ وہ کنواں ہے جس میں نے کھودا ہے اور پتھر کے ساتھ میں نے اس کی من باندھی ہے۔) اور الف لام بمعنی الذی کا صلہ اسم فاعل اور اسم مفعول ہوتا ہے جیسے " جَاءَنِی الضَّارِبُ زَیْدًا " بمعنی " اَلَّذِیْ یَضْرِبُ زَیْدًا "(میرے پاس وہ شخص آیا جو زید کو مارنے والا ہے) یا "جَاءَنِی الْمَضْرُوْبُ غُلَامُہٗ "(میرے پاس وہ شخص آیا جس کا غلام مارا گیا ہے)۔اور عائد کو لفظ سے حذف کرنا جائز ہے اگر عائد مفعول ہو جیسے " قَامَ الَّذِیْ ضَرَبْتُ "یعنی " اَلَّذِیْ ضَرَبْتُہٗ "(وہ شخص کھڑا ہو جس میں نے مارا ہے)اور تو جان کہ بے شک " اَیًّا اور اَیَّۃٌ "معرب ہیں مگر جب اس کے صلہ کو حذف کیا جائے جیسے اللہ تعالی کا فرمان:" ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ کُلِّ شِیْعَۃٍ اَیُّھُمْ اَشَدُّ عَلَی الرَّحْمٰنِ عِتِیًّا "یعنی ھُوَ اَشَدُّ۔

تشریح:

فَصْلٌ اَسْمَاءُالْاَفْعَالِ ھُوَ کُلُّ اِسْمٍ بِمَعْنَی الْاَمْرِ وَالْمَاضِیْ نَحْوُ رُوَیْدَ زَیْدًا اَیْ اَمْھِلْہُ وَھَیْھَاتَ زَیْدٌ اَیْ بَعُدَ اَوْکَانَ عَلٰی وَزْنِ فَعَالِ بِمَعْنَی الْاَمْرِ وَھُوَ مِنَ الثُّلَاثِیِّ قِیَاسٌ کَنَزَالِ بِمَعْنَی اِنْزِلْ وَتَرَاکِ بِمَعْنَی اُتْرُکْ وَیَلْحَقُ بِہٖ فَعَالِ مَصْدَرًا مَعْرِفَۃً کَفَجَارِ بِمَعْنَی الْفُجُوْرِ اَوْصِفَۃً لِلْمُؤَنَّثِ نَحْوُ یَافَسَاقِ بِمَعْنَی فَاسِقَۃٍ وَیَالَکَاعِ بِمَعْنَی لَاکِعَۃٍ اَوْعَلَمًا لِلْاَعْیَانِ الْمُؤَنَّثَۃِ کَقَطَامِ وَغَلَابِ وَحَضَارِ وَھٰذِہِ الثَّلٰثَۃُ لَیْسَتْ مِنْ اَسْمَاءِالْاَفْعَالِ وَاِنَّمَا ذُکِرَتْ ھٰھُنَا لِلْمُنَاسَبَۃِ

ترجمہ: اسم فعل ہر وہ اسم ہے جو بمعنی امر اور بمعنی ماضی ہو جیسے "رُوَيْدَ زَيْدًا" یعنی "اَمْهِلْهُ" (تو اسے مہلت دے) اور "هَيْهَاتَ زَيْدٌ" یعنی "بَعُدَ" (زید دور ہوا) یا "فَعَالِ" بمعنی امر کے وزن پر ہو اور وہ ثلاثی مجرد سے قیاس ہے جیسے "نَزَالِ" بمعنی "اِنْزِلْ" اور "تَرَاكِ" بمعنی "اُتْرُكْ" ہے۔ اور اس کے ساتھ فعال ملحق کیا جاتا ہے اس حال میں کہ وہ مصدر معرفہ ہو جیسے "فَجَارِ بِمَعْنَى الْفُجُوْرِ" یا مؤنث کی صفت ہو جیسے "يَافَسَاقِ بِمَعْنَى فَاسِقَةٍ (اے فاسقہ عورت) اور يَالَكَاعِ بِمَعْنَى لَاكِعَةٍ" (اے کمینی عورت) یا اعیان مؤنثہ کا علم ہو جیسے "قَطَامِ وَغَلَابِ وَحَضَارِ" اور یہ تینوں اسماء افعال میں سے نہیں ہیں اور یہاں ان کا ذکر محض مناسبت کی وجہ سے کیا گیا ہے۔

تشریح:

متن: فَصْلٌ اَلْاَصْوَاتُ كُلُّ لَفْظٍ حُكِيَ بِهٖ صَوْتٌ كَغَاقِ لِصَوْتِ الْغُرَابِ اَوْ صُوِّتَ بِهِ الْبَهَائِمُ كَنَخَّ لِاِنَاخَةِ الْبَعِيْرِ

ترجمہ: فصل اصوات ہر وہ لفظ جس سے آواز کی حکایت کی جاتی ہے جیسے کوے کی آواز کے لیے "غَاقِ" یا اس کے ذریعے سے جانوروں کو آواز دی جائے جیسے اونٹ بٹھانے کے لیے "نَخَّ"۔

تشریح:

متن: فَصْلٌ اَلْمُرَكَّبَاتُ كُلُّ اِسْمٍ رُكِّبَ مِنْ كَلِمَتَيْنِ لَيْسَتْ بَيْنَهُمَا نِسْبَةٌ فَاِنْ تَضَمَّنَ الثَّانِيْ حَرْفًا يَجِبُ بِنَاؤُهُمَا عَلَى الْفَتْحِ كَاَحَدَ عَشَرَ اِلٰى تِسْعَةَ عَشَرَ اِلَّا اِثْنَىْ عَشَرَ فَاِنَّهَا مُعْرَبَةٌ كَالْمُثَنّٰى وَاِنْ لَمْ يَتَضَمَّنْ ذٰلِكَ فَفِيْهَا لُغَاتٌ اَفْصَحُهَا بِنَاءُ الْاَوَّلِ عَلَى الْفَتْحِ وَاِعْرَابُ الثَّانِيْ غَيْرُ مُنْصَرِفٍ كَبَعْلَبَكَّ نَحْوُ جَاءَنِيْ بَعْلَبَكُّ وَرَاَيْتُ بَعْلَبَكَّ وَمَرَرْتُ بِبَعْلَبَكَّ

ترجمہ: فصل المرکبات ہر وہ اسم جسے ایسے دو کلموں سے مرکب کیا گیا ہو جن کے درمیان کوئی نسبت نہ ہو پس اگر دوسرا کلمہ حرف کو متضمن ہو تو ان دونوں کا مبنی بر فتحہ ہونا ضروری ہے جیسے "اَحَدَ عَشَرَ سے تِسْعَةَ عَشَرَ" تک، سوائے "اِثْنَا عَشَرَ" کے، کیونکہ یہ تثنیہ کی طرح معرب ہے۔ اور اگر وہ حرف کو متضمن نہ ہو تو اس میں کئی لغتیں ہیں، زیادہ فصیح اول کا مبنی بر فتحہ ہونا اور ثانی کا معرب غیر منصرف ہونا ہے جیسے "بَعْلَبَكَّ" جیسے " جَاءَنِيْ بَعْلَبَكُّ وَرَاَيْتُ بَعْلَبَكَّ وَمَرَرْتُ بِبَعْلَبَكَّ"۔

تشریح:

متن: فَصْلٌ اَلْكِنَايَاتُ هِيَ اَسْمَاءُ تَدُلُّ عَلٰى عَدَدٍ مُبْهَمٍ وَهِيَ كَمْ وَكَذَا اَوْ حَدِيْثٍ مُبْهَمٍ وَهُوَ كَيْتَ وَذَيْتَ وَاعْلَمْ اَنَّ كَمْ عَلٰى قِسْمَيْنِ اِسْتِفْهَامِيَّةٌ وَمَا بَعْدَهَا مَنْصُوْبٌ مُفْرَدٌ عَلَى التَّمْيِيْزِ نَحْوُ كَمْ رَجُلًا عِنْدَكَ وَخَبَرِيَّةٌ وَمَا بَعْدَهَا مَجْرُوْرٌ مُفْرَدٌ نَحْوُ كَمْ مَالٍ اَنْفَقْتُهُ اَوْ مَجْمُوْعٌ نَحْوُ كَمْ رِجَالٍ لَقِيْتُهُمْ وَمَعْنَاهُ التَّكْثِيْرُ وَتَدْخُلُ مِنْ فِيْهِمَا تَقُوْلُ كَمْ مِنْ رَجُلٍ لَقِيْتَهُ وَكَمْ مِنْ مَالٍ اَنْفَقْتُهُ وَقَدْ يُحْذَفُ التَّمْيِيْزُ لِقِيَامِ قَرِيْنَةٍ نَحْوُ كَمْ مَالُكَ اَيْ كَمْ دِيْنَارًا مَالُكَ وَكَمْ ضَرَبْتُ اَيْ كَمْ ضَرْبَةٍ ضَرَبْتُ

ترجمہ: فصل: الکنایات: وہ ایسے اسماء ہیں جو عدد مبہم پر دلالت کرتے ہیں اور یہ "کَمْ وَکَذَا" ہیں یا مبہم بات پر دلالت کرتے ہیں اور یہ "کَیْتَ وَذَیْتَ" ہیں۔ تو جان کہ کم کی دو قسمیں ہیں استفہامیہ اور اس کا مابعد مفرد منصوب ہوتا ہے تمیز کے طور پر جیسے "کَمْ رَجُلًا عِنْدَكَ" اور خبریہ اور اس کا مابعد مفرد مجرور ہوتا ہے جیسے "کَمْ مَالٍ اَنْفَقْتُہٗ" یا جمع مجرور ہوتا ہے جیسے "کَمْ رِجَالٍ لَقِیْتُھُمْ" اور اس کا معنی تکثیر ہے اور ان دونوں میں من داخل ہوتا ہے تو کہے گا "کَمْ مِنْ رَجُلٍ لَقِیْتَہٗ وَکَمْ مِنْ مَالٍ اَنْفَقْتُہٗ"۔ اور کبھی قرینہ پائے جانے کی وجہ سے تمیز حذف کر دی جاتی ہے جیسے "کَمْ مَالُكَ اَیْ کَمْ دِیْنَارًا مَالُكَ وَکَمْ ضَرَبْتُ اَیْ کَمْ ضَرْبَۃٍ ضَرَبْتُ"۔

تشریح:

متن: وَاعْلَمْ اَنَّ کَمْ فِی الْوَجْھَیْنِ یَقَعُ مَنْصُوْبًا اِذَا کَانَ بَعْدَہٗ فِعْلٌ غَیْرُ مُشْتَغِلٍ عَنْہُ بِضَمِیْرِہٖ نَحْوُ کَمْ رَجُلًا ضَرَبْتَ وَکَمْ غُلَامٍ مَلَکْتَ مَفْعُوْلًا بِہٖ وَنَحْوُ کَمْ ضَرْبَۃً ضَرَبْتَ وَکَمْ ضَرْبَۃٍ ضَرَبْتَ مَصْدَرًا وَکَمْ یَوْمًا سِرْتَ وَکَمْ یَوْمًا صُمْتَ مَفْعُوْلًا فِیْہِ وَمَجْرُوْرًا اِذَا کَانَ قَبْلَہ حُرُفُ جَرٍّ اَوْ مُضَافٌ نَحْوُ بِکَمْ رَجُلًا مَرَرْتُ وَعَلٰی کَمْ رَجُلٍ حَکَمْتُ وَغُلَامَ کَمْ رَجُلًا ضَرَبْتُ وَمَالَ کَمْ رَجُلٍ سَلَبْتُ وَمَرْفُوْعًا اِذَا لَمْ یَکُنْ شَیْئًا مِنَ الْاَمْرَیْنِ مُبْتَدَءًا اِنْ لَمْ یَکُنْ ظَرْفًا نَحْوُ کَمْ رَجُلًا اَخُوْكَ وَکَمْ رَجُلٍ ضَرَبْتُہٗ وَخَبْرًا اِنْ کَانَ ظَرْفًا نَحْوُ کَمْ یَوْمًا سَفَرُكَ وَکَمْ شَھْرٍ صَوْمِیْ

ترجمہ: تو جان کہ بیشک کم دونوں صورتوں میں منصوب واقع ہوتا ہے جبکہ اس کے بعد والا فعل اس کی ضمیر کی وجہ سے اعراض کرنے والا نہ ہو جیسے "کَمْ رَجُلًا ضَرَبْتَ وَکَمْ غُلَامٍ مَلَکْتَ" درحال کہ مفعول بہ ہے اور جیسے "کَمْ ضَرْبَۃً ضَرَبْتَ وَکَمْ ضَرْبَۃٍ ضَرَبْتَ" درحال کہ مفعول مطلق ہے اور جیسے "کَمْ یَوْمًا سِرْتَ وَکَمْ یَوْمًا صُمْتَ" درحال کہ مفعول

فیہ ہے۔ اور کم مجرور ہو گا جبکہ اس سے پہلے حرف جر یا مضاف ہو جیسے " بِكَمْ رَجُلًا مَرَرْتُ وَعَلٰى كَمْ رَجُلٍ حَكَمْتُ وَغُلَامَ كَمْ رَجُلًا ضَرَبْتُ وَمَالَ كَمْ رَجُلٍ سَلَبْتُ "۔ اور کم مرفوع ہو گا جبکہ ان دونوں امروں میں سے کوئی امر نہ ہو، مبتداء ہونے کی بناء پر اگر ظرف نہ ہو جیسے "كَمْ رَجُلًا اَخُوْكَ وَكَمْ رَجُلٍ ضَرَبْتُهٗ" اور خبر ہونے کی بناء پر اگر ظرف ہو جیسے "كَمْ يَوْمًا سَفَرُكَ وَكَمْ شَهْرٍ صَوْمِىْ "

تشریح:

متن: فَصْلٌ اَلظُّرُوْفُ الْمَبْنِيَّةُ عَلٰى اَقْسَامٍ مِنْهَا مَاقُطِعَ عَنِ الْاِضَافَةِ بِاَنْ حُذِفَ الْمُضَافُ اِلَيْهِ كَقَبْلُ وَبَعْدُ وَفَوْقُ وَتَحْتُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ اَىْ مِنْ قَبْلِ كُلِّ شَىْءٍ وَمِنْ بَعْدِ كُلِّ شَىْءٍ هٰذَا اِذَا كَانَ الْمَحْذُوْفُ مَنْوِيًّا لِلْمُتَكَلِّمِ وَاِلَّا لَكَانَتْ مُعْرَبَةً وَعَلٰى هٰذَا قُرِئَ لِلّٰهِ الْاَمْرِ مِنْ قَبْلٍ وَمِنْ بَعْدٍ وَتُسَمَّى الْغَايَاتِ

ترجمہ: ظروف مبنیہ چند اقسام پر مشتمل ہے ان میں سے وہ ہے جو اضافت سے کاٹ دیئے گئے ہو اس طور پر کہ مضاف الیہ حذف کیا گیا ہو جیسے "قَبْلُ وَبَعْدُ وَفَوْقُ وَتَحْتُ" اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ یعنی مِنْ قَبْلِ كُلِّ شَىْءٍ وَمِنْ بَعْدِ كُلِّ شَىْءٍ" یہ اس وقت ہے جب محذوف منوی ہو متکلم کے لیے ورنہ معرب ہونے اور اسی پر پڑھا گیا ہے "لِلّٰهِ الْاَمْرِ مِنْ قَبْلٍ وَمِنْ بَعْدٍ" اور ان کا نام غایات رکھا گیا ہے۔

تشریح:

متن: وَمِنْهَا حَيْثُ بُنِيَتْ تَشْبِيْهًا لَهَا بِالْغَايَاتِ لِمُلَازَمَتِهَا الْإِضَافَةَ إِلَى الْجُمْلَةِ فِي الْاَكْثَرِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ وَقَدْ يُضَافُ إِلَى الْمُفْرَدِ كَقَوْلِ الشَّاعِرِ ؏

اَمَا تَرٰى حَيْثُ سُهَيْلٍ طَالِعًا اَیْ مَكَانَ سُهَيْلٍ فَحَيْثُ هٰذَا بِمَعْنٰى مَكَانٍ وَشَرْطُهٗ اَنْ يُّضَافَ إِلَى الْجُمْلَةِ نَحْوُ اِجْلِسْ حَيْثُ يَجْلِسُ زَيْدٌ وَمِنْهَا اِذَا وَهِيَ لِلْمُسْتَقْبِلِ وَإِذَا دَخَلَتْ عَلَى الْمَاضِيْ صَارَ مُسْتَقْبِلًا نَحْوُ إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَفِيْهَا مَعْنَى الشَّرْطِ وَيَجُوْزُ اَنْ تَقَعَ بَعْدَهَا الْجُمْلَةُ الْاِسْمِيَّةُ نَحْوُ اٰتِيْكَ اِذَا الشَّمْسُ طَالِعَةٌ وَالْمُخْتَارُ الفِعْلِيَّةُ نَحْوُ اٰتِيْكَ اِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَقَدْ تَكُوْنُ لِلْمُفَاجَاةِ فَيُخْتَارُ بَعْدَهَا الْمُبْتَدَءُ نَحْوُ خَرَجْتُ فَاِذَا السَّبُعُ وَاقِفٌ وَمِنْهَا اِذْ وَهِيَ لِلْمَاضِيْ وَتَقَعُ بَعْدَهَا الْجُمْلَتَانِ الْاِسْمِيَّةُ وَالْفِعْلِيَّةُ نَحْوُ جِئْتُكَ اِذْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَاِذَا الشَّمْسُ طَالِعَةٌ

ترجمہ: اور ان میں سے حیث ہے جو غایات کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے مبنی ہے اس کے اضافت الی الجملہ کی طرف لازم ہونے کی وجہ سے اکثر استعمال میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ" اور کبھی وہ مفرد کی طرف مضاف کر دیا جاتا ہے جیسے شاعر کا قول "اَمَا تَرٰى حَيْثُ سُهَيْلٍ طَالِعًا اَیْ مَكَانَ سُهَيْلٍ" کیا تو سہیل کی جگہ میں نہیں دیکھتا اس حال میں کہ وہ سہیل طلوع ہونے والا ہے۔ اور اس کی شرط یہ ہے کہ وہ جملہ کی طرف مضاف کیا جائے جیسے "اِجْلِسْ حَيْثُ يَجْلِسُ زَيْدٌ" (زید کے بیٹھنے کی جگہ بیٹھ)۔ اور ظروف مبنیہ میں سے اذا ہے اور وہ مستقبل کے لیے ہے اور جب وہ ماضی پر داخل ہوتا ہے تو وہ مستقبل ہو جاتا ہے جیسے "اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ" اور اس میں معنی شرط ہے اور جائز ہے کہ اس کے بعد جملہ اسمیہ واقع ہو جیسے "اٰتِيْكَ اِذَا الشَّمْسُ طَالِعَةٌ" (جب سورج طلوع ہونے والا ہو گا تو میں تیرے پاس آؤنگا) اور مختار جملہ فعلیہ ہے جیسے "اٰتِيْكَ اِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ" (جب سورج طلوع ہو گا تو میں تیرے پاس آؤنگا)۔ اور کبھی اذا مفاجاۃ کے لیے ہوتا ہے پس اس کے بعد مبتداء ہونا مختار ہے جیسے "خَرَجْتُ فَاِذَا السَّبُعُ وَاقِفٌ"۔ اور انہی میں سے اذ ہے اور یہ ماضی کے لیے آتا ہے اور اس کے بعد دو جملے اسمیہ اور فعلیہ واقع ہوتے ہیں جیسے "جِئْتُكَ اِذْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَاِذَا الشَّمْسُ طَالِعَةٌ"۔

تشریح:

متن: وَمِنْهَا اَيْنَ وَاَنّٰى لِلْمَكَانِ بِمَعْنَى الْاِسْتِفْهَامِ نَحْوُ اَيْنَ تَمْشِيْ وَاَنّٰى تَقْعُدُ وَبِمَعْنَى الشَّرْطِ نَحْوُ اَيْنَ تَجْلِسْ اَجْلِسْ وَاَنّٰى تَقُمْ اَقُمْ وَمِنْهَا مَتٰى لِلزَّمَانِ شَرْطًا اَوْ اِسْتِفْهَامًا نَحْوُ مَتٰى تَصُمْ اَصُمْ وَمَتٰى تُسَافِرُ وَمِنْهَا كَيْفَ لِلْاِسْتِفْهَامِ حَالًا نَحْوُ كَيْفَ اَنْتَ اَيْ فِيْ اَيِّ حَالٍ اَنْتَ وَمِنْهَا اَيَّانَ لِلزَّمَانِ اِسْتِفْهَامًا نَحْوُ اَيَّانَ يَوْمُ الدِّيْنِ وَمِنْهَا مُذْ وَمُنْذُ بِمَعْنَى اَوَّلِ الْمُدَّةِ اِنْ صَلُحَ جَوَابًا لِمَتٰى نَحْوُ مَا رَاَيْتُهٗ مُذْ اَوْ مُنْذُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ فِيْ جَوَابِ مَنْ قَالَ مَتٰى مَا رَاَيْتَ زَيْدًا اَيْ اَوَّلُ مُدَّةِ اِنْقِطَاعِ رُؤْيَتِيْ اِيَّاهُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ وَبِمَعْنَى جَمِيْعِ الْمُدَّةِ اِنْ صَلُحَ جَوَابًا لِكَمْ نَحْوُ مَا رَاَيْتُهٗ مُذْ اَوْ مُنْذُ يَوْمَانِ فِيْ جَوَابِ مَنْ قَالَ كَمْ مُدَّةٍ مَا رَاَيْتَ زَيْدًا اَيْ جَمِيْعُ مُدَّةٍ مَا رَاَيْتُهٗ يَوْمَانِ وَمِنْهَا لَدٰى وَلَدُنْ بِمَعْنٰى عِنْدَ نَحْوُ اَلْمَالُ لَدَيْكَ وَالْفَرْقُ بَيْنَهُمَا اَنَّ عِنْدَ لَا يُشْتَرَطُ فِيْهِ الْحُضُوْرُ وَيُشْتَرَطُ ذٰلِكَ فِيْ لَدٰى وَلَدُنْ وَجَاءَ فِيْهِ لُغَاتٌ اُخَرُ لَدَنِ وَلُدْنَ وَلَدَنْ وَلَدْ وَلُدْ وَلِدْ

ترجمہ: اور ظروف مبنی میں سے این اور انی بھی ہیں جو مکان کے لیے بمعنی استفہام کے ہیں جیسے "اَيْنَ تَمْشِيْ وَاَنّٰى تَقْعُدُ" اور بمعنی شرط کے ہیں جیسے "اَيْنَ تَجْلِسْ اَجْلِسْ"۔ اور انہی میں سے متی ہے جو زمان کے لیے ہے باعتبار شرط یا باعتبار استفہام کے جیسے "مَتٰى تَصُمْ اَصُمْ وَمَتٰى تُسَافِرُ" اور انہی میں سے کیف ہے جو باعتبار حال، استفہام کے لیے ہے جیسے "كَيْفَ اَنْتَ اَيْ فِيْ اَيِّ حَالٍ اَنْتَ" یعنی تو کس حال میں ہے اور انہی میں سے "ایان" باعتبار استفہام، زمان کے لیے ہے جیسے "اَيَّانَ يَوْمُ الدِّيْنِ" اور انہی میں سے مذ اور منذ ہیں بمعنی اول مدت کے اگر متی کے جواب کی صلاحیت رکھتے ہوں جیسے "مَا رَاَيْتُهٗ مُذْ اَوْ مُنْذُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ" اس کے جواب میں جو کہے "مَتٰى مَا رَاَيْتَ زَيْدًا اَيْ اَوَّلُ مُدَّةِ اِنْقِطَاعِ رُؤْيَتِيْ اِيَّاهُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ" یعنی میرا اسے دیکھنے کے ختم ہونے کی اول مدت جمعہ کا دن ہے۔ اور بمعنی جمیع مدت کے اگر کم کے جواب

کی صلاحیت رکھتے ہوں جیسے " مَا رَاَیْتُہٗ مُذْ اَوْ مُنْذُ یَوْمَانِ"اس کے جواب میں جو کہے "کَمْ مُدَّۃٍ مَا رَاَیْتَ زَیْدًا اَیْ جَمِیْعُ مُدَّۃٍ مَا رَاَیْتُہٗ یَوْمَانِ"یعنی دو دن کی مکمل مدت سے میں نے اسے نہیں دیکھا۔

تشریح:

متن: وَمِنْهَا قَطُّ لِلْمَاضِي الْمَنْفِيِّ نَحْوُ مَا رَاَيْتُهٗ قَطُّ وَمِنْهَا عَوْضُ لِلْمُسْتَقْبِلِ الْمَنْفِيِّ نَحْوُ لَا اَضْرِبُهٗ عَوْضُ وَاعْلَمْ اَنَّهٗ اِذَا اُضِيْفَ الظُّرُوْفُ اِلَى الْجُمْلَةِ اَوْ اِلٰى اِذْ جَازَ بِنَاؤُهَا عَلَى الْفَتْحِ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى هٰذَا يَوْمَ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ وَكَيَوْمَئِذٍ وَحِيْنَئِذٍ وَكَذٰلِكَ مِثْلُ وَغَيْرُ مَعَ مَا وَاَنْ وَاَنَّ تَقُوْلُ ضَرَبْتُهٗ مِثْلَ مَا ضَرَبَ زَيْدٌ وَغَيْرَ اَنْ ضَرَبَ زَيْدٌ وَمِنْهَا اَمْسِ بِالْكَسْرِ عِنْدَ اَهْلِ الْحِجَازِ

ترجمہ: اور انہی میں سے قط ہے ماضی منفی کے لیے جیسے مَا رَاَيْتُهٗ قَطُّ میں نے اسے کبھی نہیں دیکھا، اور انہی میں سے عوض ہے مستقبل منفی کے لیے جیسے لَا اَضْرِبُهٗ عَوْضُ میں اسے آئندہ نہیں ماروں گا۔ اور تو جان کہ جب ظروف کی جملہ یا اذ کی طرف اضافت کی جائے تو ان کا مبنی بر فتحہ ہونا جائز ہے جیسا کہ اللہ پاک کا فرمان ہے: "هٰذَا يَوْمَ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ" اور جیسے " يَوْمَئِذٍ وَحِيْنَئِذٍ " اور اسی طرح " مِثْلُ " اور " وَغَيْرُ، مَا، اَنْ اور اَنَّ " کے ساتھ، تو کہے گا " ضَرَبْتُهٗ مِثْلَ مَا ضَرَبَ زَيْدٌ وَغَيْرَ اَنْ ضَرَبَ زَيْدٌ " اور انہی میں سے " اَمْسِ " ہے اہل حجاز کے نزدیک کسرہ کے ساتھ۔

تشریح:

وَالْخَاتِمَةُ فِي سَائِرِ اَحْكَامِ الْاِسْمِ وَلَوَاحِقِهٖ غَيْرَ الْاِعْرَابِ وَالْبِنَاءِ وَفِيْهَا فُصُوْلٌ

فَصْلٌ اِعْلَمْ اَنَّ الْاِسْمَ عَلٰى قِسْمَيْنِ مَعْرِفَةٌ وَنَكِرَةٌ اَلْمَعْرِفَةُ اِسْمٌ وُضِعَ لِشَيْءٍ مُعَيَّنٍ وَهِيَ سِتَّةُ اَقْسَامٍ اَلْمُضْمَرَاتُ وَالْاَعْلَامُ وَالْمُبْهَمَاتُ اَعْنِيْ اَسْمَاءَ الْاِشَارَاتِ وَالْمَوْصُوْلَاتِ وَالْمُعَرَّفُ بِاللَّامِ وَالْمُضَافُ اِلٰى اَحَدِهَا اِضَافَةً مَعْنَوِيَّةً وَالْمُعَرَّفُ بِالنِّدَاءِ وَالْعَلَمُ مَا وُضِعَ لِشَيْءٍ مُعَيَّنٍ لَا يَتَنَاوَلُ غَيْرَهٗ بِوَضْعٍ وَاحِدٍ وَاَعْرَفُ الْمَعَارِفِ الْمُضْمَرُ الْمُتَكَلِّمُ نَحْوُ اَنَا وَنَحْنُ ثُمَّ الْمُخَاطَبُ نَحْوُ اَنْتَ ثُمَّ الْغَائِبُ نَحْوُ هُوَ ثُمَّ الْعَلَمُ ثُمَّ الْمُبْهَمَاتُ ثُمَّ الْمُعَرَّفُ بِاللَّامِ ثُمَّ الْمُعَرَّفُ بِالنِّدَاءِ وَالْمُضَافُ فِي قُوَّةِ الْمُضَافِ اِلَيْهِ وَالنَّكِرَةُ مَا وُضِعَ لِشَيْءٍ غَيْرِ مُعَيَّنٍ كَرَجُلٍ وَفَرَسٍ

ترجمہ: اور خاتمہ اسم کے باقی احکام اور اس کے لواحق کے بارے میں جو معرب ومبنی کے علاوہ ہیں۔ اور اس میں چند فصلیں ہیں۔ فصل تو جان کہ اسم کی دو قسمیں ہیں معرفہ اور نکرہ، معرفہ ایسا اسم ہے جو کسی معین چیز کے لیے بنایا گیا ہو اور اس کی چھ قسمیں ہیں: ضمائر، اعلام، مبہمات میری مراد اسماء اشارات وموصولات ہے اور معرف باللام، اور جو ان میں سے کسی ایک کی طرف اضافت معنویہ کے طور پر مضاف ہو، اور معرف بالنداء۔ اور علم جسے کسی ایسی معین چیز کے لیے بنایا گیا ہو جو ایک وضع کے اعتبار سے اپنے غیر کو شامل نہ ہو اور اعرف المعارف ضمیر متکلم ہے جیسے " اَنَا وَنَحْنُ " پھر ضمیر مخاطب ہے جیسے " اَنْتَ " اور پھر ضمیر غائب ہے جیسے " هُوَ " پھر علم، پھر مبہمات پھر معرف باللام پھر معرف بالنداء اور مضاف، مضاف الیہ کی قوت میں، اور نکرہ ایسا اسم ہے جو غیر معین چیز کے لیے بنایا گیا ہو جیسے "رَجُلٍ وَفَرَسٍ"

تشریح:

فَصْلٌ اَسْمَاءُ الْعَدَدِ مَا وُضِعَ لِيَدُلَّ عَلٰى كَمِيَّةِ اٰحَادِ الْاَشْيَاءِ وَاُصُوْلُ الْعَدَدِ اِثْنَتَا عَشَرَةَ كَلِمَةً وَاحِدَةً اِلٰى عَشَرَةٍ وَّمِائَةٍ وَاَلْفٍ وَاِسْتِعْمَالُهٗ مِنْ وَاحِدٍ اِلٰى اِثْنَيْنِ عَلَى الْقِيَاسِ اَعْنِىْ لِلْمُذَكَّرِ بِدُوْنِ التَّاءِ وَلِلْمُؤَنَّثِ بِالتَّاءِ تَقُوْلُ فِىْ رَجُلٍ وَاحِدٍ وَفِىْ رَجُلَيْنِ اِثْنَانِ وَفِىْ اِمْرَاَةٍ وَاحِدَةٍ وَفِىْ اِمْرَاَتَيْنِ اِثْنَتَانِ وَاِثْنَتَانِ وَمِنْ ثَلٰثَةٍ اِلٰى عَشَرَةٍ عَلٰى خِلَافِ الْقِيَاسِ اَعْنِىْ لِلْمُذَكَّرِ بِالتَّاءِ تَقُوْلُ ثَلٰثَةُ رِجَالٍ اِلٰى عَشَرَةِ رِجَالٍ وَلِلْمُؤَنَّثِ بِدُوْنِهَا تَقُوْلُ ثَلٰثُ نِسْوَةٍ اِلٰى عَشَرِ نِسْوَةٍ وَبَعْدَ الْعَشَرَةِ تَقُوْلُ اَحَدَ عَشَرَ رَجُلًا وَاِثْنَا عَشَرَ رَجُلًا وَثَلٰثَةَ عَشَرَ رَجُلًا وَثَلٰثَةَ عَشَرَ رَجُلًا اِلٰى تِسْعَةَ عَشَرَ رَجُلًا وَاِحْدٰى عَشَرَةَ اِمْرَاَةً وَاِثْنَتَا عَشَرَةَ اِمْرَاَةً وَثَلٰثَ عَشَرَةَ اِمْرَاَةً اِلٰى تِسْعَ عَشَرَةَ اِمْرَاَةً وَبَعْدَ ذٰلِكَ تَقُوْلُ عِشْرُوْنَ رَجُلًا وَعِشْرُوْنَ اِمْرَاَةً بِلَا فَرْقٍ بَيْنَ الْمُذَكَّرِ وَالْمُؤَنَّثِ اِلٰى تِسْعِيْنَ رَجُلًا وَاِمْرَاَةً وَاَحَدٌ وَّعِشْرُوْنَ رَجُلًا وَاِحْدٰى وَعِشْرُوْنَ اِمْرَاَةً وَاِثْنَانِ وَعِشْرُوْنَ رَجُلًا وَاِثْنَتَانِ وَعِشْرُوْنَ اِمْرَاَةً وَثَلٰثَةٌ وَّعِشْرُوْنَ رَجُلًا وَثَلٰثٌ وَّعِشْرُوْنَ اِمْرَاَةً اِلٰى تِسْعَةٌ وَّتِسْعِيْنَ رَجُلًا وَتِسْعٌ وَّتِسْعِيْنَ اِمْرَاَةً ثُمَّ تَقُوْلُ مِائَةُ رَجُلٍ وَمِائَةُ اِمْرَاَةٍ وَاَلْفُ رَجُلٍ وَاَلْفُ اِمْرَاَةٍ وَمِائَتَا رَجُلٍ وَمِائَتَا اِمْرَاَةٍ وَاَلْفَا رَجُلٍ وَاَلْفَا اِمْرَاَةٍ بِلَا فَرْقٍ بَيْنَ الْمُذَكَّرِ وَالْمُؤَنَّثِ فَاِذَا زَادَ عَلَى الْمِائَةِ وَالْاَلْفِ يُسْتَعْمَلُ عَلٰى قِيَاسٍ مَا عَرَفْتَ وَيُقَدَّمُ الْاَلْفُ عَلَى الْمِائَةِ وَالْمِائَةُ عَلَى الْاٰحَادِ وَالْاٰحَادُ عَلَى الْعَشَرَاتِ تَقُوْلُ عِنْدَهٗ اَلْفٌ وَمِائَةٌ وَّاَحَدٌ وَّعِشْرُوْنَ رَجُلًا وَاَلْفَانِ وَمِائَتَانِ وَاِثْنَانِ وَعِشْرُوْنَ رَجُلًا وَاَرْبَعَةُ اٰلَافٍ وَتِسْعُمِائَةٍ وَّخَمْسٌ وَّاَرْبَعُوْنَ اِمْرَاَةً وَعَلَيْكَ بِالْقِيَاسِ

ترجمہ: فصل اسماء عدد جو اشیاء کے افراد کی مقدار پر دلالت کے لیے وضع کیے گئے ہیں۔ اور اصولی عدد بارہ ہیں واحدۃ سے عشرۃ تک اور مائۃ اور الف۔ اور اس کا استعمال واحد سے اثنین تک قیاس کے مطابق ہے میری مراد مذکر کے لیے بغیر تاء اور مؤنث کے لیے تاء کے ساتھ ہے تو ایک مرد کے بارے میں کہے گا" رَجُلٍ وَاحِدٍ "اور دو مردوں کے لیے کہے گا" رَجُلَيْنِ اِثْنَانِ "اور ایک عورت کے لیے کہے گا" اِمْرَاَةٍ وَاحِدَةٍ "اور دو عورتوں کے لیے کہے گا" اِمْرَاَتَيْنِ اِثْنَتَانِ وَاِثْنَتَانِ " اور " ثَلٰثَةٌ سے عَشَرَةٌ "تک خلاف قیاس ہے، میری مراد ہے مذکر کے لیے تاء کے ساتھ تو کہے گا" ثَلٰثَةُ رِجَالٍ اِلٰى

عَشَرَةِ رِجَالٍ "اور مؤنث کے لیے بغیر تاء کے تو کہے گا" ثَلٰثُ نِسْوَةٍ اِلٰی عَشَرِ نِسْوَةٍ "۔اور عشرۃ کے بعد کہے گا" اَحَدَ عَشَرَ رَجُلًا وَاِثْنَا عَشَرَ رَجُلًا وَثَلٰثَةَ عَشَرَ رَجُلًا وَثَلٰثَةَ عَشَرَ رَجُلًا اِلٰی تِسْعَةَ عَشَرَ رَجُلًا وَاِحْدٰی عَشَرَةَ اِمْرَاَةً وَاِثْنَتَا عَشَرَةَ اِمْرَاَةً وَثَلٰث عَشَرَةَ اِمْرَاَةً اِلٰی تِسْعَ عَشَرَةَ اِمْرَاَةً"

تشریح:

وَاعْلَمْ اَنَّ الْوَاحِدَ وَالْاِثْنَيْنِ لَامُمَيِّزَلَهُمَا لِاَنَّ لَفْظَ الْمَمَيِّزِ يُغْنِیْ عَنْ ذِكْرِ الْعَدَدِ فِيْهِمَا تَقُوْلُ عِنْدِیْ رَجُلٌ وَرَجُلَانِ وَاَمَّا سَائِرُ الْاَعْدَادِ فَلَابُدَّلَهَا مِنْ مُمَيِّزٍ فَتَقُوْلُ مُمَيِّزُ الثَّلٰثَةِ اِلَی الْعَشَرَةِ مَخْفُوْضٌ مَجْمُوْعٌ تَقُوْلُ ثَلٰثَةُ رِجَالٍ وَثَلٰثُ نِسْوَةٍ اِلَّا اِذَا كَانَ الْمَمَيِّزُ لَفْظَ الْمِائَةِ فَحِيْنَئِذٍ يَكُوْنُ مَخْفُوْضًا مُفْرَدًا تَقُوْلُ ثَلٰثُ مِائَةٍ وَتِسْعُ مِائَةٍ وَالْقِيَاسُ ثَلٰثُ مِاٰتٍ اَوْمِئِيْنَ وَمُمَيِّزُ اَحَدَعَشَرَ اِلٰی تِسْعَةٍ وَّتِسْعِيْنَ مَنْصُوْبٌ مُفْرَدٌ تَقُوْلُ اَحَدَ عَشَرَ رَجُلًا وَاِحْدٰی عَشَرَةَ اِمْرَاَةً وَتِسْعَةٌ وَّتِسْعُوْنَ رَجُلًا وَتِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ اِمْرَاَةً وَمُمَيِّزُ مِائَةٍ وَاَلْفٍ وَتَثْنِيَّتِهِمَا وَجَمْعِ الْاَلْفِ مَخْفُوْضٌ مُفْرَدٌ تَقُوْلُ مِائَةُ رَجُلٍ وَمِائَةُ اِمْرَاَةٍ وَاَلْفُ رَجُلٍ وَاَلْفُ اِمْرَاَةٍ وَمِائَتَا رَجُلٍ وَمِائَتَا اِمْرَاَةٍ وَاَلْفَا رَجُلٍ وَاَلْفَا اِمْرَاَةٍ وَثَلٰثَةُ اٰلَافِ رَجُلٍ وَثَلٰثُ اٰلَافِ اِمْرَاَةٍ وَقِسْ عَلٰی هٰذَا

ترجمہ:

تشریح:

فَصْلٌ اَلْاِسْمُ اِمَّا مُذَكَّرٌ وَاِمَّا مُؤَنَّثٌ فَالْمُؤَنَّثُ مَا فِيْهِ عَلَامَةُ التَّانِيْثِ لَفْظًا اَوْ تَقْدِيْرًا وَالْمُذَكَّرُ مَا بِخِلَافِهٖ وَعَلَامَةُ التَّانِيْثِ ثَلٰثَةٌ اَلتَّاءُ كَطَلْحَةَ وَالْاَلِفُ الْمَقْصُوْرَةُ كَحُبْلٰى وَالْاَلِفُ الْمَمْدُوْدَةُ كَحَمْرَاءَ وَالْمُقَدَّرَةُ اِنَّمَا هُوَ التَّاءُ فَقَطْ كَاَرْضٍ وَدَارٍ بِدَلِيْلِ اُرَيْضَةٍ وَدُوَيْرَةٍ ثُمَّ الْمُؤَنَّثُ عَلٰى قِسْمَيْنِ حَقِيْقِيٌّ وَهُوَ مَا بِاِزَاءِهٖ ذَكَرٌ مِنَ الْحَيَوَانِ كَامْرَاَةٍ وَنَاقَةٍ وَلَفْظِيٌّ وَهُوَ مَا بِخِلَافِهٖ كَظُلْمَةٍ وَعَيْنٍ وَقَدْ عَرَفْتَ اَحْكَامَ الْفِعْلِ اِذَا اُسْنِدَ اِلَى الْمُؤَنَّثِ فَلَا نُعِيْدُهَا

فَصْلٌ اَلْمُثَنّٰى اِسْمٌ اُلْحِقَ بِاٰخِرِهٖ اَلِفٌ اَوْ يَاءٌ مَفْتُوْحٌ مَا قَبْلَهَا وَنُوْنٌ مَكْسُوْرَةٌ لِيَدُلَّ عَلٰى اَنَّ مَعَهٗ اٰخِرَهٗ مِثْلَهٗ نَحْوُ رَجُلَانِ وَرَجُلَيْنِ هٰذَا فِي الصَّحِيْحِ اَمَّا الْمَقْصُوْرُ فَاِنْ كَانَتْ اَلِفُهٗ مُنْقَلِبَةً عَنْ وَاوٍ وَكَانَ ثُلَاثِيًّا رُدَّ اِلٰى اَصْلِهٖ كَعَصَوَانِ فِي عَصًا وَاِنْ كَانَتْ عَنْ يَاءٍ اَوْ وَاوٍ وَهُوَ اَكْثَرُ مِنَ الثُّلَاثِيِّ اَوْ لَيْسَتْ مُنْقَلِبَةً عَنْ شَيْءٍ تُقْلَبُ يَاءً كَرَحَيَانِ فِي رَحًى وَمُلْهَيَانِ فِي مُلْهًى وَحُبَارَيَانِ فِي حُبَارٰى وَحُبْلَيَانِ فِي حُبْلٰى وَاَمَّا الْمَمْدُوْدُ فَاِنْ كَانَتْ هَمْزَتُهٗ اَصْلِيَّةً تَثْبُتُ كَقُرَّاٰانِ فِي قُرَّاءٍ وَاِنْ كَانَتْ لِلتَّانِيْثِ تُقْلَبُ وَاوًا كَحَمْرَاوَانِ فِي حَمْرَاءَ وَاِنْ كَانَتْ بَدَلًا مِنْ اَصْلٍ وَاوًا اَوْ يَاءً جَازَ فِيْهِ الْوَجْهَانِ كَكِسَاوَانِ وَكِسَاٰانِ وَيَجِبُ حَذْفُ نُوْنِهٖ عِنْدَ الْاِضَافَةِ تَقُوْلُ جَاءَنِيْ غُلَامَا زَيْدٍ وَمُسْلِمَا مِصْرٍ وَكَذٰلِكَ تُحْذَفُ تَاءُ التَّانِيْثِ فِي تَثْنِيَّةِ الْخُصْيَةِ وَالْاِلْيَةِ خَاصَّةً تَقُوْلُ خُصْيَانِ وَاِلْيَانِ لِاَنَّهُمَا مُتَلَازِمَانِ فَكَاَنَّهُمَا شَيْءٌ وَاحِدٌ وَاعْلَمْ اَنَّهٗ اِذَا اُرِيْدَ اِضَافَةُ مُثَنًّى اِلَى الْمُثَنّٰى يُعَبَّرُ عَنِ الْاَوَّلِ بِلَفْظِ الْجَمْعِ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا وَفَاقْطَعُوْا اَيْدِيَهُمَا وَذٰلِكَ لِكَرَاهَةِ اِجْتِمَاعِ تَثْنِيَّتَيْنِ فِيْمَا تَاَكَّدَ الْاِتِّصَالُ بَيْنَهُمَا لَفْظًا وَمَعْنًى

فَصْلٌ اَلْمَجْمُوْعُ اِسْمٌ دَلَّ عَلٰی اٰحَادٍ مَقْصُوْدَةٍ بِحُرُوْفٍ مُفْرَدَةٍ بِتَغَیُّرٍ مَّا اِمَّا لَفْظِیٌّ کَرِجَالٍ فِیْ رَجُلٍ اَوْ تَقْدِیْرِیٌّ کَفُلْكٍ عَلٰی وَزْنِ اُسْدٍ فَاِنَّ مُفْرَدَهٗ اَیْضًا فُلْكٌ لٰکِنَّهٗ عَلٰی وَزْنِ قُفْلٍ فَقَوْمٌ وَرَهْطٌ وَنَحْوُهٗ وَاِنْ دَلَّ عَلٰی اٰحَادٍ لٰکِنَّهٗ لَیْسَ بِجَمْعٍ اِذْ لَا مُفْرَدَ لَهٗ ثُمَّ الْجَمْعُ عَلٰی قِسْمَیْنِ مُصَحَّحٌ وَهُوَ مَا لَمْ یَتَغَیَّرْ بِنَاءُ وَاحِدِهٖ وَمُکَسَّرٌ وَهُوَ مَا یَتَغَیَّرُ فِیْهِ بِنَاءُ وَاحِدِهٖ وَالْمُصَحَّحُ عَلٰی قِسْمَیْنِ مُذَکَّرٌ وَهُوَ مَا اُلْحِقَ بِاٰخِرِهٖ وَاوٌ مَضْمُوْمٌ مَا قَبْلَهَا وَنُوْنٌ مَفْتُوْحَةٌ کَمُسْلِمُوْنَ اَوْ یَاءٌ مَکْسُوْرٌ مَا قَبْلَهَا وَنُوْنٌ کَذٰلِكَ لِیَدُلَّ عَلٰی اَنَّ مَعَهٗ اَکْثَرَ مِنْهُ نَحْوُ مُسْلِمِیْنَ وَهٰذَا فِی الصَّحِیْحِ اَمَّا الْمَنْقُوْصُ فَتُحْذَفُ یَاؤُهٗ مِثْلُ قَاضُوْنَ وَدَاعُوْنَ وَالْمَقْصُوْرُ یُحْذَفُ اَلِفُهٗ وَیُبْقٰی مَا قَبْلَهَا مَفْتُوْحًا لِیَدُلَّ عَلٰی اَلِفٍ مَحْذُوْفَةٍ مِثْلُ مُصْطَفَوْنَ وَیَخْتَصُّ بِاُولِی الْعِلْمِ وَاَمَّا قَوْلُهُمْ سِنُوْنَ وَاَرَضُوْنَ وَثُبُوْنَ وَقِلُوْنَ فَشَاذٌّ وَیَجِبُ اَنْ لَا یَکُوْنَ اَفْعَلَ مُؤَنَّثُهٗ فَعْلَاءُ کَاَحْمَرَ وَحَمْرَاءَ وَلَا فَعْلَانَ مُؤَنَّثُهٗ فَعْلٰی کَسَکْرَانَ وَسَکْرٰی وَلَا فَعِیْلًا بِمَعْنٰی مَفْعُوْلٍ کَجَرِیْحٍ بِمَعْنٰی مَجْرُوْحٍ وَلَا فَعُوْلًا بِمَعْنٰی فَاعِلٍ کَصَبُوْرٍ بِمَعْنٰی صَابِرٍ وَیَجِبُ حَذْفُ نُوْنِهٖ بِالْاِضَافَةِ نَحْوُ مُسْلِمُوْ مِصْرٍ وَمُؤَنَّثٌ وَهُوَ مَا اُلْحِقَ بِاٰخِرِهٖ اَلِفٌ وَتَاءٌ نَحْوُ مُسْلِمَاتٌ وَشَرْطُهٗ اِنْ کَانَ صِفَةً وَلَهٗ مُذَکَّرٌ اَنْ یَّکُوْنَ مُذَکَّرُهٗ قَدْ جُمِعَ بِالْوَاوِ وَالنُّوْنِ نَحْوُ مُسْلِمُوْنَ وَاِنْ لَمْ یَکُنْ لَهٗ مُذَکَّرٌ فَشَرْطُهٗ اَنْ لَّا یَکُوْنَ مُؤَنَّثًا مُجَرَّدًا عَنِ التَّاءِ کَالْحَائِضِ وَالْحَامِلِ وَاِنْ کَانَ اِسْمًا غَیْرَ صِفَةٍ جُمِعَ بِالْاَلِفِ وَالتَّاءِ بِلَا شَرْطٍ کَهِنْدَاتٍ

وَالْمُکَسَّرُ صِیْغَتُهٗ فِی الثُّلَاثِیِّ کَثِیْرَةٌ تُعْرَفُ بِالسِّمَاعِ کَرِجَالٍ وَاَفْرَاسٍ وَفُلُوْسٍ وَفِیْ غَیْرِ الثُّلَاثِیِّ عَلٰی وَزْنِ فَعَالِلَ وَفَعَالِیْلَ قِیَاسًا کَمَا عَرَفْتَ فِی التَّصْرِیْفِ ثُمَّ الْجَمْعُ اَیْضًا عَلٰی قِسْمَیْنِ جَمْعُ قِلَّةٍ وَهُوَ یُطْلَقُ عَلَی الْعَشَرَةِ فَمَا دُوْنَهَا وَاَبْنِیَتُهٗ اَفْعُلٌ وَاَفْعَالٌ وَاَفْعِلَةٌ وَفِعْلَةٌ وَجَمْعَا الصَّحِیْحِ بِدُوْنِ اللَّامِ کَزَیْدُوْنَ وَمُسْلِمَاتٍ وَجَمْعُ کَثْرَةٍ وَهُوَ مَا یُطْلَقُ عَلٰی مَا فَوْقَ الْعَشَرَةِ وَاَبْنِیَتُهٗ مَا عَدَا هٰذِهِ الْاَبْنِیَةِ

فَصْلٌ اَلْمَصْدَرُ اِسْمٌ يَدُلُّ عَلَى الْحَدَثِ فَقَطْ وَيُشْتَقُّ مِنْهُ الْاَفْعَالُ كَالضَّرْبِ وَالنَّصْرِ مَثَلًا وَاَبْنِيَتُهٗ مِنَ الثُّلَاثِيِّ الْمُجَرَّدِ غَيْرُ مَضْبُوْطَةٍ تُعْرَفُ بِالسَّمَاعِ وَمِنْ غَيْرِهٖ قِيَاسِيَّةٌ كَالْاَفْعَالِ وَالْاِنْفِعَالِ وَالْاِسْتِفْعَالِ وَالْفَعْلَلَةِ وَالتَّفَعْلُلِ مَثَلًا فَالْمَصْدَرُ اِنْ لَمْ يَكُنْ مَفْعُوْلًا مُطْلَقًا يَعْمَلُ عَمَلَ فِعْلِهٖ اَعْنِيْ يَرْفَعُ الْفَاعِلَ اِنْ كَانَ لَازِمًا نَحْوُ اَعْجَبَنِيْ قِيَامُ زَيْدٍ وَيَنْصِبُ مَفْعُوْلًا اَيْضًا اِنْ كَانَ مُتَعَدِّيًا نَحْوُ اَعْجَبَنِيْ ضَرْبُ زَيْدٍ عَمْرًوا وَلَا يَجُوْزُ تَقْدِيْمُ مَعْمُوْلِ الْمَصْدَرِ عَلَيْهِ فَلَا يُقَالُ اَعْجَبَنِيْ زَيْدٌ ضَرْبُ عَمْرًا وَلَا عَمْرًا ضَرْبٌ زَيْدٌ وَيَجُوْزُ اِضَافَتُهٗ اِلَى الْفَاعِلِ نَحْوُ كَرِهْتُ ضَرْبَ زَيْدٍ عَمْرًوا وَاِلَى الْمَفْعُوْلِ بِهٖ نَحْوُ كَرِهْتُ ضَرْبَ عَمْرٍو زَيْدٌ وَاَمَّا اِنْ كَانَ مَفْعُوْلًا مُطْلَقًا فَالْعَمَلُ لِلْفِعْلِ الَّذِيْ قَبْلَهٗ نَحْوُ ضَرَبْتُ ضَرْبًا عَمْرًا فَعَمْرٌو مَنْصُوْبٌ بِضَرَبْتُ

فَصْلٌ اِسْمُ الْفَاعِلِ اِسْمٌ مُشْتَقٌّ مِنْ فِعْلٍ لِيَدُلَّ عَلٰى مَنْ قَامَ بِهِ الْفِعْلُ بِمَعْنَى الْحُدُوْثِ وَصِيْغَتُهٗ مِنَ الثُّلَاثِيِّ الْمُجَرَّدِ عَلٰى وَزْنِ فَاعِلٍ كَضَارِبٍ وَنَاصِرٍ وَمِنْ غَيْرِهٖ عَلٰى صِيْغَةِ الْمُضَارِعِ مِنْ ذٰلِكَ الْفِعْلِ بِمِيْمٍ مَضْمُوْمٍ مَكَانَ حَرْفِ الْمُضَارَعَةِ وَكَسْرِ مَا قَبْلَ الْاٰخِرِ كَمُدْخِلٍ وَمُسْتَخْرِجٍ وَهُوَ يَعْمَلُ عَمَلَ فِعْلِهِ الْمَعْرُوْفِ اِنْ كَانَ بِمَعْنَى الْحَالِ اَوِ الْاِسْتِقْبَالِ وَمُعْتَمِدًا عَلَى الْمُبْتَدَءِ نَحْوُ زَيْدٌ قَائِمٌ اَبُوْهُ اَوْ ذِي الْحَالِ نَحْوُ جَاءَنِيْ زَيْدٌ ضَارِبًا اَبُوْهُ عَمْرًا اَوْ مَوْصُوْلٍ نَحْوُ مَرَرْتُ بِالضَّارِبِ اَبُوْهُ عَمْرًا اَوْ مَوْصُوْفٍ نَحْوُ عِنْدَهٗ رَجُلٌ ضَارِبٌ اَبُوْهُ عَمْرًا اَوْ هَمْزَةِ الْاِسْتِفْهَامِ نَحْوُ اَقَائِمٌ زَيْدٌ اَوْ حَرْفِ النَّفْيِ نَحْوُ مَا قَائِمٌ زَيْدٌ فَاِنْ كَانَ بِمَعْنَى الْمَاضِيْ وَجَبَتِ الْاِضَافَةُ مَعْنًى نَحْوُ زَيْدٌ ضَارِبُ عَمْرٍو اَمْسِ هٰذَا اِذَا كَانَ مُنَكَّرًا اَمَّا اِذَا كَانَ مُعَرَّفًا بِاللَّامِ يَسْتَوِيْ فِيْهِ جَمِيْعُ الْاَزْمِنَةِ نَحْوُ زَيْدٌ اِلضَّارِبُ اَبُوْهُ عَمْرًا اِلْاٰنَ اَوْ غَدًا اَوْ اَمْسِ

فَصْلٌ اِسْمُ الْمَفْعُوْلِ اِسْمٌ مُشْتَقٌّ مِنْ فِعْلٍ مُتَعَدٍّ لِيَدُلَّ عَلٰى مَنْ وَقَعَ عَلَيْهِ الْفِعْلُ وَصِيْغَتُهٗ مِنْ مُجَرَّدِ الثُّلَاثِيِّ عَلٰى وَزْنِ مَفْعُوْلٍ غَالِبًا لَفْظًا كَمَضْرُوْبٍ اَوْ تَقْدِيْرًا كَمَقُوْلٍ وَمَرْمِيٍّ وَمِنْ غَيْرِهٖ كَاِسْمِ

الْفَاعِلِ بِفَتْحِ مَاقَبْلَ الْاٰخِرِ كَمُدْخَلٍ وَمُسْتَخْرَجٍ وَيَعْمَلُ عَمَلَ فِعْلِهِ الْمَجْهُوْلِ بِالشَّرَائِطِ الْمَذْكُوْرَةِ فِي اِسْمِ الْفَاعِلِ نَحْوُ زَيْدٌ مَضْرُوْبٌ غُلَامُهُ اَلْاٰنَ اَوْ غَدًا اَوْ اَمْسِ

فَصْلٌ اَلصِّفَةُ الْمُشَبَّهَةُ اِسْمٌ مُشْتَقٌّ مِنْ فِعْلٍ لَازِمٍ لِيَدُلَّ عَلٰى مَنْ قَامَ بِهِ الْفِعْلُ بِمَعْنَى الثُّبُوْتِ وَصِيْغَتُهَا عَلٰى خِلَافِ صِيْغَةِ اِسْمِ الْفَاعِلِ وَالْمَفْعُوْلِ اِنَّمَا تُعْرَفُ بِالسِّمَاعِ كَحَسَنٍ وَصَعْبٍ وَظَرِيْفٍ وَهِيَ تَعْمَلُ عَمَلَ فِعْلِهَا مُطْلَقًا بِشَرْطِ الْاِعْتِمَادِ الْمَذْكُوْرِ وَمَسَائِلُهَا ثَمَانِيَةَ عَشَرَ لِاَنَّ الصِّفَةَ اِمَّا بِاللَّامِ اَوْ مُجَرَّدَةٌ عَنْهَا وَمَعْمُوْلُ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا اِمَّا مُضَافٌ اَوْ بِاللَّامِ اَوْ مُجَرَّدٌ عَنْهُمَا فَهٰذِهٖ سِتَّةٌ وَمَعْمُوْلُ كُلِّ مِنْهَا اِمَّا مَرْفُوْعٌ اَوْ مَنْصُوْبٌ اَوْ مَجْرُوْرٌ فَذٰلِكَ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ

وَتَفْصِيْلُهَا نَحْوُ جَاءَنِيْ زَيْدٌنِ الْحَسَنُ وَجْهُهٗ ثَلٰثَةُ اَوْجُهٍ وَكَذٰلِكَ اَلْحَسَنُ الْوَجْهُ وَالْحَسَنُ وَجْهٌ وَحَسَنُ وَجْهُهٗ وَحَسَنُ الْوَجْهِ وَحَسَنُ وَجْهٍ وَهِيَ عَلٰى خَمْسَةِ اَقْسَامٍ مِنْهَا مُمْتَنِعٌ اَلْحَسَنُ وَجْهٍ وَالْحَسَنُ وَجْهُهٗ وَمُخْتَلِفٌ فِيْهِ حَسَنُ وَجْهِهٖ وَالْبَوَاقِيْ اَحْسَنُ اِنْ كَانَ فِيْهِ ضَمِيْرٌ وَاحِدٌ وَحَسَنٌ اِنْ كَانَ فِيْهِ ضَمِيْرَانِ وَقَبِيْحٌ اِنْ لَمْ يَكُنْ فِيْهِ ضَمِيْرٌ وَالضَّابِطَةُ اَنَّكَ مَتٰى رَفَعْتَ بِهَا مَعْمُوْلَهَا فَلَا ضَمِيْرَ فِي الصِّفَةِ وَمَتٰى نَصَبْتَ اَوْ جَرَرْتَ فِيْهَا ضَمِيْرُ الْمَوْصُوْفِ نَحْوُ زَيْدٌ حَسَنٌ وَجْهُهٗ

فَصْلٌ اِسْمُ التَّفْضِيْلِ اِسْمٌ مُشْتَقٌّ مِنْ فِعْلٍ لِيَدُلَّ عَلَى الْمَوْصُوْفِ بِزِيَادَةٍ عَلٰى غَيْرِهٖ وَصِيْغَتُهٗ اَفْعَلُ فَلَا يُبْنٰى اِلَّا مِنَ الثُّلَاثِيِّ الْمُجَرَّدِ الَّذِيْ لَيْسَ بِلَوْنٍ وَلَا عَيْبٍ نَحْوُ زَيْدٌ اَفْضَلُ النَّاسِ فَاِنْ كَانَ زَائِدًا عَلَى الثُّلَاثِيِّ اَوْ كَانَ لَوْنًا اَوْ عَيْبًا يَجِبُ اَنْ يُبْنٰى اَفْعَلُ مِنْ ثُلَاثِيٍّ مُجَرَّدٍ لِيَدُلَّ عَلٰى مُبَالَغَةٍ وَشِدَّةٍ وَكَثْرَةٍ ثُمَّ

يُذْكَرُ بَعْدَهُ مَصْدَرُ ذٰلِكَ الْفِعْلِ مَنْصُوْبًا عَلَى التَّمْيِيْزِ كَمَا تَقُوْلُ هُوَ اَشَدُّ اِسْتِخْرَاجًا وَاَقْوٰى حُمْرَةً وَاَقْبَحُ عَرَجًا وَقِيَاسُهُ اَنْ يَّكُوْنَ لِلْفَاعِلِ كَمَا مَرَّ وَقَدْ جَاءَ لِلْمَفْعُوْلِ قَلِيْلًا نَحْوُ اَعْذَرُ وَاَشْغَلُ وَاَشْهَرُ وَاِسْتِعْمَالُهُ عَلٰى ثَلٰثَةِ اَوْجُهٍ اِمَّا مُضَافٌ كَزَيْدٍ اَفْضَلُ الْقَوْمِ اَوْ مُعَرَّفٌ بِاللَّامِ نَحْوُ زَيْدُ نِ الْاَفْضَلُ اَوْ بِمِنْ نَحْوُ زَيْدٌ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو وَيَجُوْزُ فِي الْاَوَّلِ اَلْاِفْرَادُ وَمُطَابِقَةُ اِسْمِ التَّفْضِيْلِ لِلْمَوْصُوْفِ نَحْوُ زَيْدٌ اَفْضَلُ الْقَوْمِ وَالزَّيْدَانِ اَفْضَلُ الْقَوْمِ وَاَفْضَلَا الْقَوْمِ وَالزَّيْدُوْنَ اَفْضَلُ الْقَوْمِ وَاَفْضَلُوا الْقَوْمِ وَفِي الثَّانِيْ يَجِبُ الْمُطَابَقَةُ نَحْوُ زَيْدُ نِ الْاَفْضَلُ وَالزَّيْدَانِ الْاَفْضَلَانِ وَالزَّيْدُوْنَ الْاَفْضَلُوْنَ وَفِي الثَّالِثِ يَجِبُ كَوْنُهُ مُفْرَدًا مُذَكَّرًا اَبَدًا نَحْوُ زَيْدٌ وَهِنْدٌ وَالزَّيْدَانِ وَالْهِنْدَانِ وَالزَّيْدُوْنَ وَالْهِنْدَاتُ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو وَعَلَى الْاَوْجُهِ الثَّلٰثَةِ يُضْمَرُ فِيْهِ الْفَاعِلُ وَهُوَ يَعْمَلُ فِيْ ذٰلِكَ الْمُضْمَرِ وَلَا يَعْمَلُ فِي الْمُظْهَرِ اَصْلًا اِلَّا فِيْ مِثْلِ قَوْلِهِمْ مَا رَاَيْتُ رَجُلًا اَحْسَنَ فِيْ عَيْنِهِ الْكُحْلُ مِنْهُ فِيْ عَيْنِ زَيْدٍ فَاِنَّ الْكُحْلَ فَاعِلٌ لِاَحْسَنَ وَهٰهُنَا بَحْثٌ

اَلْقِسْمُ الثَّانِی فِی الْفِعْلِ

وَقَدْ سَبَقَ تَعْرِيْفُهٗ وَاَقْسَامُهٗ ثَلٰثَةٌ مَاضٍ وَمُضَارِعٌ وَاَمْرٌ

اَلْاَوَّلُ اَلْمَاضِیْ وَهُوَ فِعْلٌ دَلَّ عَلٰی زَمَانٍ قَبْلَ زَمَانِكَ وَهُوَ مَبْنِیٌّ عَلَی الْفَتْحِ اِنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهٗ ضَمِيْرٌ مَرْفُوْعٌ مُتَحَرِّكٌ وَلَا وَاوٌ كَضَرَبَ وَمَعَ الضَّمِيْرِ الْمَرْفُوْعِ الْمُتَحَرِّكِ عَلَی السُّكُوْنِ كَضَرَبْتَ وَعَلَی الضَّمِّ مَعَ الْوَاوِ كَضَرَبُوْا

وَالثَّانِی اَلْمُضَارِعُ وَهُوَ فِعْلٌ يُشْبِهُ الْاِسْمَ بِاِحْدٰی حُرُوْفِ اَتَيْنَ فِی اَوَّلِهٖ لَفْظًا فِی اِتِّفَاقِ الْحَرَكَاتِ وَالسَّكَنَاتِ نَحْوُ يَضْرِبُ وَيَسْتَخْرِجُ كَضَارِبٍ وَمُسْتَخْرِجٍ وَفِی دُخُوْلِ لَامِ التَّاكِيْدِ فِی اَوَّلِهِمَا تَقُوْلُ اِنَّ زَيْدًا لَيَقُوْمُ كَمَا تَقُوْلُ اِنَّ زَيْدًا لَقَائِمٌ وَفِی تَسَاوِيْهِمَا فِی عَدَدِ الْحُرُوْفِ وَمَعْنًی فِی اَنَّهٗ مُشْتَرَكٌ بَيْنَ الْحَالِ وَالْاِسْتِقْبَالِ كَاِسْمِ الْفَاعِلِ وَلِذٰلِكَ سَمَّوْهُ مُضَارِعًا وَالسِّيْنُ وَسَوْفَ يُخَصِّصُهٗ بِالْاِسْتِقْبَالِ نَحْوُ سَيَضْرِبُ وَسَوْفَ يَضْرِبُ وَاللَّامُ الْمَفْتُوْحَةُ بِالْحَالِ نَحْوُ لَيَضْرِبُ وَحُرُوْفُ الْمُضَارِعَةِ مَضْمُوْمَةٌ فِی الرُّبَاعِیِّ نَحْوُ يُدَحْرِجُ وَيُخْرِجُ لِاَنَّ اَصْلَهٗ يُاَخْرِجُ وَمَفْتُوْحَةٌ فِی مَا عَدَاهَا كَيَضْرِبُ وَيَسْتَخْرِجُ وَاِنَّمَا اَعْرَبُوْهُ مَعَ اَنَّ اَصْلَ الْفِعْلِ اَلْبِنَاءُ لِمُضَارِعَتِهٖ اَیْ لِمُشَابِهَتِهِ الْاِسْمَ فِی مَا عَرَفْتَ وَاَصْلُ الْاِسْمِ اَلْاِعْرَابُ وَذٰلِكَ اِذَا لَمْ يَتَّصِلْ بِهٖ نُوْنُ تَاكِيْدٍ وَلَا نُوْنُ جَمْعِ الْمُؤَنَّثِ وَاِعْرَابُهٗ ثَلٰثَةُ اَنْوَاعٍ رَفْعٌ وَنَصْبٌ وَجَزْمٌ نَحْوُ يَضْرِبُ وَلَنْ يَّضْرِبَ وَلَمْ يَضْرِبْ

فَصْلٌ فِی اَصْنَافِ اِعْرَابِ الْفِعْلِ وَهِیَ اَرْبَعَةٌ اَلْاَوَّلُ اَنْ يَّكُوْنَ الرَّفْعُ بِالضَّمَّةِ وَالنَّصْبُ بِالْفَتْحَةِ وَالْجَزْمُ بِالسُّكُوْنِ وَيُخْتَصُّ بِالْمُفْرَدِ الصَّحِيْحِ غَيْرِ الْمُخَاطَبَةِ تَقُوْلُ هُوَ يَضْرِبُ وَلَنْ يَّضْرِبَ وَلَمْ يَضْرِبْ وَالثَّانِی اَنْ يَّكُوْنَ الرَّفْعُ بِثُبُوْتِ النُّوْنِ وَالنَّصْبُ وَالْجَزْمُ بِحَذْفِهَا وَيُخْتَصُّ بِالتَّثْنِيَّةِ وَجَمْعِ الْمُذَكَّرِ وَالْمُفْرَدَةِ الْمُخَاطَبَةِ صَحِيْحًا كَانَ اَوْ غَيْرَهٗ تَقُوْلُ هُمَا يَفْعَلَانِ وَهُمْ يَفْعَلُوْنَ وَاَنْتِ تَفْعَلِيْنَ وَلَنْ يَّفْعَلَا وَلَنْ

يَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلِيْ وَلَمْ تَفْعَلَا وَلَمْ تَفْعَلُوْا وَلَمْ تَفْعَلِيْ وَالثَّالِثُ اَنْ يَّكُوْنَ الرَّفْعُ بِتَقْدِيْرِ الضَّمَّةِ وَالنَّصْبُ بِالْفَتْحَةِ لَفْظًا وَالْجَزْمُ بِحَذْفِ اللَّامِ وَيُخْتَصُّ بِالنَّاقِصِ الْيَائِيِّ وَالْوَاوِيِّ غَيْرَ تَثْنِيَّةٍ وَجَمْعٍ وَمُخَاطَبَةٍ تَقُوْلُ هُوَ يَرْمِيْ وَيَغْزُوْ وَلَنْ يَّرْمِيَ وَيَغْزُوَ وَلَمْ يَرْمِ وَيَغْزُ

اَلرَّابِعُ اَنْ يَّكُوْنَ الرَّفْعُ بِتَقْدِيْرِ الضَّمَّةِ وَالنَّصْبُ بِتَقْدِيْرِ الْفَتْحَةِ وَالْجَزْمُ بِحَذْفِ اللَّامِ وَيُخْتَصُّ بِالنَّاقِصِ الْاَلْفِيِّ غَيْرَ تَثْنِيَّةٍ وَجَمْعٍ وَمُخَاطَبَةٍ نَحْوُ هُوَ يَسْعٰى وَلَنْ يَّسْعٰى وَلَمْ يَسْعَ

فَصْلٌ اَلْمَرْفُوْعُ عَامِلُهٗ مَعْنَوِيٌّ وَهُوَ تَجَرُّدُهٗ عَنِ النَّاصِبِ وَالْجَازِمِ نَحْوُ هُوَ يَضْرِبُ وَيَغْزُوْ وَيَرْمِيْ و-يَسْعٰى

فَصْلٌ اَلْمَنْصُوْبُ عَامِلُهٗ خَمْسَةُ اَحْرُفٍ اَنْ وَلَنْ وَكَيْ وَاِذَنْ وَاَنِ الْمُقَدَّرَةُ نَحْوُ اُرِيْدُ اَنْ تُحْسِنَ اِلَيَّ وَاَنَا لَنْ اَضْرِبَكَ وَاَسْلَمْتُ كَيْ اَدْخُلَ الْجَنَّةَ وَاِذَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لَكَ وَتُقَدَّرُ اَنْ فِيْ سَبْعَةِ مَوَاضِعَ بَعْدَ حَتّٰى نَحْوُ اَسْلَمْتُ حَتّٰى اَدْخُلَ الْجَنَّةَ وَلَامِ كَيْ نَحْوُ قَامَ زَيْدٌ لِيَذْهَبَ وَلَامِ الْجَحْدِ نَحْوُ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَالْفَاءِ الْوَاقِعَةِ فِيْ جَوَابِ الْاَمْرِ وَالنَّهْيِ وَالْاِسْتِفْهَامِ وَالنَّفْيِ وَالتَّمَنِّيْ وَالْعَرْضِ نَحْوُ اَسْلِمْ فَتَسْلِمَ وَلَا تَعْصِ فَتُعَذَّبَ وَهَلْ تَعْلَمُ فَتَنْجُوَ وَمَا تَزُوْرُنَا فَنُكْرِمَكَ وَلَيْتَ لِيْ مَالًا فَاُنْفِقَهٗ وَاَلَا تُنْزِلُ بِنَا فَتُصِيْبَ خَيْرًا وَبَعْدَ الْوَاوِ الْوَاقِعَةِ فِيْ جَوَابِ هٰذِهِ الْمَوَاضِعِ كَذٰلِكَ نَحْوُ اَسْلِمْ وَتَسْلِمَ اِلٰى اٰخِرِهٖ وَبَعْدَ اَوْ بِمَعْنٰى اِلٰى اَنْ اَوْ اِلَّا اَنْ نَحْوُ لَاَحْبِسَنَّكَ اَوْ تُعْطِيَنِيْ حَقِّيْ وَوَاوِ الْعَطْفِ اِذَا كَانَ الْمَعْطُوْفُ عَلَيْهِ اِسْمًا صَرِيْحًا نَحْوُ اَعْجَبَنِيْ قِيَامَكَ وَتَخْرُجَ وَيَجُوْزُ اِظْهَارُ اَنْ مَعَ لَامِ كَيْ نَحْوُ اَسْلَمْتُ لِاَنْ اَدْخُلَ الْجَنَّةَ وَمَعَ وَاوِ الْعَطْفِ نَحْوُ اَعْجَبَنِيْ قِيَامُكَ وَاَنْ تَخْرُجَ وَيَجِبُ اِظْهَارُ اَنْ فِيْ لَامِ كَيْ اِذَا اتَّصَلَتْ بِلَا النَّافِيَةِ نَحْوُ لِئَلَّا يَعْلَمَ

وَاعْلَمْ اَنَّ اَنِ الْوَاقِعَةَ بَعْدَ الْعِلْمِ لَيْسَتْ هِيَ النَّاصِبَةُ لِلْفِعْلِ الْمُضَارِعِ وَاِنَّمَا هِيَ الْمُخَفَّفَةُ مِنَ الْمُثَقَّلَةِ نَحْوُ عَلِمْتُ اَنْ سَيَقُوْمُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَرْضٰى وَاَنِ الْوَاقِعَةُ بَعْدَ الظَّنِّ جَازَ فِيْهِ الْوَجْهَانِ اَلنَّصْبُ بِهَا وَاَنْ تَجْعَلَهَا كَالْوَاقِعَةِ بَعْدَ الْعِلْمِ نَحْوُ ظَنَنْتُ اَنْ سَيَقُوْمَ

فَصْلٌ اَلْمَجْزُوْمُ عَامِلُهٗ لَمْ وَلَمَّا وَلَامُ الْاَمْرِ وَلَا فِي النَّهْيِ وَكَلِمُ الْمُجَازَاتِ وَهِيَ اِنْ وَمَهْمَا وَاِذْمَا وَحَيْثُمَا وَاَيْنَ وَمَتٰى وَمَا وَمَنْ وَاَيٌّ وَاَنّٰى وَاِنِ الْمُقَدَّرَةُ نَحْوُ لَمْ يَضْرِبْ وَلَمَّا يَضْرِبْ وَلِيَضْرِبْ وَلَا تَضْرِبْ وَاِنْ تَضْرِبْ اَضْرِبْ اھ

وَاعْلَمْ اَنَّ لَمْ تَقْلِبُ الْمُضَارِعَ مَاضِيًا مَنْفِيًّا وَلَمَّا كَذٰلِكَ اِلَّا اَنَّ فِيْهَا تَوَقُّعًا بَعْدَهٗ وَدَوَامًا قَبْلَهٗ نَحْوُ قَامَ الْاَمِيْرُ لَمَّا يَرْكَبْ وَاَيْضًا يَجُوْزُ حَذْفُ الْفِعْلِ بَعْدَ لَمَّا خَاصَّةً تَقُوْلُ نَدِمَ زَيْدٌ وَلَمَّا اَيْ وَلَمَّا يَنْفَعُهُ النَّدَمُ وَلَا تَقُوْلُ نَدِمَ زَيْدٌ وَلَمْ وَاَمَّا كَلِمُ الْمَجَازَاتِ حَرْفًا كَانَتْ اَوْ اِسْمًا فَهِيَ تَدْخُلُ عَلَى الْجُمْلَتَيْنِ لِتَدُلَّ عَلٰى اَنَّ الْاُوْلٰى سَبَبٌ لِلثَّانِيَةِ وَتُسَمَّى الْاُوْلٰى شَرْطًا وَالثَّانِيَةُ جَزَاءً ثُمَّ اِنْ كَانَ الشَّرْطُ وَالْجَزَاءُ مُضَارِعَيْنِ يَجِبُ الْجَزْمُ فِيْهِمَا لَفْظًا نَحْوُ اِنْ تُكْرِمْنِيْ اُكْرِمْكَ وَاِنْ كَانَا مَاضِيَيْنِ لَمْ تَعْمَلْ فِيْهِمَا لَفْظًا نَحْوُ اِنْ ضَرَبْتَ ضَرَبْتُ وَاِنْ كَانَ الْجَزَاءُ وَحْدَهٗ مَاضِيًا يَجِبُ الْجَزْمُ فِي الشَّرْطِ نَحْوُ اِنْ تَضْرِبْنِيْ ضَرَبْتُكَ وَاِنْ كَانَ الشَّرْطُ وَحْدَهٗ مَاضِيًا جَازَ فِي الْجَزَاءِ الْوَجْهَانِ نَحْوُ اِنْ جِئْتَنِيْ اُكْرِمُكَ

وَاعْلَمْ اَنَّهٗ اِذَا كَانَ الْجَزَاءُ مَاضِيًا بِغَيْرِ قَدْ لَمْ يَجُزِ الْفَاءُ فِيْهِ نَحْوُ اِنْ اَكْرَمْتَنِيْ اَكْرَمْتُكَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا وَاِنْ كَانَ مُضَارِعًا مُثْبَتًا اَوْ مَنْفِيًّا بِلَا جَازَ فِيْهِ الْوَجْهَانِ نَحْوُ اِنْ تَضْرِبْنِيْ اَضْرِبْكَ اَوْ فَاَضْرِبُكَ وَاِنْ تَشْتِمْنِيْ لَا اَضْرِبْكَ اَوْ فَلَا اَضْرِبُكَ وَاِنْ لَمْ يَكُنِ الْجَزَاءُ اَحَدَ الْقِسْمَيْنِ الْمَذْكُوْرَيْنِ فَيَجِبُ الْفَاءُ فِيْهِ وَذٰلِكَ فِيْ اَرْبَعِ صُوَرٍ اَلْاُوْلٰى اَنْ يَّكُوْنَ الْجَزَاءُ مَاضِيًا مَعَ قَدْ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى اِنْ يَّسْرِقْ فَقَدْ

سَرِقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ وَالثَّانِيَةُ اَنْ يَّكُوْنَ مُضَارِعًا مَنْفِيًّا بِغَيْرِ لَا كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَالثَّالِثَةُ اَنْ يَّكُوْنَ جُمْلَةً اِسْمِيَّةً كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا وَالرَّابِعَةُ اَنْ يَّكُوْنَ جُمْلَةً اِنْشَائِيَّةً اِمَّا اَمْرًا كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ وَاِمَّا نَهْيًا كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ وَقَدْ يَقَعُ اِذَا مَعَ الْجُمْلَةِ الْاِسْمِيَّةِ مَوْضِعَ الْفَاءِ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ اِذَا هُمْ يَقْنَطُوْنَ وَاِنَّمَا تُقَدَّرُ اِنْ بَعْدَ الْاَفْعَالِ الْخَمْسَةِ الَّتِيْ هِيَ الْاَمْرُ نَحْوُ تَعَلَّمْ تَنْجُ وَالنَّهْيُ نَحْوُ لَا تَكْذِبْ يَكُنْ خَيْرًا لَّكَ وَالْاِسْتِفْهَامُ نَحْوُ هَلْ تَزُوْرُنَا نُكْرِمْكَ وَالتَّمَنِّيْ نَحْوُ لَيْتَكَ عِنْدِيْ اَخْدِمْكَ وَالْعَرْضُ نَحْوُ اَلَا تَنْزِلُ بِنَا تُصِبْ خَيْرًا وَبَعْدَ النَّفْيِ فِيْ بَعْضِ الْمَوَاضِعِ نَحْوُ لَا تَفْعَلْ شَرًّا يَكُنْ خَيْرًا لَّكَ وَذٰلِكَ اِذَا قُصِدَ اَنَّ الْاَوَّلَ سَبَبٌ لِلثَّانِيْ كَمَا رَاَيْتَ فِي الْاَمْثِلَةِ فَاِنَّ مَعْنٰى قَوْلِنَا تَعَلَّمْ تَنْجُ هُوَ اِنْ تَتَعَلَّمْ تَنْجُ وَكَذٰلِكَ الْبَوَاقِيْ فَلِذٰلِكَ اِمْتَنَعَ قَوْلُكَ لَا تَكْفُرْ تَدْخُلِ النَّارَ لِاِمْتِنَاعِ السَّبَبِيَّةِ اِذْ لَا يَصِحُّ اَنْ يُّقَالَ اِنْ لَا تَكْفُرْ تَدْخُلِ النَّارَ

اَلثَّالِثُ اَلْاَمْرُ وَهُوَ صِيْغَةٌ يُطْلَبُ بِهَا الْفِعْلُ مِنَ الْفَاعِلِ الْمُخَاطَبِ بِاَنْ تَحْذِفَ مِنَ الْمُضَارِعِ حَرْفَ الْمُضَارِعَةِ ثُمَّ تَنْظُرَ فَاِنْ كَانَ مَا بَعْدَ حَرْفِ الْمُضَارِعَةِ سَاكِنًا زِدْتَّ هَمْزَةَ الْوَصْلِ مَضْمُوْمَةً اِنِ انْضَمَّ ثَالِثُهٗ نَحْوُ اُنْصُرْ وَمَكْسُوْرَةً اِنِ انْفَتَحَ اَوِ انْكَسَرَ كَاِعْلَمْ وَاِضْرِبْ وَاِسْتَخْرِجْ وَاِنْ كَانَ مُتَحَرِّكًا فَلَا حَاجَةَ اِلَى الْهَمْزَةِ نَحْوُ عِدْ وَحَاسِبْ وَالْاَمْرُ مِنْ بَابِ الْاِفْعَالِ مِنَ الْقِسْمِ الثَّانِيْ وَهُوَ مَبْنِيٌّ عَلٰى عَلَامَةِ الْجَزْمِ كَاِضْرِبْ وَاغْزُ وَارْمِ وَاسْعَ وَاضْرِبَا وَاضْرِبُوْا وَاضْرِبِيْ

فَصْلٌ فِعْلُ مَا لَمْ يُسَمَّ فَاعِلُهٗ هُوَ فِعْلٌ حُذِفَ فَاعِلُهٗ وَاُقِيْمَ الْمَفْعُوْلُ مَقَامَهٗ وَيَخْتَصُّ بِالْمُتَعَدِّيْ وَعَلَامَتُهٗ فِي الْمَاضِيْ اَنْ يَّكُوْنَ اَوَّلُهٗ مَضْمُوْمًا فَقَطْ وَمَا قَبْلَ اٰخِرِهٖ مَكْسُوْرًا فِي الْاَبْوَابِ الَّتِيْ لَيْسَتْ فِيْ اَوَائِلِهَا هَمْزَةٌ

وَصْلٍ وَلَا تَاءٌ زَائِدَةٌ نَحْوُ ضُرِبَ وَدُحْرِجَ وَأُكْرِمَ وَإِنْ يَّكُوْنَ اَوَّلُهُ وَثَانِيْهِ مَضْمُوْمًا وَمَا قَبْلَ اٰخِرِهٖ كَذٰلِكَ فِيْمَا فِيْ اَوَّلِهٖ تَاءٌ زَائِدَةٌ نَحْوُ تُفُضِّلَ وَتُضُوْرِبَ وَاَنْ يَّكُوْنَ اَوَّلُهُ وَثَالِثُهُ مَضْمُوْمًا وَمَا قَبْلَ اٰخِرِهٖ كَذٰلِكَ فِيْ مَا فِيْ اَوَّلِهٖ هَمْزَةُ وَصْلٍ نَحْوُ اُسْتُخْرِجَ وَاُقْتُدِرَ وَالْهَمْزَةُ تَتْبَعُ الْمَضْمُوْمَ اِنْ لَّمْ تُدْرَجْ وَفِي الْمُضَارِعِ اَنْ يَّكُوْنَ حَرْفُ الْمُضَارِعَةِ مَضْمُوْمًا وَمَا قَبْلَ اٰخِرِهٖ مَفْتُوْحًا نَحْوُ يُضْرَبُ وَيُسْتَخْرَجُ اِلَّا فِيْ بَابِ الْمُفَاعَلَةِ وَالْاِفْعَالِ وَالتَّفْعِيْلِ وَالْفَعْلَلَةِ وَمُلْحَقَاتِهَا الثَّمَانِيَةِ فَاِنَّ الْعَلَامَةَ فِيْهَا فَتْحُ مَا قَبْلَ الْاٰخِرِ نَحْوُ يُحَاسَبُ وَيُدَحْرَجُ وَفِي الْاَجْوَفِ مَاضِيْهِ قِيْلَ وَبِيْعَ وَبِالْاِشْمَامِ قِيْلَ وَبِيْعَ وَبِالْوَاوِ قُوْلَ وَبُوْعَ وَكَذٰلِكَ بَابُ اُخْتِيْرَ وَاُنْقِيْدَ دُوْنَ اُسْتُخِيْرَ وَاُقِيْمَ لِفَقْدِ فُعِلَ فِيْهِمَا وَفِيْ مُضَارِعِهٖ تُقْلَبُ الْعَيْنُ اَلِفًا نَحْوُ يُقَالُ وَيُبَاعُ كَمَا عَرَفْتَ فِي التَّصْرِيْفِ مُسْتَقْصًى

فَصْلٌ اَلْفِعْلُ اِمَّا مُتَعَدٍّ وَهُوَ مَا يَتَوَقَّفُ فَهْمُ مَعْنَاهُ عَلٰى مُتَعَلِّقٍ غَيْرِ الْفَاعِلِ كَضَرَبَ وَاِمَّا لَازِمٌ وَهُوَ مَا بِخِلَافِهٖ كَقَعَدَ وَقَامَ وَالْمُتَعَدِّيْ قَدْ يَكُوْنُ اِلٰى مَفْعُوْلٍ وَاحِدٍ كَضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًا وَاِلَى الْمَفْعُوْلَيْنِ كَاَعْطٰى زَيْدٌ عَمْرًا دِرْهَمًا وَيَجُوْزُ فِيْهِ الْاِقْتِصَارُ عَلٰى اَحَدِ مَفْعُوْلَيْهِ كَاَعْطَيْتُ زَيْدًا اَوْ اَعْطَيْتُ دِرْهَمًا بِخِلَافِ بَابِ عَلِمْتُ وَاِلٰى ثَلٰثَةِ مَفَاعِيْلَ نَحْوُ اَعْلَمَ بَكْرٌ زَيْدًا عَمْرًا فَاضِلًا وَمِنْهُ اَرٰى وَاَنْبَاَ وَنَبَّاَ وَاَخْبَرَ وَخَبَّرَ وَحَدَّثَ وَهٰذِهِ السِّتَّةُ مَفْعُوْلُهَا الْاَوَّلُ مَعَ الْاٰخِيْرَيْنِ كَمَفْعُوْلَيْ اَعْطَيْتُ فِيْ جَوَازِ الْاِقْتِصَارِ عَلٰى اَحَدِهِمَا تَقُوْلُ اَعْلَمَ بَكْرٌ زَيْدًا وَالثَّانِيْ مَعَ الثَّالِثِ كَمَفْعُوْلَيْ عَلِمْتُ فِيْ عَدَمِ جَوَازِ الْاِقْتِصَارِ عَلٰى اَحَدِهِمَا فَلَا تَقُوْلُ اَعْلَمْتُ زَيْدًا خَيْرَ النَّاسِ بَلْ تَقُوْلُ اَعْلَمْتُ زَيْدًا عَمْرًا خَيْرَ النَّاسِ

فَصْلٌ اَفْعَالُ الْقُلُوْبِ عَلِمْتُ وَظَنَنْتُ وَحَسِبْتُ وَخِلْتُ وَرَاَيْتُ وَوَجَدْتُ وَزَعَمْتُ وَهِیَ اَفْعَالٌ تَدْخُلُ عَلَى الْمُبْتَدَاءِ وَالْخَبَرِ فَتَنْصِبُهُمَا عَلَى الْمَفْعُوْلِيَّةِ نَحْوُ عَلِمْتُ زَيْدًا عَالِمًا وَاعْلَمْ اَنَّ لِهٰذِهِ الْاَفْعَالُ خَوَاصٌ مِنْهَا اَنْ لَاتُقْتَصَرُ عَلٰى اَحَدِ مَفْعُوْلَيْهَا بِخِلَافِ بَابِ اَعْطَيْتُ فَلَاتَقُوْلُ عَلِمْتُ زَيْدًا وَمِنْهَا جَوَازُ الْاِلْغَاءِ اِذَاتَوَسَّطَتْ نَحْوُ زَيْدٌ ظَنَنْتُ قَايِمٌ اَوْتَاَخَّرَتْ نَحْوُزَيْدٌقَايِمٌ ظَنَنْتُ وَمِنْهَا اَنَّهَا تُعَلَّقُ اِذَا وَقَعَتْ قَبْلَ الْاِسْتِفْهَامِ نَحْوُ عَلِمْتُ اَزَيْدٌ عِنْدَكَ اَمْ عَمْرٌووَقَبْلَ النَّفْيِ نَحْوُ عَلِمْتُ مَازَيْدٌ فِي الدَّارِ وَقَبْلَ لَامِ الْاِبْتِدَاءِ نَحْوُ عَلِمْتُ لَزَيْدٌ مُنْطَلِقٌ وَمِنْهَا اَنَّهُ يَجُوْزُاَنْ يَّكُوْنَ فَاعِلُهَا وَمَفْعُوْلُهَاضَمِيْرَيْنِ لَشَیْءٍوَاحِدٌ نَحْوُعَلِمْتُنِیْ مُنْطَلِقًا وَظَنَنْتُكَ فَاضِلًا وَاعْلَمْ اَنَّهُ قَدْيَكُوْنُ ظَنَنْتُ بِمَعْنٰى اِتَّهَمْتُ وَعَلِمْتُ بِمَعْنٰى عَرَفْتُ وَرَاَيْتُ بِمَعْنٰى اَبْصَرْتُ وَوَجَدْتُ بِمَعْنٰى اَصَبْتُ الضَّالَةَ فَتَنْصِبُ مَفْعُوْلًا وَاحِدًا فَقَطْ فَلَاتَكُوْنُ حِيْنَئِذٍ مِنْ اَفْعَالِ الْقُلُوْبِ

فَصْلٌ اَلْاَفْعَالُ النَّاقِصَةُ هِیَ اَفْعَالٌ وُضِعَتْ لِتَقْرِيْرِالْفَاعِلِ عَلٰى صِفَةٍ غَيْرِصِفَةِ مَصْدَرِهَا وَهِیَ كَانَ وَصَارَ وَظَلَّ وَبَاتَ اِلٰى اٰخِرِهَا تَدْخُلُ عَلَى الْجُمْلَةِ الْاِسْمِيَّةِ لِاِفَادَةِ نِسْبَتِهَا حُكْمَ مَعْنَاهَا فَتَرْفَعُ الْاَوَّلَ وَتَنْصِبُ الثَّانِیْ فَتَقُوْلُ كَانَ زَيْدٌقَايِمًا وَكَانَ عَلٰى ثَلٰثَةِ اَقْسَامٍ نَاقِصَةٌ وَهِیَ تَدُلُّ عَلٰى ثُبُوْتِ خَبَرِهَا لِفَاعِلِهَا فِی الْمَاضِیْ اِمَّا دَايِمًا نَحْوُكَانَ اللهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا اَوْمُنْقَطِعًا نَحْوُكَانَ زَيْدٌ شَابًّا وَتَامَّةٌ بِمَعْنٰى ثَبَتَ وَحَصَلَ نَحْوُكَانَ الْقِتَالُ اَیْ حَصَلَ الْقِتَالُ وَزَايِدَةٌ لَايَتَغَيَّرُبِاِسْقَاطِهَا مَعْنَى الْجُمْلَةِ كَقَوْلِ الشَّاعِرِ شِعْرٌ

جِيَادُابْنِیْ اَبِیْ بَكْرٍ تَسَامٰی---عَلٰى كَانَ الْمُسَوَّمَةِ الْعِرَابِ اَیْ عَلَى الْمُسَوَّمَةِ

وَصَارَلِلْاِنْتِقَالِ نَحْوُصَارَ زَيْدٌ غَنِيًّا وَاَصْبَحَ وَاَمْسٰى وَاَضْحٰى تَدُلُّ عَلٰى اِقْتِرَانِ مَضْمُوْنِ الْجُمْلَةِ بِتِلْكَ الْاَوْقَاتِ نَحْوُاَصْبَحَ زَيْدٌ ذَاكِرًا اَیْ كَانَ ذَاكِرًا فِیْ وَقْتِ الصُّبْحِ وَبِمَعْنٰى صَارَ نَحْوُاَصْبَحَ زَيْدٌ غَنِيًّا

وَتَامَّةٌ بِمَعْنَى دَخَلَ فِي الصِّبَاحِ وَالضُّحىٰ وَالْمَسَاء وَظَلَّ وَبَاتَ يَدُلَّانِ عَلٰى اِقْتِرَانِ مَضْمُوْنِ الْجُمْلَةِ بِوَقْتَيْهِمَا نَحْوُ ظَلَّ زَيْدٌ كَاتِبًا وَبِمَعْنَى صَارَ وَمَا زَالَ وَمَا فَتِئَ وَمَا بَرِحَ وَمَا انْفَكَّ تَدُلُّ عَلٰى اِسْتِمْرَارِ ثُبُوْتِ خَبْرِهَا لِفَاعِلِهَا مُذْ قَبِلَهٗ نَحْوُ مَا زَالَ زَيْدٌ اَمِيْرًا وَيَلْزَمُهَا حَرْفُ النَّفْيِ وَمَا دَامَ يَدُلُّ عَلٰى تَوْقِيْتِ اَمْرٍ بِمُدَّةِ ثُبُوْتِ خَبْرِهَا لِفَاعِلِهَا نَحْوُ اَقُوْمُ مَا دَامَ الْاَمِيْرُ جَالِسًا وَلَيْسَ يَدُلُّ عَلٰى نَفْيِ مَعْنَى الْجُمْلَةِ حَالًا وَقِيْلَ مُطْلَقًا وَقَدْ عَرَفْتَ بَقِيَّةَ اَحْكَامِهَا فِي الْقِسْمِ الْاَوَّلِ فَلَا نُعِيْدُهَا

فَصْلٌ اَفْعَالُ الْمُقَارَبَةِ هِيَ اَفْعَالٌ وُضِعَتْ لِلدَّلَالَةِ عَلٰى دُنُوِّ الْخَبْرِ لِفَاعِلِهَا وَهِيَ ثَلٰثَةُ اَقْسَامٍ اَلْاَوَّلُ لِلرِّجَاءِ وَهُوَ عَسىٰ وَهُوَ فِعْلٌ جَامِدٌ لَا يُسْتَعْمَلُ مِنْهُ غَيْرُ الْمَاضِيْ وَهُوَ فِي الْعَمَلِ مِثْلُ كَادَ اِلَّا اَنَّ خَبْرَهٗ فِعْلٌ مُضَارِعٌ مَعَ اَنْ نَحْوُ عَسىٰ اَنْ يَّقُوْمَ وَيَجُوْزُ تَقْدِيْمُ الْخَبْرِ عَلٰى اِسْمِهٖ نَحْوُ عَسىٰ اَنْ يَّقُوْمَ زَيْدٌ وَقَدْ يُحْذَفُ اَنْ نَحْوُ عَسىٰ زَيْدٌ يَقُوْمُ

وَالثَّانِيْ لِلْحُصُوْلِ وَهُوَ كَادَ وَخَبْرُهٗ مُضَارِعٌ دُوْنَ اَنْ نَحْوُ كَادَ زَيْدٌ يَقُوْمُ وَقَدْ تَدْخُلُ اَنْ نَحْوُ كَادَ زَيْدٌ اَنْ يَّقُوْمَ

وَالثَّالِثُ لِلْاَخْذِ وَالشُّرُوْعِ فِي الْفِعْلِ وَهُوَ طَفِقَ وَجَعَلَ وَكَرُبَ وَاَخَذَ وَاِسْتِعْمَالُهَا مِثْلُ كَادَ نَحْوُ طَفِقَ زَيْدٌ يَكْتُبُ اَوْشَكَ وَاِسْتِعْمَالُهَا مِثْلُ عَسىٰ وَكَادَ

فَصْلٌ فِعْلَا التَّعَجُّبِ مَا وُضِعَ لِاِنْشَاءِ التَّعَجُّبِ وَلَهٗ صِيْغَتَانِ مَا اَفْعَلَهٗ نَحْوُ مَا اَحْسَنَ زَيْدًا اَيْ اَيُّ شَيْءٍ اَحْسَنَ زَيْدًا وَفِي اَحْسَنَ ضَمِيْرٌ وَهُوَ فَاعِلُهٗ وَاَفْعِلْ بِهٖ نَحْوُ اَحْسِنْ بِزَيْدٍ وَلَا يُبْنَيَانِ اِلَّا مِمَّا يُبْنٰى مِنْهُ اَفْعَلُ التَّفْضِيْلِ وَيُتَوَصَّلُ فِي الْمُمْتَنِعِ بِمِثْلِ مَا اَشَدَّ اِسْتِخْرَاجًا فِي الْاَوَّلِ وَاَشْدِدْ بِاِسْتِخْرَاجِهٖ فِي الثَّانِيْ

كَمَا عَرَفْتَ فِي اِسْمِ التَّفْضِيْلِ وَلَا يَجُوْزُ التَّصَرُّفُ فِيْهِمَا بِتَقْدِيْمٍ وَلَا تَاخِيْرٍ وَلَا فَصْلٍ وَالْمَازِنِيُّ اَجَازَ الْفَصْلَ بِالظَّرْفِ نَحْوُ مَا اَحْسَنَ الْيَوْمَ زَيْدًا

فَصْلٌ اَفْعَالُ الْمَدْحِ فَلَهٗ فِعْلَانِ نِعْمَ وَفَاعِلُهٗ اِسْمٌ مُعَرَّفٌ بِاللَّامِ نَحْوُ نِعْمَ الرَّجُلُ زَيْدٌ اَوْ مُضَافٌ اِلَى الْمُعَرَّفِ بِاللَّامِ نَحْوُ نِعْمَ غُلَامُ الرَّجُلِ زَيْدٌ وَقَدْ يَكُوْنُ فَاعِلُهٗ مُضْمَرًا وَيَجِبُ تَمْيِيْزُهٗ بِنَكِرَةٍ مَنْصُوْبَةٍ نَحْوُ نِعْمَ رَجُلًا زَيْدٌ اَوْ بِمَا نَحْوُ قَوْلُهٗ تَعَالٰى فَنِعِمَّا هِيَ اَيْ نِعْمَ شَيْئًا هِيَ وَزَيْدٌ يُسَمَّى الْمَخْصُوْصُ بِالْمَدْحِ

وَحَبَّذَا نَحْوُ حَبَّذَا زَيْدٌ حَبَّ فِعْلُ الْمَدْحِ وَفَاعِلُهٗ ذَا وَالْمَخْصُوْصُ بِالْمَدْحِ زَيْدٌ وَيَجُوْزُ اَنْ يَّقَعَ قَبْلَ مَخْصُوْصٍ اَوْ بَعْدَهٗ تَمْيِيْزٌ نَحْوُ حَبَّذَا رَجُلًا زَيْدٌ وَحَبَّذَا زَيْدٌ رَجُلًا اَوْ حَالٌ نَحْوُ حَبَّذَا رَاكِبًا وَحَبَّذَا زَيْدٌ رَاكِبًا

وَاَمَّا الذَّمُّ فَلَهٗ فِعْلَانِ اَيْضًا بِئْسَ نَحْوُ بِئْسَ الرَّجُلُ عَمْرٌو وَبِئْسَ غُلَامُ الرَّجُلِ عَمْرٌو وَبِئْسَ رَجُلًا عَمْرٌو وَسَاءَ نَحْوُ سَآءَ الرَّجُلُ زَيْدٌ وَسَآءَ غُلَامُ الرَّجُلِ زَيْدٌ وَسَآءَ رَجُلًا زَيْدٌ وَسَاءَ مِثْلُ بِئْسَ فِي سَائِرِ الْاَقْسَامِ

القسم الثالث فی الحروف

وَقَدْ مَضٰی تَعْرِیْفُهٗ وَاَقْسَامُهٗ سَبْعَةَ عَشَرَ حُرُوْفُ الْجَرِّ وَالْحُرُوْفِ الْمُشَبَّهَةِ بِالْفِعْلِ وَحُرُوْفُ الْعَطْفِ وَحُرُوْفُ التَّنْبِیْهِ وَحُرُوْفُ النِّدَاءِ وَحُرُوْفُ الْاِیْجَابِ وَحُرُوْفُ الزِّیَادَةِ وَحَرْفَا التَّفْسِیْرِ وَحُرُوْفُ الْمَصْدَرِ وَحُرُوْفُ التَّحْضِیْضِ وَحُرُوْفُ التَّوَقُّعِ وَحَرْفَا الْاِسْتِفْهَامِ وَحُرُوْفُ الشَّرْطِ وَحَرْفُ الرَّدْعِ وَتَاءُ التَّانِیْثِ السَّاکِنَةِ وَالتَّنْوِیْنُ وَنُوْنَا التَّاکِیْدِ

فَصْلٌ حُرُوْفُ الْجَرِّ حُرُوْفٌ وُضِعَتْ لِاِفْضَاءِ الْفِعْلِ وَشِبْهِهٖ اَوْمَعْنَی الْفِعْلِ اِلٰی مَاتَلِیْهِ نَحْوُ مَرَرْتُ بِزَیْدٍ وَاَنَا مَارٌّ بِزَیْدٍ وَهٰذَا فِی الدَّارِ اَبُوْكَ اَیْ اُشِیْرُ اِلَیْهِ فِیْهَا

وَهِیَ تِسْعَةَ عَشَرَ حَرْفًا مِنْ وَهِیَ لِاِبْتِدَاءِ الْغَایَةِ وَعَلَامَتُهٗ اَنْ یَّصِحَّ فِیْ مُقَابَلَتِهِ الْاِنْتِهَاءُ کَمَا تَقُوْلُ سِرْتُ مِنَ الْبَصْرَةِ اِلَی الْکُوْفَةِ وَلِلتَّبْیِیْنِ وَعَلَامَتُهٗ اَنْ یَّصِحَّ وَضْعُ لَفْظِ الَّذِیْ مَکَانَهٗ کَقَوْلِهٖ تَعَالٰی فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَلِلتَّبْعِیْضِ وَعَلَامَتُهٗ اَنْ یَّصِحَّ لَفْظُ بَعْضٍ مَکَانَهٗ نَحْوُ اَخَذْتُ مِنَ الدَّرَاهِمِ وَزَائِدَةٌ وَعَلَامَتُهٗ اَنْ لَا یَخْتَلَّ الْمَعْنٰی بِاِسْقَاطِهَا نَحْوُ مَاجَاءَنِیْ مِنْ اَحَدٍ وَلَا تُزَادُ مِنْ فِی الْکَلَامِ الْمُوْجَبِ خِلَافًا لِلْکُوْفِیِّیْنَ وَاَمَّا قَوْلُهُمْ قَدْ کَانَ مِنْ مَطَرٍ وَشِبْهُهٗ فَمُتَاَوَّلٌ

وَاِلٰی وَهِیَ لِاِنْتِهَاءِ الْغَایَةِ کَمَا مَرَّ وَبِمَعْنٰی مَعَ قَلِیْلًا کَقَوْلِهٖ تَعَالٰی فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَکُمْ وَاَیْدِیَکُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ

وَحَتّٰی وَهِیَ مِثْلُ اِلٰی نَحْوُ نِمْتُ الْبَارِحَةَ حَتَّی الصَّبَاحِ وَبِمَعْنٰی مَعَ کَثِیْرًا نَحْوُ قَدِمَ الْحَاجُّ حَتَّی الْمُشَاةِ وَلَا تَدْخُلُ اِلَّا عَلَی الظَّاهِرِ فَلَا یُقَالُ حَتَّاهُ خِلَافًا لِلْمُبَرَّدِ وَقَوْلُ الشَّاعِرِ شِعْر

فَلَاوَاللّٰهِ لَا يَبْقٰى اُنَاسٌ --- فَتًى حَتَّاكَ يَا ابْنَ اَبِيْ زِيَّادٍ -- شَاذٌّ

وَفِيْ وَهِيَ لِلظَّرْفِيَّةِ نَحْوُ زَيْدٌ فِي الدَّارِ وَالْمَاءُ فِي الْكُوْزِ وَبِمَعْنٰى عَلٰى قَلِيْلًا نَحْوُ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَلَاُصَلِّبَنَّكُمْ فِيْ جُذُوْعِ النَّخْلِ

وَالْبَاءُ وَهِيَ لِلْاِلْصَاقِ نَحْوُ مَرَرْتُ بِزَيْدٍ اَيْ اِلْتَصَقَ مُرُوْرِيْ بِمَوْضِعٍ يَقْرُبُ مِنْهُ زَيْدٌ وَلِلْاِسْتِعَانَةِ نَحْوُ كَتَبْتُ بِالْقَلَمِ وَقَدْ يَكُوْنُ لِلتَّعْلِيْلِ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ وَلِلْمُصَاحَبَةِ كَخَرَجَ زَيْدٌ بِعَشِيْرَتِهٖ وَلِلْمُقَابَلَةِ كَبِعْتُ هٰذَا بِذَاكَ وَالِلتَّعْدِيَةِ كَذَهَبْتُ بِزَيْدٍ وَلِلظَّرْفِيَّةِ كَجَلَسْتُ بِالْمَسْجِدِ وَزَائِدَةٌ قِيَاسًا فِيْ خَبَرِ النَّفْيِ نَحْوُ مَا زَيْدٌ بِقَائِمٍ وَفِي الْاِسْتِفْهَامِ نَحْوُ هَلْ زَيْدٌ بِقَائِمٍ وَسِمَاعًا فِي الْمَرْفُوْعِ نَحْوُ بِحَسْبِكَ زَيْدٌ اَيْ حَسْبُكَ زَيْدٌ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا اَيْ كَفٰى اللّٰهُ وَفِي الْمَنْصُوْبِ نَحْوُ اَلْقٰى بِيَدِهٖ اَيْ اَلْقٰى يَدَهٗ

وَاللَّامُ وَهِيَ لِلْاِخْتِصَاصِ نَحْوُ اَلْجُلُّ لِلْفَرَسِ وَالْمَالُ لِزَيْدٍ وَلِلتَّعْلِيْلِ كَضَرَبْتُهٗ لِلتَّادِيْبِ وَزَائِدَةٌ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى رَدِفَ لَكُمْ اَيْ رَدِفَكُمْ وَبِمَعْنٰى عَنْ اِذَا اسْتُعْمِلَ مَعَ الْقَوْلِ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَبِمَعْنَى الْوَاوِ فِي الْقَسَمِ لِلتَّعَجُّبِ كَقَوْلِ الْهُزَلِيْ شِعْرٌ

لِلّٰهِ يَبْقٰى عَلَى الْاَيَّامِ ذُوْحَيَدٍ بِمُشْمَخِرٍّ بِهِ الظَّيَّانُ وَالْاٰس

وَرُبَّ وَهِيَ لِلتَّقْلِيْلِ كَمَا اَنَّ كَمِ الْخَبْرِيَّةَ لِلتَّكْثِيْرِ وَتَسْتَحِقُّ صَدْرَ الْكَلَامِ وَلَا تَدْخُلُ اِلَّا عَلٰى نَكِرَةٍ مَوْصُوْفَةٍ نَحْوُ رُبَّ رَجُلٍ كَرِيْمٍ لَقِيْتُهٗ اَوْمُضْمَرٍ مُبْهَمٍ مُفْرَدٍ مُذَكَّرًا اَبَدًا مُمَيَّزٍ بِنَكِرَةٍ مَنْصُوْبَةٍ نَحْوُ رُبَّهٗ رَجُلًا وَرُبَّهٗ رَجُلَيْنِ وَرُبَّهٗ رِجَالاً وَرُبَّهٗ اِمْرَاَةً كَذٰلِكَ وَعِنْدَ الْكُوْفِيِّيْنَ يَجِبُ الْمُطَابَقَةُ نَحْوُ رُبَّهُمَا رَجُلَيْنِ وَرُبَّهُمْ رِجَالًا وَرُبَّهَا اِمْرَاَةً وَقَدْ تَلْحَقُهَا مَا الْكَافَةُ فَتَدْخُلُ عَلَى الْجُمْلَتَيْنِ نَحْوُ رُبَّمَا قَامَ زَيْدٌ وَرُبَّمَا زَيْدٌ قَائِمٌ وَلَا بُدَّ لَهَا مِنْ فِعْلٍ مَاضٍ لِاَنَّ رُبَّ لِلتَّقْلِيْلِ الْمُحَقَّقِ وَهُوَ لَا يَتَحَقَّقُ اِلَّا بِهٖ وَيُحْذَفُ

ذٰلِكَ الْفِعْلُ غَالِبًا كَقَوْلِكَ رُبَّ رَجُلٍ اَكْرَمَنِیْ فِی جَوَابِ مَنْ قَالَ هَلْ لَقِيْتَ مَنْ اَكْرَمَكَ اَیْ رُبَّ رَجُلٍ اَكْرَمَنِیْ لَقِيْتُهٗ فَاَكْرَمَنِیْ صِفَةُ الرَّجُلِ وَلَقِيْتُهٗ فِعْلُهَا وَهُوَ مَحْذُوْفٌ

وَوَاوُ رُبَّ وَهِیَ الْوَاوُ الَّتِیْ تُبْتَدَأُ بِهَا فِیْ اَوَّلِ الْكَلَامِ كَقَوْلِ الشَّاعِرِ شِعْر

وَبَلْدَةٍ لَيْسَ بِهَا اَنِيْس   اِلَّا الْيَعَافِيْرُ وَاِلَّا الْعِيْس

وَوَاوُ الْقَسَمِ وَهِیَ تَخْتَصُّ بِالظَّاهِرِ نَحْوُ وَاللّٰهِ وَالرَّحْمٰنِ لَاَضْرِبَنَّ فَلَا يُقَالُ وَكَ وَتَاءُ الْقَسَمِ وَهِیَ تَخْتَصُّ بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ فَلَا يُقَالُ تَالرَّحْمٰنِ وَقَوْلُهُمْ تُرَبِّ الْكَعْبَةِ شَاذٌّ

وَبَاءُ الْقَسَمِ وَهِیَ تَدْخُلُ عَلَى الظَّاهِرِ وَالْمُضْمَرِ نَحْوُ بِاللّٰهِ وَبِالرَّحْمٰنِ وَبِكَ وَلَابُدَّ لِلْقَسَمِ مِنَ الْجَوَابِ وَهِیَ جُمْلَةٌ تُسَمَّى الْمُقْسَمَ عَلَيْهَا فَاِنْ كَانَتْ مُوْجِبَةً يَجِبُ دُخُوْلُ اللَّامِ فِی الْاِسْمِيَّةِ وَالْفِعْلِيَّةِ نَحْوُ وَاللّٰهِ لَزَيْدٌ قَائِمٌ وَوَاللّٰهِ لَاَفْعَلَنَّ كَذَا وَاِنَّ فِی الْاِسْمِيَّةِ نَحْوُ وَاللّٰهِ اِنَّ زَيْدًا لَقَائِمٌ وَاِنْ كَانَتْ مَنْفِيَّةً وَجَبَ دُخُوْلُ مَا وَلَا نَحْوُ وَاللّٰهِ مَا زَيْدٌ بِقَائِمٍ وَوَاللّٰهِ لَا يَقُوْمُ زَيْدٌ وَاعْلَمْ اَنَّهٗ قَدْ يُحْذَفُ حَرْفُ النَّفْيِ لِزَوَالِ اللُّبْسِ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى تَاللّٰهِ تَفْتَؤُ تَذْكُرُ يُوْسُفَ اَیْ لَا تَفْتَؤُ وَيُحْذَفُ جَوَابُ الْقَسَمِ اِنْ تَقَدَّمَ مَا يَدُلُّ عَلَيْهِ نَحْوُ زَيْدٌ قَائِمٌ وَاللّٰهِ اَوْ تَوَسَّطَ الْقَسَمُ نَحْوُ زَيْدٌ وَاللّٰهِ قَائِمٌ

وَعَنْ لِلْمُجَاوَزَةِ نَحْوُ رَمَيْتُ السَّهْمَ عَنِ الْقَوْسِ اِلَى الصَّيْدِ

وَعَلٰى لِلْاِسْتِعْلَاءِ نَحْوُ زَيْدٌ عَلَى السَّطْحِ وَقَدْ يَكُوْنُ عَنْ وَعَلٰى اِسْمَيْنِ اِذَا دَخَلَ عَلَيْهِمَا مِنْ كَمَا تَقُوْلُ جَلَسْتُ مِنْ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَنَزَلْتُ مِنْ عَلَى الْفَرَسِ

وَالْكَافُ لِلتَّشْبِيْهِ نَحْوُ زَيْدٌ كَعَمْرٍو وَزَائِدَةٌ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَیْءٌ وَقَدْ تَكُوْنُ اِسْمًا كَقَوْلِ الشَّاعِرِ ع

يَضْحَكْنَ عَنْ كَالْبَرَدِ الْمُنْهَمِ

وَمُذْ وَمُنْذُ لِلزَّمَانِ اِمَّا لِلْاِبْتِدَاءِ فِي الْمَاضِيْ كَمَا تَقُوْلُ فِيْ شَعْبَانَ مَا رَاَيْتُهُ مُذْ رَجَبَ اَوْلِلظَّرْفِيَّةِ فِي الْحَاضِرِ نَحْوُ مَا رَاَيْتُهُ مُذْ شَهْرِنَا وَمُنْذُ يَوْمِنَا اَيْ فِيْ شَهْرِنَا وَفِيْ يَوْمِنَا

وَخَلَا وَعَدَا وَحَاشَا لِلْاِسْتِثْنَاءِ نَحْوُ جَاءَنِي الْقَوْمُ خَلَا زَيْدٍ وَحَاشَا عَمْرٍو وَعَدَا بَكْرٍ

فَصْلٌ اَلْحُرُوْفُ الْمُشَبَّهَةُ بِالْفِعْلِ سِتَّةٌ اِنَّ وَاَنَّ وَكَاَنَّ وَلٰكِنَّ وَلَيْتَ وَلَعَلَّ هٰذِهِ الْحُرُوْفُ تَدْخُلُ عَلَى الْجُمْلَةِ الْاِسْمِيَّةِ تَنْصِبُ الْاِسْمَ وَتَرْفَعُ الْخَبَرَ كَمَا عَرَفْتَ نَحْوُ اِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ وَقَدْ يَلْحَقُهَا مَا الْكَافَّةُ فَتَكُفُّهَا عَنِ الْعَمَلِ وَحِيْنَئِذٍ تَدْخُلُ عَلَى الْاَفْعَالِ تَقُوْلُ اِنَّمَا قَامَ زَيْدٌ

وَاعْلَمْ اَنَّ اِنَّ الْمَكْسُوْرَةَ الْهَمْزَةِ لَاتُغَيِّرُ مَعْنَى الْجُمْلَةِ بَلْ تُؤَكِّدُهَا وَاَنَّ الْمَفْتُوْحَةَ الْهَمْزَةِ مَعَ مَا بَعْدَهَا مِنَ الْاِسْمِ وَالْخَبَرِ فِيْ حُكْمِ الْمُفْرَدِ وَلِذٰلِكَ يَجِبُ الْكَسْرُ اِذَا كَانَ فِي اِبْتِدَاءِ الْكَلَامِ نَحْوُ اِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ وَبَعْدَ الْقَوْلِ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ وَبَعْدَ الْمَوْصُوْلِ نَحْوُ مَا رَاَيْتُ الَّذِيْ اِنَّهُ فِي الْمَسَاجِدِ وَاِذَا كَانَ فِيْ خَبَرِهَا اللَّامُ نَحْوُ اِنَّ زَيْدًا لَقَائِمٌ وَيَجِبُ الْفَتْحُ حَيْثُ يَقَعُ فَاعِلًا نَحْوُ بَلَغَنِيْ اَنَّ زَيْدًا قَائِمٌ وَحَيْثُ يَقَعُ مَفْعُوْلًا نَحْوُ كَرِهْتُ اَنَّكَ قَائِمٌ وَحَيْثُ يَقَعُ مُضَافًا اِلَيْهِ نَحْوُ عَجِبْتُ مِنْ طُوْلِ اَنَّ بَكْرًا قَائِمٌ وَحَيْثُ يَقَعُ مَجْرُوْرًا نَحْوُ عَجِبْتُ مِنْ اَنَّ بَكْرًا قَائِمٌ وَبَعْدَ لَوْ نَحْوُ لَوْ اَنَّكَ عِنْدَنَا لَاَكْرَمْتُكَ وَبَعْدَ لَوْلَا اَنَّهُ حَاضِرٌ لَغَابَ زَيْدٌ وَيَجُوْزُ الْعَطْفُ عَلٰى اِسْمِ اِنَّ الْمَكْسُوْرَةِ بِالرَّفْعِ وَالنَّصْبِ بِاِعْتِبَارِ الْمَحَلِّ وَاللَّفْظِ مِثْلُ اِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ وَعَمْرٌو وَعَمْرًا

وَاعْلَمْ اَنَّ اِنَّ الْمَكْسُوْرَةَ يَجُوْزُ دُخُوْلُ اللَّامِ عَلٰى خَبْرِهَا وَقَدْ تُخَفَّفُ فَيَلْزَمُهَا اللَّامُ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَاِنْ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ وَحِيْنَئِذٍ يَجُوْزُ اِلْغَاؤُهَا كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَاِنْ كُلٌّ لَّمَّا جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ وَيَجُوْزُ دُخُوْلُهَا عَلَى الْاَفْعَالِ عَلَى الْمُبْتَدَاءِ وَالْخَبْرِ نَحْوُ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ وَاِنْ نَظُنُّكَ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ وَكَذٰلِكَ اَنَّ الْمَفْتُوْحَةَ قَدْ تُخَفَّفُ فَحِيْنَئِذٍ يَجِبُ اِعْمَالُهَا فِيْ ضَمِيْرِ شَانٍ مُقَدَّرٍ فَتَدْخُلُ عَلَى الْجُمْلَةِ اِسْمِيَّةً كَانَتْ نَحْوُ بَلَغَنِيْ اَنَّ زَيْدًا قَائِمٌ اَوْ فِعْلِيَّةً نَحْوُ بَلَغَنِيْ اَنَّ قَدْ قَامَ زَيْدٌ وَيَجِبُ دُخُوْلُ السِّيْنِ اَوْ سَوْفَ اَوْ قَدْ اَوْ حَرْفُ النَّفْيِ عَلَى الْفِعْلِ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى وَالضَّمِيْرُ الْمُسْتَتِرُ اِسْمُ اَنَّ وَالْجُمْلَةُ خَبْرُهَا وَكَاَنَّ لِلتَّشْبِيْهِ نَحْوُ كَاَنَّ زَيْدَنِ الْاَسَدُ وَهُوَ مُرَكَّبٌ مِنْ كَافِ التَّشْبِيْهِ وَاِنَّ الْمَكْسُوْرَةِ وَاِنَّمَا فُتِحَتْ لِتَقَدُّمِ الْكَافِ عَلَيْهَا تَقْدِيْرُهٗ اِنَّ زَيْدًا كَالْاَسَدِ وَقَدْ تُخَفَّفُ فَتُلْغٰى نَحْوُ كَاَنْ زَيْدٌ اَسَدٌ

وَلٰكِنَّ لِلْاِسْتِدْرَاكِ وَيُتَوَسَّطُ بَيْنَ كَلَامَيْنِ مُتَغَايِرَيْنِ فِي الْمَعْنٰى نَحْوُ جَاءَنِي الْقَوْمُ لٰكِنَّ عَمْرًا جَاءَ وَغَابَ زَيْدٌ لٰكِنَّ بَكْرًا حَاضِرٌ وَيَكُوْنُ مَعَهَا الْوَاوُ نَحْوُ قَامَ زَيْدٌ وَلٰكِنَّ عَمْرًا قَاعِدٌ وَقَدْ تُخَفَّفُ فَتُلْغٰى نَحْوُ مَشٰى زَيْدٌ لٰكِنَّ بَكْرٌ عِنْدَنَا

وَلَيْتَ لِلتَّمَنِّيْ نَحْوُ لَيْتَ هِنْدًا عِنْدَنَا وَاَجَازَ الْفَرَّاءُ لَيْتَ زَيْدًا قَائِمًا بِمَعْنٰى اَتَمَنّٰى

وَلَعَلَّ لِلتَّرَجِّيْ كَقَوْلِ الشَّاعِرِ شِعْرٌ

اُحِبُّ الصَّالِحِيْنَ وَلَسْتُ مِنْهُمْ   لَعَلَّ اللّٰهُ يَرْزُقُنِيْ صَلَاحًا

وَشَذَّ الْجَرُّ بِهَا نَحْوُ لَعَلَّ زَيْدٍ قَائِمٌ وَفِيْ لَعَلَّ لُغَاتٌ عَلَّ وَعَنْ وَاَنَّ وَلَاَنَّ وَلَعَنَّ وَعِنْدَ الْمُبَرَّدِ اَصْلُهٗ عَلَّ زِيْدَ فِيْهِ اللَّامُ وَالْبَوَاقِيْ فُرُوْعٌ

فَصْلٌ حُرُوْفُ الْعَطْفِ عَشَرَةٌ اَلْوَاوُ وَالْفَاءُوَثُمَّ وَحَتّٰى وَاَوْوَاِمَّا وَ اَمْ وَلَاوَبَلْ وَلٰكِنْ فَالْاَرْبَعَةُ الْاَوَّلُ
لِلْجَمْعِ فَالْوَاوُ لِلْجَمْعِ مُطْلَقًا نَحْوُ جَاءَنِیْ زَيْدٌ وَعَمْرٌوسَوَاءًكَانَ زَيْدٌ مُقَدَّمًا فِی الْمَجِیْءِ اَوْ عَمْرٌو وَ
الْفَاءُلِلتَّرْتِيْبِ بِلَامُهْلَةٍ نَحْوُ قَامَ زَيْدٌ فَعَمْرٌو وَ اِذَا كَانَ زَيْدٌ مُتَقَدِّمًا وَعَمْرٌو مُتَاَخِّرًا بِلَامُهْلَةٍ وَثُمَّ
لِلتَّرْتِيْبِ بِمُهْلَةٍ نَحْوُ دَخَلَ زَيْدٌ ثُمَّ عَمْرٌووَاِذَاكَانَ زَيْدٌ مُتَقَدِّمًا وَبَيْنَهُمَا مُهْلَةٌ وَحَتّٰى كَ ثُمَّ فِی
التَّرْتِيْبِ وَالْمُهْلَةِ اِلَّااَنَّ مُهْلَتَهَا اَقَلَّ مِنْ مُهْلَةِ ثُمَّ وَيُشْتَرَطُ اَنْ يَّكُوْنَ مَعْطُوْفُهَا دَاخِلًا فِی الْمَعْطُوْفِ
عَلَيّهِ وَهِیَ تُفِيْدُقُوَّةً فِی الْمَعْطُوْفِ نَحْوُ مَاتَ النَّاسُ حَتَّی الْاَنْبِيَاءِاَوْضُعْفًا نَحْوُ قَدِمَ الْحَاجُّ حَتَّی الْمُشَاةِ
وَاَوْوَاِمَّا وَاَمْ ثَلٰثَتُهَا لِثُبُوْتِ الْحُكْمِ لِاَحَدِالْاَمْرَيْنِ مُبْهَمًا لَابِعَيْنِهٖ نَحْوُ مَرَرْتُ بِرَجُلٍ اَوْاِمْرَاَةٍ وَاِمَّا اِنَّمَا
تَكُوْنُ حَرْفُ الْعَطْفِ اِذَاتَقَدَّمَتْهَا اِمَّا اُخْرٰی نَحْوُ اَلْعَدَدُ اِمَّا زَوْجٌ وَاِمَّا فَرْدٌ وَيَجُوْزُ اَنْ يَّتَقَدَّمَ اِمَّا عَلٰی
اَوْنَحْوُزَيْدٌاِمَّا كَاتِبٌ اَوْاُمِّیٌّ وَاَمْ عَلٰی قِسْمَيْنِ مُتَّصِلَةٌ وَهِیَ مَايُسْاَلُ بِهَا عَنْ تَعْيِيْنِ اَحَدِالْاَمْرَيْنِ وَالسَّاىِٕلُ
بِهَا يَعْلَمُ ثُبُوْتَ اَحَدِهِمَا مُبْهَمًا بِخِلَافِ اَوْوَاِمَّا فَاِنَّ السَّاىِٕلَ بِهِمَا لَايَعْلَمُ ثُبُوْتَ اَحَدِهِمَا اَصْلًا
وَتُسْتَعْمَلُ بِثَلٰثَةِ شَرَاىِٕطَ اَلْاَوَّلُ اَنْ يَّقَعَ قَبْلَهَا هَمْزَةٌ نَحْوُ اَزَيْدٌ عِنْدَكَ اَمْ عَمْرٌو وَالثَّانِیْ اَنْ يَّلِيْهَا لَفْظٌ
مِثْلُ مَايَلِیَ الْهَمْزَةَ اَعْنِیْ اِنْ كَانَ بَعْدَالْهَمْزَةِ اِسْمٌ فَكَذٰلِكَ بَعْدَ اَمْ كَمَا مَرَّوَاِنْ كَانَ بَعْدَالْهَمْزَةِ فِعْلٌ فَكَذٰلِكَ
بَعْدَهَا نَحْوُ اَقَامَ زَيْدٌ اَمْ قَعَدَ فَلَايُقَالُ اَرَاَيْتَ زَيْدًا اَمْ عَمْرًا وَالثَّالِثُ اَنْ يَّكُوْنَ اَحَدُ الْاَمْرَيْنِ الْمُسْتَوِيَيْنِ
مُحَقَّقًا وَاِنَّمَا يَكُوْنُ الْاِسْتِفْهَامُ عَنِ التَّعْيِيْنِ فَلِذٰلِكَ يَجِبُ اَنْ يَّكُوْنَ جَوَابُ اَمْ بِالتَّعْيِيْنِ دُوْنَ نَعَمْ
اَوْلَافَاِذَاقِيْلَ اَزَيْدٌ عِنْدَكَ اَمْ عَمْرٌو فَجَوَابُهٗ بِتَعْيِيْنِ اَحَدِهِمَا اَمَّا اِذَاسُىِٕلَ بِاَوْوَاِمَّا فَجَوَابُهٗ نَعَمْ
اَوْلَاوَمُنْقَطِعَةٌ وَهِیَ مَاتَكُوْنُ بِمَعْنٰی بَلْ مَعَ الْهَمْزَةِ كَمَا رَاَيْتَ شِبْحًا مِنْ بَعِيْدٍ قُلْتَ اِنَّهَا لَاِبِلٌ عَلٰی سَبِيْلِ
الْقَطْعِ ثُمَّ حَصَلَ لَكَ شَكٌّ اَنَّهَا شَاْةٌ فَقُلْتَ اَمْ هِیَ شَاةٌ تَقْصُدُ الْاَعْرَاضَ عَنِ الْاِخْبَارِ الْاَوَّلِ
وَالْاِسْتِيْنَاف بِسُؤَالٍ اٰخَرَ مَعْنَاهُ بَلْ هِیَ شَاةٌ

وَاعْلَمْ اَنَّ اَمِ الْمُنْقَطِعَةَ لَاتُسْتَعْمَلُ اِلَّا فِی الْخَبْرِ کَمَامَرَّوَفِی الْاِسْتِفْهَامِ نَحْوُ اَعِنْدَكَ زَیْدٌ اَمْ عَمْرٌووَ سَاَلْتُ اَوَّلًا عَنْ حُصُوْلِ زَیْدٍ ثُمَّ اَضْرَبْتَ عَنِ السُّؤَالِ الْاَوَّلِ وَاَخَذْتَ فِی السُّؤَالِ عَنْ حُصُوْلِ عَمْرٍووَلَاوَبَلْ وَلٰکِنْ جَمِیْعُھَا لِثُبُوْتِ الْحُکْمِ لِاَحَدِ الْاَمْرَیْنِ مُعَیَّنًا اَمَّا لَا فَلِنَفْیِ مَاوَجَبَ لِلْاَوَّلِ عَنِ الثَّانِیْ نَحْوُ جَاءَنِیْ زَیْدٌ لَاعَمْرٌو وَبَلْ لِلْاِضْرَابِ عَنِ الْاَوَّلِ وَالْاِثْبَاتِ لِلثَّانِیْ نَحْوُ جَاءَنِیْ زَیْدٌ بَلْ عَمْرٌو وَمَعْنَاهُ بَلْ جَاءَنِیْ عَمْرٌو وَمَاجَاءَبَکْرٌبَلْ خَالِدٌ مَعْنَاهُ بَلْ مَاجَاءَخَالِدٌوَلٰکِنْ لِلْاِسْتِدْرَاكِ وَیَلْزَمُھَا النَّفْیُ قَبْلَھَا نَحْوُمَاجَاءَنِیْ زَیْدٌلٰکِنْ عَمْرٌوجَاءَاَوْبَعْدَھَا نَحْوُقَامَ بَکْرٌلٰکِنْ خَالِدٌلَمْ یَقُمْ

فَصْلٌ حُرُوْفُ التَّنْبِیْہِ ثَلٰثَةٌ اَلَا وَاَمَاوَھَا وُضِعَتْ لِتَنْبِیْہِ الْمُخَاطَبِ لِئَلَّا یَفُوْتَہٗ شَیْءٌمِنَ الْکَلَامِ فَاَلَا وَاَمَالَایَدْخُلَانِ اِلَّا عَلَی الْجُمْلَةِ اِسْمِیَّةً کَانَتْ نَحْوُقَوْلِہٖ تَعَالٰی اَلَااِنَّھُمْ ھُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَقَوْلِ الشَّاعِرِ شِعْرٌ

اَمَاوَالَّذِیْ اَبْکٰی وَاَضْحَكَ وَالَّذِیْ---اَمَاتَ وَاَحْیٰی وَالَّذِیْ اَمْرُہُ الْاَمْرُ

اَوْفِعْلِیَّةً نَحْوُاَمَالَاتَفْعَلُ وَاَلَالَاتَضْرِبُ وَالثَّالِثُ ھَا تَدْخُلُ عَلَی الْجُمْلَةِ الْاِسْمِیَّةِ نَحْوُھَازَیْدٌقَائِمٌ وَالْمُفْرَدِ نَحْوُھٰذَاوَھٰؤُلَاءِ

فَصْلٌ حُرُوْفُ النِّدَاءِ خَمْسَةٌ یَاوَاَیَاوَھَیَاوَاَیْ وَ الْھَمْزَةُ الْمَفْتُوْحَةُ فَاَیْ وَالْھَمْزَةُ لِلْقَرِیْبِ وَاَیَاوَھَیَا لِلْبَعِیْدِوَیَالَھُمَا وَلِلْمُتَوَسِّطِ وَقَدْمَرَّاَحْکَامُ الْمُنَادٰی

فَصْلٌ حُرُوْفُ الْاِیْجَابِ سِتَّةٌ نَعَمْ وَبَلٰی وَاَجَلْ وَجَیْرِوَاِنَّ وَاَیْ اَمَّا نَعَمْ فَلِتَقْرِیْرِکَلَامٍ سَابِقٍ مُثْبَتًا کَانَ اَوْمَنْفِیًا نَحْوُ اَجَاءَزَیْدٌ قُلْتَ نَعَمْ وَاَمَا جَاءَزَیْدٌ قُلْتَ نَعَمْ وَبَلٰی تُخْتَصُّ بِاِیْجَابِ مَانُفِیَ اِسْتِفْھَامًا کَقَوْلِہٖ تَعَالٰی اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ قَالُوْابَلٰی اَوْخَبْرًاکَمَایُقَالُ لَمْ یَقُمْ زَیْدٌ قُلْتَ بَلٰی اَیْ قَدْ قَامَ وَاَیْ لِلْاِثْبَاتِ

بَعْدَ الْاِسْتِفْهَامِ وَيَلْزَمُهَا الْقَسَمُ كَمَا اِذَا قِيْلَ هَلْ كَانَ كَذَا قُلْتَ اَىْ وَاللهِ وَاَجَلْ وَجَيْرِ وَاِنَّ لِتَصْدِيْقِ الْخَبْرِ كَمَا اِذَا قِيْلَ جَاءَ زَيْدٌ قُلْتَ اَجَلْ اَوْجَيْرِ اَوْاِنَّ اَىْ اُصَدِّقُكَ فِى هٰذَا الْخَبَرِ

فَصْلٌ حُرُوْفُ الزِّيَادَةِ سَبْعَةٌ اِنْ وَاَنْ وَمَا وَلَا وَمِنْ وَالْبَاءُ وَاللَّامُ فَاِنْ تُزَادُ مَعَ مَا النَّافِيَةِ نَحْوُ مَا اِنْ زَيْدٌ قَائِمٌ وَمَعَ مَا الْمَصْدَرِيَّةِ نَحْوُ اِنْتَظِرْ مَا اِنْ يَجْلِسَ الْاَمِيْرُ وَمَعَ لَمَّا نَحْوُ لَمَّا اِنْ جَلَسْتَ جَلَسْتُ وَاَنْ تُزَادُ مَعَ لَمَّا كَقَوْلِهٖ تَعَالىٰ فَلَمَّا اَنْ جَاءَ الْبَشِيْرُ وَبَيْنَ لَوْ وَالْقَسَمِ الْمُتَقَدِّمِ عَلَيْهَا نَحْوُ وَاللهِ اَنْ لَوْ قُمْتَ قُمْتُ وَمَا تُزَادُ مَعَ اِذَا وَمَتٰى وَاَيٍّ وَاَنّٰى وَاَيْنَ وَاِنْ شَرْطِيَاتٍ كَمَا تَقُوْلُ اِذَا مَا صُمْتَ صُمْتُ وَكَذَا الْبَوَاقِىْ وَبَعْدَ حُرُوْفِ الْجَرِّ نَحْوُ قَوْلِهٖ تَعَالىٰ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللهِ وَعَمَّا قَلِيْلٍ لَّيُصْبِحُنَّ نَادِمِيْنَ مِمَّا خَطِيْئٰتِهِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا وَزَيْدٌ صَدِيْقِىْ كَمَا اَنَّ عَمْرًا اَخِىْ وَلَا تُزَادُ مَعَ الْوَاوِ بَعْدَ النَّفْىِ نَحْوُ مَا جَاءَنِىْ زَيْدٌ وَلَا عَمْرٌو وَبَعْدَ اَنِ الْمَصْدَرِيَّةِ نَحْوُ قَوْلِهٖ تَعَالىٰ مَا مَنَعَكَ اَنْ لَا تَسْجُدَ وَقَبْلَ الْقَسَمِ كَقَوْلِهٖ تَعَالىٰ لَا اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ بِمَعْنٰى اُقْسِمُ وَاَمَّا مِنْ وَالْبَاءُ وَاللَّامُ فَقَدْ مَرَّ ذِكْرُهَا فِى حُرُوْفِ الْجَرِّ فَلَا نُعِيْدُهَا

فَصْلٌ حَرْفَا التَّفْسِيْرِ اَىْ وَاَنْ فَاَىْ كَقَوْلِهٖ تَعَالىٰ وَاسْئَلِ الْقَرْيَةَ اَىْ اَهْلَ الْقَرْيَةِ كَاَنَّكَ تُفَسِّرُهٗ اَهْلَ الْقَرْيَةِ وَاَنْ اِنَّمَا يُفَسِّرُ بِهَا فِعْلٌ بِمَعْنَى الْقَوْلِ كَقَوْلِهٖ تَعَالىٰ وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰاِبْرَاهِيْمَ فَلَا يُقَالُ قُلْتُ لَهٗ اَنِ اكْتُبْ اِذْ هُوَ لَفْظُ الْقَوْلِ لَا مَعْنَاهُ

فَصْلٌ حُرُوْفُ الْمَصْدَرِ ثَلٰثَةٌ مَا وَاَنْ وَاَنَّ فَالْاُوْلَيَانِ لِلْجُمْلَةِ الْفِعْلِيَّةِ كَقَوْلِهٖ تَعَالىٰ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ اَىْ بِرُحْبِهَا وَقَوْلِ الشَّاعِرِ شِعْرٌ

يَسُرُّ الْمَرْءَ مَا ذَهَبَ اللَّيَالِىْ -- وَكَانَ ذَهَابُهُنَّ لَهٗ ذَهَابًا

وَاَنْ نَحْوُ قَوْلِهٖ تَعَالىٰ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖ اِلَّا اَنْ قَالُوْا اَىْ قَوْلُهُمْ وَاَنَّ لِلْجُمْلَةِ الْاِسْمِيَّةِ نَحْوُ عَلِمْتُ اَنَّكَ قَائِمٌ اَىْ قِيَامَكَ

فَصْلٌ حُرُوْفُ التَّحْضِيْضِ اَرْبَعَةٌ هَلَّا وَاَلَّا وَلَوْلَا وَلَوْمَا لَهَا صَدْرُ الْكَلَامِ وَمَعْنَاهَا حَضٌّ عَلَى الْفِعْلِ اِنْ دَخَلَتْ عَلَى الْمُضَارِعِ نَحْوُ هَلَّا تَاْكُلُ وَلَوْمٌ اِنْ دَخَلَتْ عَلَى الْمَاضِيْ نَحْوُ هَلَّا ضَرَبْتَ زَيْدًا وَحِيْنَئِذٍ لَا تَكُوْنُ تَحْضِيْضًا اِلَّا بِاِعْتِبَارِ مَا فَاتَ وَلَا تَدْخُلُ اِلَّا عَلَى الْفِعْلِ كَمَا مَرَّ وَاِنْ وَقَعَ بَعْدَهَا اِسْمٌ فَبِاِضْمَارِ فِعْلٍ كَمَا تَقُوْلُ لِمَنْ ضَرَبَ قَوْمًا هَلَّا زَيْدًا اَیْ هَلَّا ضَرَبْتَ زَيْدًا وَجَمْعُهَا مُرَكَّبَةٌ جُزْؤُهَا الثَّانِیْ حَرْفُ النَّفْیِ وَالْاَوَّلُ حَرْفُ الشَّرْطِ اَوِ الْاِسْتِفْهَامِ اَوْحَرْفُ الْمَصْدَرِ وَلِلَوْلَا مَعْنًى اٰخَرُ هُوَ اِمْتِنَاعُ الْجُمْلَةِ الثَّانِيَةِ لِوُجُوْدِ الْجُمْلَةِ الْاُوْلٰى نَحْوُ لَوْلَا عَلِیٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ وَحِيْنَئِذٍ تُحْتَاجُ اِلٰی جُمْلَتَيْنِ اُوْلٰهُمَا اِسْمِيَّةٌ اَبَدًا

فَصْلٌ حَرْفُ التَّوَقُّعِ قَدْ وَهِیَ فِی الْمَاضِیْ لِتَقْرِيْبِ الْمَاضِیْ اِلَی الْحَالِ نَحْوُ قَدْ رَكِبَ الْاَمِيْرُ اَیْ قُبَيْلَ هٰذَا وَلِاَجْلِ ذٰلِكَ سُمِّيَتْ حَرْفَ التَّقْرِيْبِ اَيْضًا وَلِهٰذَا تَلْزَمُ الْمَاضِیْ لِيَصْلَحَ اَنْ يَّقَعَ حَالًا وَقَدْ تَجِیْءُ لِلتَّاكِيْدِ اِذَا كَانَ جَوَابًا لِمَنْ يَّسْاَلُ هَلْ قَامَ زَيْدٌ تَقُوْلُ قَدْ قَامَ زَيْدٌ وَفِی الْمُضَارِعِ لِلتَّقْلِيْلِ نَحْوُ اَنَّ الْكَذُوْبَ قَدْ يَصْدُقُ وَاَنَّ الْجَوَادَ قَدْ يَبْخَلُ وَقَدْ تَجِیْءُ لِلتَّحْقِيْقِ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰی قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُوَقِيْنَ وَيَجُوْزُ الْفَصْلُ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْفِعْلِ بِالْقَسَمِ نَحْوُ قَدْ وَاللّٰهِ اَحْسَنْتَ وَقَدْ يُحْذَفُ الْفِعْلُ بَعْدَ قَدْ عِنْدَ الْقَرِيْنَةِ كَقَوْلِ الشَّاعِرِ شِعْرٌ

اَفِدَ التَّرَحُّلُ غَيْرَ اَنَّ رِكَابَنَا --- لَمَّا تَزَلْ بِرِحَالِنَا وَكَانَ قَدِنْ

اَیْ وَكَانَ قَدْ زَالَتْ

فَصْلٌ حَرْفَا الْاِسْتِفْهَامِ اَلْهَمْزَةُ وَهَلْ لَهُمَا صَدْرُ الْكَلَامِ وَتَدْخُلَانِ عَلَى الْجُمْلَةِ اِسْمِيَّةً كَانَتْ نَحْوُ اَزَيْدٌ قَائِمٌ اَوْفِعْلِيَّةً نَحْوُ هَلْ قَامَ زَيْدٌ وَدُخُوْلُهُمَا عَلَى الْفِعْلِيَّةِ اَكْثَرُ اِذَا الْاِسْتِفْهَامُ بِالْفِعْلِ اَوْلٰى وَقَدْ تَدْخُلُ الْهَمْزَةُ فِیْ مَوَاضِعَ لَا يَجُوْزُ دُخُوْلُ هَلْ فِيْهَا نَحْوُ اَزَيْدًا ضَرَبْتَ وَاَتَضْرِبُ زَيْدًا وَهُوَ اَخُوْكَ

وَاَزَيْدٌ عِنْدَكَ اَمْ عَمْرٌو وَاَوَمَنْ كَانَ وَاَفَمَنْ كَانَ وَاَثُمَّ اِذَا مَا وَقَعَ وَلَاتُسْتَعْمَلُ هَلْ فِي هٰذِهِ الْمَوَاضِعِ وَهٰهُنَا بَحْثٌ

فَصْلٌ حُرُوْفُ الشَّرْطِ اِنْ وَلَوْ وَاَمَّا لَهَا صَدْرُ الْكَلَامِ وَيَدْخُلُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهَا عَلَى الْجُمْلَتَيْنِ اِسْمِيَّتَيْنِ كَانَتَا اَوْفِعْلِيَّتَيْنِ اَوْمُخْتَلِفَتَيْنِ فَاِنْ لِلْاِسْتِقْبَالِ وَاِنْ دَخَلَتْ عَلَى الْمَاضِيْ نَحْوُ اِنْ زُرْتَنِيْ اَكْرَمْتُكَ وَلَوْلِلْمَاضِيْ وَاِنْ دَخَلَتْ عَلَى الْمُضَارِعِ نَحْوُ لَوْتَزُوْرُنِيْ اَكْرَمْتُكَ وَيَلْزَمُهُمَا الْفِعْلُ لَفْظًا كَمَا مَرَّ اَوْتَقْدِيْرًا نَحْوُ اِنْ اَنْتَ زَائِرِيْ فَاَنَا اُكْرِمُكَ وَاعْلَمْ اَنَّ اِنْ لَاتُسْتَعْمَلُ اِلَّا فِي الْاُمُوْرِ الْمَشْكُوْكَةِ فَلَا يُقَالُ اٰتِيْكَ اِنْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ بَلْ يُقَالُ اٰتِيْكَ اِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَلَوْ تَدُلُّ عَلٰى نَفْيِ الْجُمْلَةِ الثَّانِيَةِ بِسَبَبِ نَفْيِ الْجُمْلَةِ الْاُوْلٰى كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى لَوْكَانَ فِيْهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللهُ لَفَسَدَتَا وَاِذَا وَقَعَ الْقَسَمُ فِي اَوَّلِ الْكَلَامِ وَتَقَدَّمَ عَلَى الشَّرْطِ يَجِبُ اَنْ يَّكُوْنَ الْفِعْلُ الَّذِيْ تَدْخُلُ عَلَيْهِ حَرْفُ الشَّرْطِ مَاضِيًا لَفْظًا نَحْوُ وَاللهِ اِنْ اَتَيْتَنِيْ لَاَكْرَمْتُكَ اَوْمَعْنًى نَحْوُ وَاللهِ اِنْ لَمْ تَأْتِنِيْ لَاَهْجَرْتُكَ وَحِيْنَئِذٍ تَكُوْنُ الْجُمْلَةُ الثَّانِيَةُ فِي اللَّفْظِ جَوَابًا لِلْقَسَمِ لَاجَزَاءً لِلشَّرْطِ فَلِذٰلِكَ وَجَبَ فِيْهَا مَا وَجَبَ فِي جَوَابِ الْقَسَمِ مِنَ اللَّامِ وَنَحْوِهَا كَمَا رَاَيْتَ فِي الْمِثَالَيْنِ اَمَّا اِنْ وَقَعَ الْقَسَمُ فِي وَسْطِ الْكَلَامِ جَازَ اَنْ يُعْتَبَرَ الْقَسَمُ بِاَنْ يَّكُوْنَ الْجَوَابُ لَهٗ نَحْوُ اِنْ اَتَيْتَنِيْ وَاللهِ لَاٰتِيَنَّكَ وَجَازَ اَنْ يُّلْغٰى نَحْوُ اِنْ تَأْتِنِيْ وَاللهِ اٰتِكَ وَاَمَّا لِتَفْصِيْلِ مَاذُكِرَ مُجْمَلًا نَحْوُ اَلنَّاسُ سَعِيْدٌ وَشَقِيٌّ اَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ وَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي النَّارِ وَيَجِبُ فِي جَوَابِهَا الْفَاءُ وَاَنْ يَّكُوْنَ الْاَوَّلُ سَبَبًا لِلثَّانِيْ وَاَنْ يُّحْذَفَ فِعْلُهَا مَعَ اَنَّ الشَّرْطَ لَابُدَّ لَهٗ مِنْ فِعْلٍ وَذٰلِكَ لِيَكُوْنَ تَنْبِيْهًا عَلٰى اَنَّ الْمَقْصُوْدَ بِهَا حُكْمُ الْاِسْمِ الْوَاقِعِ بَعْدَهَا نَحْوُ اَمَّا زَيْدٌ فَمُنْطَلِقٌ تَقْدِيْرُهٗ مَهْمَا يَكُنْ مِنْ شَيْءٍ فَزَيْدٌ مُنْطَلِقٌ فَحُذِفَ الْفِعْلُ وَالْجَارُ وَالْمَجْرُوْرُ وَاُقِيْمَ اَمَّا مَقَامَ مَهْمَا حَتّٰى بَقِيَ اَمَّا فَزَيْدٌ مُنْطَلِقٌ وَلَمَّا لَمْ يُنَاسِبْ دُخُوْلُ حَرْفِ الشَّرْطِ عَلٰى فَاءِ الْجَزَاءِ نَقَلُوْا الْفَاءَ اِلَى الْجَزَاءِ الثَّانِيْ وَوَضَعُوْا الْجَزَاءَ الْاَوَّلَ بَيْنَ اَمَّا وَالْفَاءِ عِوَضًا عَنِ الْفِعْلِ الْمَحْذُوْفِ ثُمَّ ذٰلِكَ الْجَزَاءُ الْاَوَّلُ اِنْ كَانَ صَالِحًا لِلْاِبْتِدَاءِ فَهُوَ مُبْتَدَاءٌ كَمَا مَرَّ

وَاِلَّا فَعَامِلُهٗ مَا يَكُوْنُ بَعْدَ الْفَاءِ كَاَمَّا يَوْمُ الْجُمُعَةِ فَزَيْدٌ مُنْطَلِقٌ فَمُنْطَلِقٌ عَامِلٌ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ عَلَى الظَّرْفِيَّةِ

فَصْلٌ حَرْفُ الرَّدْعِ كَلَّا وُضِعَتْ لِزَجْرِ الْمُتَكَلِّمِ وَرَدْعِهٖ عَمَّا يَتَكَلَّمُ بِهٖ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَاَمَّا اِذَا مَا ابْتَلَاهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ فَيَقُوْلُ رَبِّيْ اَهَانَنِ كَلَّا اَيْ لَايَتَكَلَّمُ بِهٰذَا فَاِنَّهٗ لَيْسَ كَذٰلِكَ هٰذَا بَعْدَ الْخَبَرِ وَقَدْ تَجِيْءُ بَعْدَ الْاَمْرِ اَيْضًا كَمَا اِذَا قِيْلَ لَكَ اِضْرِبْ زَيْدًا فَقُلْتَ كَلَّا اَيْ لَا اَفْعَلُ هٰذَا قَطُّ وَقَدْ تَجِيْءُ بِمَعْنٰى حَقًّا كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ وَحِيْنَئِذٍ تَكُوْنُ اِسْمًا يُبْنٰى لِكَوْنِهٖ مُشَابِهًا بِكَلَّا حَرْفًا وَقِيْلَ تَكُوْنُ حَرْفًا اَيْضًا بِمَعْنٰى اِنَّ لِتَحْقِيْقِ الْجُمْلَةِ نَحْوُ كَلَّا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰى بِمَعْنٰى اِنَّ

فَصْلٌ تَاءُ التَّانِيْثِ السَّاكِنَةِ تَلْحَقُ الْمَاضِيَ لِتَدُلَّ عَلٰى تَانِيْثِ مَا اُسْنِدَ اِلَيْهِ الْفِعْلُ نَحْوُ ضَرَبَتْ هِنْدٌ وَقَدْ عَرَفْتَ مَوَاضِعَ وُجُوْبِ اِلْحَاقِهَا وَاِذَا لَقِيَهَا سَاكِنٌ بَعْدَهَا وَجَبَ تَحْرِيْكُهَا بِالْكَسْرِ لِاَنَّ السَّاكِنَ اِذَا حُرِّكَ حُرِّكَ بِالْكَسْرِ نَحْوُ قَدْقَامَتِ الصَّلٰوةُ وَحَرَكَتُهَا لَا تُوْجِبُ رَدَّ مَا حُذِفَ لِاَجَلِ سُكُوْنِهَا فَلَا يُقَالُ رَمَاتِ الْمَرْاَةُ لِاَنَّ حَرَكَتَهَا عَارِضِيَّةٌ وَاقِعَةٌ لِرَفْعِ اِلْتِقَاءِ السَّاكِنَيْنِ فَقَوْلُهُمْ اَلْمَرْاَتَانِ رَمَاتَا ضَعِيْفٌ وَاَمَّا اِلْحَاقُ عَلَامَةِ التَّثْنِيَةِ وَجَمْعِ الْمُذَكَّرِ وَجَمْعِ الْمُؤَنَّثِ فَضَعِيْفٌ فَلَا يُقَالُ قَامَا الزَّيْدَانِ وَقَامُوْا الزَّيْدُوْنَ وَقُمْنَ النِّسَاءُ وَبِتَقْدِيْرِ الْاِلْحَاقِ لَا تَكُوْنُ الضَّمَائِرَ لِئَلَّا يَلْزَمَ الْاِضْمَارُ قَبْلَ الذِّكْرِ بَلْ عَلَامَاتٍ دَالَّةً عَلٰى اَحْوَالِ الْفَاعِلِ كَتَاءِ التَّانِيْثِ

فَصْلٌ اَلتَّنْوِيْنُ نُوْنُ السَّاكِنَةُ تَتْبَعُ حَرَكَةَ اٰخِرِ الْكَلِمَةِ لَا لِتَاكِيْدِ الْفِعْلِ وَهِيَ خَمْسَةُ اَقْسَامٍ اَلْاَوَّلُ لِلتَّمَكُّنِ وَهُوَ مَا يَدُلُّ عَلٰى اَنَّ الْاِسْمَ مُتَمَكِّنٌ فِيْ مُقْتَضَى الْاِسْمِيَّةِ اَيْ اَنَّهٗ مُنْصَرِفٌ نَحْوُ زَيْدٌ وَرَجُلٌ وَالثَّانِيْ لِلتَّنْكِيْرِ وَهُوَ مَا يَدُلُّ عَلٰى اَنَّ الْاِسْمَ نَكِرَةً نَحْوُ صَهٍ اَيْ اُسْكُتْ سُكُوْتًا مَّا فِيْ وَقْتٍ مَّا وَاَمَّا صَهِ بِالسُّكُوْنِ فَمَعْنَاهُ اُسْكُتْ اَلسُّكُوْتُ الْاٰنَ وَالثَّالِثُ لِلْعِوَضِ وَهُوَ مَا يَكُوْنُ عِوَضًا عَنِ الْمُضَافِ اِلَيْهِ نَحْوُ

حِيْنَـئِذٍ وَسَاعَتِئِذٍ وَيَوْمَئِذٍ اَىْ حِيْنَ اِذْ كَانَ كَذَا وَالرَّابِعُ لِلْمُقَابَلَةِ وَهُوَ التَّنْوِيْنُ الَّذِىْ فِىْ جَمْعِ الْمُؤَنَّثِ السَّالِمِ نَحْوُ مُسْلِمَاتٍ وَهٰذِهِ الْاَرْبَعَةُ تُخْتَصُّ بِالْاِسْمِ وَالْخَامِسُ لِلتَّرَنُّمِ وَهُوَ الَّذِىْ يَلْحَقُ اٰخِرَ الْاَبْيَاتِ وَالْمَصَارِيْعِ كَقَوْلِ الشَّاعِرِ شِعْرٌ

اَقِلِّى اللَّوْمَ عَاذِلَ وَالْعِتَابَنْ--وَقُوْلِىْ اِنْ اَصَبْتُ لَقَدْ اَصَابَنْ

وَكَقَوْلِهٖ ؏

يَا اَبَتَا عَلَّكَ اَوْ عَسَاكَنْ

وَقَدْ يُحْذَفُ مِنَ الْعَلَمِ اِذَا كَانَ مَوْصُوْفًا بِاِبْنٍ اَوْ اِبْنَةٍ مُضَافًا اِلٰى عَلَمٍ اٰخَرَ نَحْوُ جَاءَنِىْ زَيْدُ بْنُ عَمْرٍو وَهِنْدُ ابْنَةُ بَكْرٍ

فَصْلٌ نُوْنُ التَّاكِيْدِ وَهِىَ وُضِعَتْ لِتَاكِيْدِ الْاَمْرِ وَالْمُضَارِعِ اِذَا كَانَ فِيْهِ طَلَبٌ بِاِزَاءِ قَدْ لِتَاكِيْدِ الْمَاضِىْ وَهِىَ عَلٰى ضَرْبَيْنِ خَفِيْفَةٌ اَىْ سَاكِنَةٌ اَبَدًا نَحْوُ اِضْرِبَنْ وَثَقِيْلَةٌ اَىْ مُشَدَّدَةٌ مَفْتُوْحَةٌ اَبَدًا اِنْ لَمْ يَكُنْ قَبْلَهَا اَلِفٌ نَحْوُ اِضْرِبَنَّ وَمَكْسُوْرَةٌ اِنْ كَانَ قَبْلَهَا اَلِفٌ نَحْوُ اِضْرِبَانِّ وَاِضْرِبْنَانِّ وَتَدْخُلُ فِى الْاَمْرِ النَّهْىِ وَالْاِسْتِفْهَامِ وَالتَّمَنِّىْ وَالْعَرْضِ جَوَازًا لِاَنَّ فِىْ كُلٍّ مِّنْهَا طَلَبًا نَحْوُ اِضْرِبَنَّ وَلَا تَضْرِبَنَّ وَهَلْ تَضْرِبَنَّ وَلَيْتَكَ تَضْرِبَنَّ وَاَلَا تَنْزِلَنَّ بِنَا فَتُصِيْبَ خَيْرًا وَقَدْ تَدْخُلُ فِى الْقَسَمِ وُجُوْبًا لِوُقُوْعِهٖ عَلٰى مَا يَكُوْنُ مَطْلُوْبًا لِلْمُتَكَلِّمِ غَالِبًا فَاَرَادُوْا اَنْ لَّا يَكُوْنَ اٰخِرُ الْقَسَمِ خَالِيًا عَنِ التَّاكِيْدِ كَمَا لَا يَخْلُوْا اَوَّلُهٗ مِنْهُ نَحْوُ وَاللّٰهِ لَاَفْعَلَنَّ كَذَا

وَاعْلَمْ اَنَّہٗ یَجِبُ ضَمُّ مَاقَبْلَھَا فِی جَمْعِ الْمُذَکَّرِ نَحْوُ اِضْرِبُنَّ لِیَدُلَّ عَلَی الْوَاوِ الْمَحْذُوْفَۃِ وَکَسْرُ مَاقَبْلَھَا فِی الْمُخَاطَبَۃِ نَحْوُ اِضْرِبِنَّ لِیَدُلَّ عَلَی الْیَاءِ الْمَحْذُوْفَۃِ وَفَتْحُ مَاقَبْلَھَا فِی مَاعَدَاھُمَا اَمَّا فِی الْمُفْرَدِ فَلِاَنَّہٗ لَوْضُمَّ لَالْتَبَسَ بِجَمْعِ الْمُذَکَّرِ وَلَوْ کُسِرَ لَالْتَبَسَ بِالْمُخَاطَبَۃِ وَاَمَّا فِی الْمُثَنّٰی وَجَمْعِ الْمُؤَنَّثِ فَلِاَنَّ مَاقَبْلَھَا اَلِفٌ نَحْوُ اِضْرِبَانِّ وَاِضْرِبْنَانِّ وَزِیْدَتْ اَلِفٌ قَبْلَ النُّوْنِ فِی جَمْعِ الْمُؤَنَّثِ لِکَرَاھَۃِ اِجْتِمَاعِ ثَلٰثِ نُوْنَاتٍ نُوْنُ الضَّمِیْرِ وَنُوْنَا التَّاکِیْدِ وَنُوْنُ الْخَفِیْفَۃِ لَاتَدْخُلُ فِی التَّثْنِیَّۃِ اَصْلًا وَلَا فِی جَمْعِ الْمُؤَنَّثِ لِاَنَّہٗ لَوْ حَرَّکْتَ النُّوْنَ لَمْ تَبْقَ خَفِیْفَۃً فَلَمْ تَکُنْ عَلَی الْاَصْلِ وَاِنْ اَبْقَیْتَھَا سَاکِنَۃً یَلْزَمُ اِلْتِقَاءُ السَّاکِنَیْنِ عَلٰی غَیْرِ حَدِّہٖ وَھُوَ غَیْرُ حَسَنٍ

تَمَّتْ بِالْخَیْرِ بِالتَّوْفِیْقِ اللّٰہِ تَعَالٰی